24
سہم مسموم
فی
جواب نکاح ام کلثوم
از قلم حقیقت رقم
حجۃ الاسلام مولانا غلام حسین صاحب نجفی
(فاضل عراق)

شعبہ تبلیغ کی دیگر مطبوعات مؤلفہ وکیل آل محمد مولانا غلام حسین نجفی

اس کتاب میں مسئلہ فدک پر تفصیلی بحث ہے۔ اور قرآن وسنت کی روشنی میں جناب فاطمہ زہرہ کی سچائی کو ثابت کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۱۲ بڑا سائز کاغذ اعلیٰ

اس کتاب میں حضرت عمر کی دامادی کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور حضرت عمر پر ایک سو اعتراض جواب طلب پیش کیا گیا ہے، صفحات ۴۴۰، یہ کتاب حکومت کی ضبط شدہ ہے۔

قول مقبول فی اثبات وحدت بنت رسول

اس کتاب میں مسئلہ عثمان داماد رسول کا مخصوص جواب دیا گیا ہے اور نواصب کی دکھتی ہوئی رگوں کو بھی دبایا گیا ہے، صفحات ۵۶۰، یہ کتاب بھی ضبط شدہ ہے

ماتم اور صحابہ

اس کتاب میں گریہ، نوحہ، ماتم، خونی ماتم، فاقہ، ذوالجناح سر میں خاک ڈالنا، تعزیہ مبارک، علم اور دیگر امور کا شریعت کی روشنی میں مخصوص ثبوت دیا گیا ہے۔
صفحات ۷۵۰، قیمت : روپے

حقیقت فقہ حنفیہ در جواب حقیقت فقہ جعفریہ

اس کتاب میں فقہ حنفیہ کے قابل اعتراض مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے اور فقہ جعفریہ پر مخالف کے حملے کا دفاع کیا گیا ہے۔ صفحات ۱۶۰، یہ کتاب حکومت کی ضبط شدہ ہے۔

عرض ناشر

الحمد للہ علیٰ نوالہ والصلوٰۃ علی النبی محمد و آلہ

خداوند عالم کا شکر ہے کہ ہم حسب وعدہ اپنی یہ تحقیقی پیشکش سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جبکہ اس سے قبل استادنا المکرم کی دو کتابیں ایک عزاداری کے موضوع پر کتاب ماتم اور صحابہ اور دوسری فدک کے موضوع پر کتاب جاگیر فدک ہم اپنے محترم قارئین کے سامنے پیش کر چکے ہیں اور وہ دونوں کتابیں مقبول عام ہو چکی ہیں اور اب اس کتاب میں اس افسانے کو کہ حضرت عمر فاروق کا نکاح سیدہ ام کلثوم بنت علیؑ کے ساتھ ہوا تھا۔ کتاب وسنت اور تاریخ وعقل کی روشنی میں جھوٹا ثابت کیا گیا ہے اور مسئلہ مذکورہ پر اہلسنت دوستوں کی طرف سے شائع کئے گئے تقریباً تمام دل آزار رسالوں کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی استادنا المکرم علامہ قبلہ غلام حسین صاحب نجفی سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہے اور ہم طلبۂ جامع المنتظر استادنا المکرم کے بیحد شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے تدریسی اور تقریری مشاغل کے باوجود مسئلہ مذکورہ پر تحقیقی کتاب تحریر فرما کر ہماری اور جملہ مومنین کی خواہش کو پورا کیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

ناشر- خاکپائے علمائے حقہ - اظہر حسن خان

نوٹس

زیر نظر کتاب صرف شیعہ بھائیوں کے لئے لکھی گئی ہے دوسرے فرق اسلامیہ اس کتاب کو نہ ہی خریدیں اور نہ ہی پڑھیں کیونکہ یہ کتاب ایک جوابی کاروائی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے مسلمان دوستوں کی دلآزاری ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہر مصنفِ کتاب کے سامنے درجِ ذیل سات غرضوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوتی ہے۔

۱۔ وہ مسائل جو خود مصنف نے اپنی دماغی محنت سے ایجاد کیے ہوں انہیں صورتِ تحریر میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی خاطر قلم اٹھانا۔

۲۔ کوئی کتاب اگر کسی مصنف کی ناقص رہ گئی ہو تو اُسے پورا کرنے کی خاطر قلم اُٹھانا۔

۳۔ کسی کتاب کے الفاظ اگر مشکل ہوں تو اُن کو آسان کرنے کی خاطر یا کسی کتاب پر اعتراضات کیے گئے ہوں تو اُن کے جواب کیلئے قلم اٹھانا۔

۴۔ کسی کتاب کی عبارت اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو اُن کی تلخیص کے لئے یا کسی علم کے مسائل میں کثرت ہے تو اُن کے اختصار کے لئے قلم اُٹھانا۔

۵۔ وہ مختلف مسائل جو لوگوں کو زبانی یاد ہیں انہیں رشتۂ تحریر میں جمع کرنے کے لئے قلم اُٹھانا۔

۶۔ وہ مسائل جو مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں ایک جگہ جمع کرنے کے لئے قلم اُٹھانا۔

۷۔ کسی مسئلہ میں کسی مفکر نے یا کسی کتاب میں کسی مؤلف یا کسی مصنف نے غلطی کی ہے تو اُسے غلطی سے آگاہ کرنے کی خاطر

قلم اُٹھانا۔

ہمارے رسالہ کی غرضِ تالیف

ایک عدد رسالہ "اُمِّ کلثوم بنتِ علیؑ فاروقِ اعظم کے نکاح میں" مؤلفہ مولانا محمد صدیق خطیب جامع مسجد اہلِ حدیث فیصل آباد (لائلپور) نظر سے گزرا اور نیز مولوی غلام رسول سُنّی، مولوی عبدالستار سُنّی اور منیجر جمعیت محبین صحابہ ملتان کے رسالے نکاح ام کلثوم کے بارے میں نظر سے گزرے اور نیز مولوی احسان الٰہی ظہیر کی کتاب الشیعہ والسنۃ اور مولوی نافع (جھنگوی) کی کتاب رحماء بینہم اور مولوی احتشام الدین (مراد آبادی) کی کتاب نصیحۃ الشیعہ اور شاہ عبدالعزیز (دہلوی) کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور مولوی عبدالعزیز (ملتانی) کی کتاب بجوعۃ [illegible] اور مولوی کرم دین کی کتاب آفتابِ ہدایت اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہدایۃ الشیعہ اور دیگر کئی عدد کتبِ اہلِ سنت کے ابواب بھی نکاح ام کلثوم کے بارے میں نظر سے گذرے۔ مؤلفین نے مذکورہ رسائل و کتب میں غریب شیعوں کے خلاف خوب دل کی بھڑاس نکالی ہے اور ام کلثوم بنتِ علیؑ و فاطمہؑ کا نکاح عمر فاروق سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر کے رسولؐ اللہ کے سامنے روزِ قیامت اپنی شرمندگی کا سامان مہیا کیا ہے۔ ہم شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ام کلثوم بنت علیؑ کا نکاح عمر فاروق سے ہرگز نہیں ہوا نہ ہی جبراً اور نہ ہی اختیاراً۔ ہمارے مخالفین نے جب مذکورہ مسئلے کے اثباتی پہلو کو اپنے رسائل و کتب میں عمر صاحب کی پارسائی ثابت کرنے کے لئے اچھالنا شروع کیا اور

بھانت بھانت کی بولیاں بول کر ہمارے دُکھے ہوتے زخموں کو دُکھانا شروع کیا تو مخالف کی اس حرکت سے ہمارے عقیدہ کو ٹھیس لگی اور دل کو بڑا دُکھ اور صدمہ ہوا۔ علمائے اہل سنت نے دل کھول کر اپنے رسائل و کتب میں بے کس شیعوں کو گالیاں دیں۔ یہود، مجوس، ہنود، سبائی، بدفطرت، دین دشمن اس قسم کے تمام القابات اپنے باپ دادا والے بے چارے شیعوں کو دے ڈالے حالانکہ مظلوم شیعہ اس نوازش کے ہرگز لائق نہ تھے اور ہم نے ان ملوانوں کی جارحانہ کارروائی کے خلاف اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فریاد کی ہے اور ملک و ملت کی سالمیت اور رواداری کی خاطر خاموش رہنے کو اپنا شعار بنایا ہے۔

۲ ۔ ایک بار پھر ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق نے اپنے رسالہ کشف الاسرار میں اپنے ایک چہیتے شاگرد کے ذریعے ہماری مذہبی غیرت کو للکارا کہ نکاح ام کلثوم کا جواب شیعوں کے ذمہ ہمارا ایک قرضہ ہے اور شیعہ حضرات کی سرتوڑ کوشش کے باوجود ابھی تک واجب الادا چلا آرہا ہے اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ یہ لوگ عمر فاروق کو حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی دامادی کے شرف سے تا قیامت محروم نہیں کر سکتے پس حتی بلغ السکین العظم کہ جب چھری ہڈی تک پہنچ گئی اور ہماری خاموشی کو ہمارے مخالف نے ہماری کمزوری سمجھ لیا تو چونکہ دفاع کا حق ہر انسان کو ہے پس شیعہ حضرات اور خصوصاً میرے مدرسہ کے فاضل طلبہ نے خواہش کی کہ اگر ان گستاخ ملوانوں کو لگام نہ دی گئی تو عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے۔ اور یہ ملوانے ہر جگہ گردن کو مایہ لگا کر پھریں گے اور ہم نے بھی سوچا

کہ مولانا محمد صدیق اسدٌ فی الماء و انفٌ فی السماءِ کے پٹے نہیں بھیلے کر دی میلہ میلہ۔ صدیق صاحب نے قرآن و سنت اور معتبر تاریخ سے اپنے دعویٰ کے اثبات میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اور دُھب بڑا دکھایا ہے پس بندہ نے بھی تحقیق نکاح ام کلثوم کے بارے میں شیعوں کے عقیدہ کی حفاظت کی خاطر اور مخالفین کو مسئلہ مذکورہ میں ان کی غلطیوں سے انہیں آگاہ کرنے کی خاطر ایک ایسا رسالہ لکھنے کا ارادہ کر لیا کہ جس میں اہل حدیث کے مولانا صدیق کو ان کا قرضہ پرانٹ سمیت (مع سود) لوٹانے کی کوشش کی جائے۔ قرض ادا کرنا شریعت پاک میں بہت ضروری ہے اور جب ہمیں قرض ادا کرنے کا طعنہ دیا گیا تو ہم شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چپ بیٹھے رہتے۔ ہم بھی ایک قوم ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ قلم دوات کے دشمن جب ہمیں میدانِ تحریر میں للکاریں تو ہم بھی اسی زبان میں ان کو سمجھا سکتے ہیں کہ جس میں وہ سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

۳ ۔ مذکورہ رسائل و کتب کا بندہ نے حرف بحرف مطالعہ کیا ہے ہمارے مخالفین نے اپنے رسالوں اور کتابوں میں کچھ تلخی و ترشی کچھ گرمی و شوخی بھی دکھائی ہے۔ حد ہو گئی ولی اللہ کے بیٹے عبدالعزیز نے جس کے پیچھے محدث دہلوی کی دُم بھی لگی ہوئی ہے شیعوں کو اپنے تحفہ میں چنگیز کا پاخانہ خور لکھا ہے۔ روندی یاراں نوں لے کے ناں بھراواں دا۔ شاہ صاحب نے میدانِ تحقیق میں اپنی بے بسی قوم کے دلوں پر شیعوں کو گالیاں دے کر مرہم پٹیاں لگانے کی ناکام کوشش کی ہے ہمارے مخالفین نے پوری آزادی کے ساتھ ہر قسم کی روایات و عبارات ہمارے خلاف استعمال

کی ہیں اور ہر قسم کے جھوٹ اور بہتان ہم پر باندھے ہیں۔ اگرچہ مذکورہ چیزوں کا اثبات ان کے فاروق اعظم حضرت عمر صاحب بھی آ کر ذکر سکتے ہوں لیکن ہم نے خدا کو جواب دینا ہے۔ پس جس عبارت اور روایت کو ہم نے اہل سنت دوستوں کی کتابوں میں پایا ہے۔ اور جواب میں مناسب سمجھا ہے اس کے تحریر کرنے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ اور ہمارے مخالف نے جس زبان میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے ہم نے بھی وہی زبان استعمال کی ہے لیکن پھر بھی کوشش یہی کی ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا دل نہ دکھایا جائے اور مخالف کے لہجہ سے زیادہ اپنے جوابات میں تیزی و گرمی اور کڑواہٹ پیدا نہ کیا جائے پوری ذمہ داری سے حوالہ جات کو اصل کتابوں سے لینے کی کوشش کی ہے۔ اصل معنیٰ کو برقرار رکھتے ہوئے بعض جگہوں میں عربی عبارات اختصار کی خاطر تلخیص کی ہے۔ ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے پس عربی عبارات کو تحریر کرنے میں اور ان کا ترجمہ کرنے میں اور ان سے نتیجہ تک پہنچنے میں خدا گواہ ہے کہ اپنی طرف سے پوری دیانتداری سے کام لیا ہے تاہم اگر کسی جگہ غلطی ہو گئی ہے تو خدائے رحیم سے معافی چاہتا ہوں بندہ کو اپنی خامیوں کا اعتراف ہے۔ سچی بات ہے ہم تو کچھ بھی نہیں علماء تو وہ لوگ تھے جن کی کتابوں سے بندہ نے استفادہ کیا ہے خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور میرے مدرسہ کے تمام طلباء کو اور خصوصاً عزیزم محترم اظہر حسن خان آف محمد علی والا ضلع سرگودھا، جو اس رسالہ کی ترتیب میں میرے معاون خصوصی رہے ہیں۔ بندہ کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دولت علم سے مالا مال کرے۔ مذہب حقہ جعفریہ کی خدمت کی خصوصی توفیقات عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو۔ غلام حسین نجفی

سرپرست ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبیوں سے رشتہ داری کسی ظالم کو اس کے ظلم سے بری نہیں کر سکتی

بیان: حضرت آدم سے لیکر اس وقت تک کی تاریخ گواہ ہے کہ اچھے لوگوں سے بڑے لوگوں کو رشتہ داری حاصل رہی ہے اور بعض رشتوں کا تذکرہ اور ثبوت قرآن پاک میں بھی موجود ہے مثلاً ہابیل اور قابیل دونوں سگے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ نبی زادے بھی تھے۔ لیکن ان میں سے ایک ظالم اور دوسرا مظلوم تھا۔ ایک قاتل اور دوسرا اسی کا مقتول تھا۔ ثبوت ملاحظہ ہو:

فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخاسرین (المائدہ)

ترجمہ: قابیل کو اس کے نفس نے بھڑکایا اپنے بھائی کے قتل کے لئے پس قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا

اور نیز یوسف نبی مظلوم اور اس کے بھائی ظالم تھے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا (یوسف)

ترجمہ۔ (یوسف کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ) یوسف کو قتل کر دو یا کسی دور دراز زمین میں پھینکو۔

نوٹ:۔

مذکورہ دونوں قصے گواہ ہیں کہ خونی رشتہ بھی انبیاء سے ظالم کو حاصل ہو سکتا ہے۔ پس عمر صاحب کو اگر نبی کریم سے کسی قسم کا بھی بفرض محال کوئی رشتہ حاصل ہو تو وہ رشتہ جناب عمر کو آل نبی پر ان کی طرف سے کئے گئے مظالم سے بری نہیں کر سکتا اور جناب عمر کی صفائی کی خاطر ہمارے اہل سنت دوستوں کا جھوٹے رشتوں کو پیش کرنا انکی نادانی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی محمد صدیق خطیب جامعہ مسجد اہلحدیث کی غلط تحقیق

ثبوت ملاحظہ ہو

موصوف نے اپنے رسالہ ام کلثوم بنت علی کے صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ علی نے بخوشی ام کلثوم کا نکاح عمر فاروق سے کیا جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور یہ رشتہ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ پارہ ۱۸ سورہ نور کے اصول کے عین مطابق ہوا ہے۔ مولانا موصوف نے پھر خلاصۃ التفسیر کی ایک لمبی عبارت دی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اس تفسیر سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پاکدامنہ ام کلثوم (طیبہ) کا نکاح حضرت عمر فاروق طیب سے کفو کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔

مذکورہ غلط تحقیق کے پانچ عدد جوابات ملاحظہ ہوں

جواب نمبر ۱

۱۔ گاہے شوہر اور بیوی دونوں پر خدا خوش ہوتا ہے۔ مثال یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔ ترجمہ۔ اے آدم تو اور تیری زوجہ جنت میں رہائش رکھو۔

نوٹ۔ جس شوہر اور بیوی کو خدا فردوس میں رہنے کی دعوت دے یہ دعوت ان پر خدا کے خوش ہونے کی دلیل ہے۔

۲۔ گاہے شوہر اور بیوی دونوں سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ مثال تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔۔ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ پ ۳۰

ترجمہ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ برباد ہوا اور اس کی زوجہ لکڑیاں

اٹھانے والی اس کی گردن میں رسی ہے کھجور کی۔

نوٹ۔ اس سورۃ میں ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل معاویہ کی پھوپھی کی مذمت ہے اور اس مذمت سے معلوم ہوا کہ خدا ان دونوں پر ناخوش ہے۔

۳۔ گاہے بیوی سے خدا راضی ہوتا ہے اور شوہر لعنتی ہوتا ہے۔ مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ پ ۲۸ س التحریم

ترجمہ

خدا نے ایمان والوں کے لئے مثال بیان کی ہے زوجہ فرعون کی۔ جب اس بی بی نے کہا اے میرے خدا اپنے پاس میرے لئے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے اور ظالم قوم سے نجات عطا کر۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت میں آسیہ بنت مزاحم کی تعریف مذکور ہے۔

آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) دنیا کی چار کامل عورتوں میں سے ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلسنت کی مایۂ ناز اور معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۲۹ کتاب المناقب باب فضل عائشہ عن ابی موسیٰ الاشعری قال رسول اللہ کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیہ امراۃ فرعون وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

ترجمہ۔

نبی کریم نے فرمایا مردوں میں سے زیادہ کامل ہوگئے ہیں اور عورتوں میں سے نہیں کامل مگر مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون اور عورتوں پہ عائشہ کو ایسی فضیلت

ہے جیسے ثرید کو طعام پر۔ (و بعبارۃ اخری) یعنی جیسے ڈبل روٹی کو روٹی پر فضیلت ہے۔

نوٹ۔ اس آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون کو جنت میں زوجۂ پیغمبر اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ اہلسنت کی تفسیر درّ منثور سورہ التحریم ملاحظہ ہو۔

۲۔ اس آسیہ بنت مزاحم کو فرعون نے دھوپ میں لٹایا۔ اس کی چھاتی پر چکی کا پتھر رکھا۔ اس کے ہاتھوں میں لوہے کی میخیں گاڑ دیں اور اس مصیبت میں آسیہ کی روح پرواز کر گئی۔ اہلسنت کی تفسیر فتح القدیر اور تفسیر درّ منثور سورہ التحریم ملاحظہ ہو۔

۳۔ آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون موسیٰ نبی کی پھوپھی تھی

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۱۷۹ مطبوعہ مصر س التحریم

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الفتوحات الالٰہیہ ص ۳۷۲ مطبوعہ مصر س التحریم

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص ۳۷۴ مطبوعہ مصر س التحریم

تفسیر الفتوحات الالٰہیہ کی عبارت ملاحظہ ہو

(قوله واسمها آسیه) بالمد وكسر السين بنت مزاحم قيل انها اسرائيلية وانها عمة موسى

تفسیر کبیر کی عبارت

وقيل هي عمة موسى امنت حين سمعت قصة القاء موسى عصاه وتلقف العصا فعذبها فرعون عذابا شديدا لسبب الايمان

دونوں عبارتوں کا مختص ترجمہ

آسیہ بنت مزاحم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اسرائیلی عورت تھی اور موسیٰ نبی کی

پھوپھی تھی۔ اور اس وقت ایمان لائی تھی جب موسیٰ نے عصا پھینکا اور وہ فرعون کی لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور اس ایمان کے باعث فرعون نے اس کو سخت عذاب دیا۔

نوٹ۔

۱۔ اور اس کا شوہر فرعون ایسا لعین تھا کہ اس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ موسیٰ نبی کی نافرمانی کی بنی اسرائیل کے سینکڑوں بچے قتل کرائے۔ کفر کی حالت میں جہنم پہنچا دنیا اور آخرت میں لعنتی ہے۔

نتیجہ بحث

آسیہ بنت مزاحم طیبات میں داخل ہے اور فرعون کمینہ خبیث لوگوں میں سے ہے اگر بقول اہلسنت طیبہ عورت طیب مرد کے لئے ہے تو حق تعالےٰ نے آسیہ بنت مزاحم کو جو طیبہ ہیں اور موسیٰ نبی کی پھوپھی ہیں ایک خبیث مرد جو کہ فرعون ہے اس کے عقد میں کیوں رہنے دیا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی جس فضیلت پر اہلسنت کے مذہب کا گزارہ ہے وہ فرعون کو بھی حاصل ہے۔ اگر طیبہ بیوی ملنے سے شوہر رضی اللہ عنہ بن سکتا ہے تو پھر حضرت فرعون کو بھی رضی اللہ عنہ کہا کریں۔ عمر کا عقد بام کلثوم ہم اس کو جھوٹا افسانہ سمجھتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس مسئلہ کے اثبات کی تمام دلیلوں کے ہیچ ڈھیلے کریں گے۔ اگر کوئی شخص بفرض محال اس کو مان بھی لے تو پھر یوں کہا جائے گا کہ جس طرح موسیٰ نبی کی پھوپھی طیبہ بی بی آسیہ بنت مزاحم فرعون مصر دشمن خدا و رسول کی زوجہ رہی ہے اسی طرح اگر کوئی اور طیبہ بی بی کسی دشمن خدا اور رسول کے گھر میں رہے تو کیا حرج ہے۔ وہ دوسرا آدمی اپنی خباثت میں فرعون سے نہیں بڑھ سکتا۔ جھوٹا دعویٰ کرنا خواہ خدائی کا ہو یا نبوت و خلافت کا، ان کے جھوٹ ہونے میں کوئی فرق نہیں تینوں جھوٹے ہیں۔

جواب ۲

واعلے اور ادنیٰ الخبیثت میں داخل ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرءۃ نوح وامرءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتٰھما فلم یغنی عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین

پ۲۸ س التحریم

ترجمہ

اللہ نے کافروں کے لئے مثال بیان فرمائی ہے۔ زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی۔ یہ دونوں ہمارے نزدیک دو بندوں کے نیچے تھیں ان دونوں نے خیانت کی (پس وہ دو نیک بندے) ان دونوں عورتوں کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ ان دو عورتوں سے کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت میں واعلہ زوجہ نوح اور واعلہ زوجہ لوط ان دونوں کی نبیوں کے ساتھ خیانت کرنے کے باعث مذمت ہے۔

واعلہ اور واہلہ نے کیا خیانت کی

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری صفحہ ۳۴۶/۹ س التحریم
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر صفحہ ۲۴۸/۵ س التحریم
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صفحہ ۱۰۲/۴ س التحریم
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف صفحہ ۵۷۴/۴ س التحریم
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۶/۳۰ س التحریم
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور صفحہ ۲۴۵/۶ س التحریم

خازن کی عبارت ملاحظہ ہو۔

قیل انھما اسرتا النفاق واظھرتا الایمان

کشاف کی عبارت ملاحظہ ہو

فان قلت ما کانت خیانتھما قلت نفاقھما وابطانھما الکفر وتظاھرھما علی الرسولین

تفسیر کبیر کی عبارت

البحث الثانی ما کانت خیانتھما نقول نفاقھما واخفاءھما الکفر وتظاھرھما علی الرسولین

در منثور کی عبارت

انھما کانت خیانۃ امرءۃ نوح وامرءۃ لوط النمیمۃ

فتح القدیر کی عبارت

قیل خیانتھما بالنمیمۃ

تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ

یہ دونوں عورتیں منکر فرمان نبی منافق اور چغلخور تھیں۔ ان دونوں پیغمبروں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں۔

نوٹ نمبر۱۔ اہلحدیث کا حضرت مروان مولوی محمد صدیق ہمیں جواب دے کہ یہ دونوں منافق عورتیں دو نبیوں کی زوجہ کیسے بن گئیں اور اگر قانون مذکورہ موجبہ کلیہ نہیں تو پھر آیت الخبیثٰت للخبیثین کو ے کر شیعوں کے خلاف زہر کیوں اگلا ہے۔ جبکہ یہ دونوں عورتیں اپنے نفاق اور نافرمانی رسول کے باعث الخبیثات میں داخل بھی ہیں۔

نوٹ نمبر۲۔ جس طرح طیب مرد بلکہ نبی اللہ کے گھر میں خبیثہ عورت آباد ہو سکتی ہے اسی طرح اس کا الٹ بھی ممکن ہے۔ پس معلوم ہوا فاروق کے نکاح والی فضیلت ایک ٹیڈی پیسہ بھی قیمت نہیں رکھتی۔ اور ہم تو اسے ایک جھوٹا افسانہ سمجھتے ہیں۔ بصورت دیگر کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح نبیوں کے گھر خبیثہ عورتیں تھیں اور نبیوں کی بیوی ہونا ان کو جہنم سے نہ بچا سکا اسی طرح بفرض محال اس کا عکس کہ اگر کسی دشمن خدا و رسول کے گھر کوئی طیبہ عورت

ہو تو وہ اس کو جہنم سے نہیں بچا سکتی ۔

اعتراض۔

قصۂ آسیہ زوجۂ فرعون وا علیہ زوجۂ نوح واہلہ زوجۂ لوط یہ گزری ہوئی شریعت کا معاملہ ہے آپ موجودہ شریعت میں کوئی ایسی مثال دیں جس کے سوچنے پر ہم مجبور ہوں ۔

جواب ۳

مذکورہ آیت میں طنز ہے جناب عائشہ اور جناب حفصہ پر کیونکہ جو کردار نوحؑ اور لوطؑ نبی کی بیویوں نے ان نبیوں کے خلاف ادا کیا تھا وہی کردار جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر نے اپنے شوہر پیغمبر اسلام کے خلاف ادا کیا ہے اگر ہماری اس گزارش سے کسی کے شیشۂ دل کو ٹھوکر لگی ہے تو وہ اپنے مذہب کے مفسرین کو کوسے جو اس شخص کے لئے باعث رسوائی بنے ہیں ۔

جناب عائشہ اور حفصہ زوجۂ نوح اور لوط کے ہم مرتبہ تھیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص ۲۴۸/۵ س التحریم
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۱۰۲/۷ س التحریم
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۱۶۸/۸ س التحریم
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص ۴۰۲/۲ س التحریم

فتح القدیر کی عبارت

قال یحییٰ بن سلام ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا یحذر بہ عائشۃ وحفصۃ من المخالفۃ لرسول اللہ حین تظاہرتا علیہ ۔۔۔ وبیان انہما ان کانتا تحت عصمۃ خیر خلق اللہ وخاتم رسلہ

فان ذالک لا یغنی عنہما من اللہ شیئاً

خازن کی عبارت

وفی ہذا المثل تعریض بامی المومنین وما فرط منہما وتحذیر لہما علی اغلظ وجہ واشدہ

تفسیر رازی کی عبارت

وفی ضمن ہذین التمثیلین تعریض بامی المومنین وہما حفصۃ وعائشۃ

کشاف کی عبارت

والتعریض بحفصۃ ارجح لان امرأۃ لوط افشت علیہ کما افشت حفصۃ علی رسول اللہ

تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ

یحییٰ بن سلام کہتا ہے کہ اللہ نے جو کافروں کے لئے مثال بیان کی ہے اس کے ذریعے عائشہ اور حفصہ کو نبیؐ کی مخالفت سے ڈرایا ہے ۔ جبکہ وہ دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں اور یہ بیان کیا ہے کہ اگرچہ وہ دونوں خاتم الرسل کی زوجہ ہیں مگر یہ رشتہ ان کو اللہ کے (عذاب) سے نہیں بچا سکتا بس مذکورہ آیت میں عائشہ اور حفصہ پر طنز ہے اور ان کو سختی کے ساتھ ڈرایا گیا ہے کیونکہ انہوں نے نبیؐ کی نافرمانی کی تھی اور طنز جناب حفصہ پر زیادہ وزنی ہے ۔ اب جس طرح زوجۂ لوط نے اپنے نبی شوہر کا راز ظاہر کیا تھا اسی طرح حفصہ بنت عمر نے اپنے شوہر رسول اللہ کا راز ظاہر کیا تھا (انتہیٰ)

نوٹ ۱

جس طرح جناب نوحؑ اور لوطؑ کی بیویاں طیبات میں داخل نہیں اسی طرح جناب عائشہ اور حفصہ بھی طیبات میں داخل نہیں ۔ پس اہل تشیع کو سبائی اور یہودی کہنے والا مولوی،

محمد صدیق چودھویں صدی کا یزید نہیں جواب دے کہ پیغمبر اسلام کے طیب ہونے میں کوئی شک نہیں اور جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنت عمر کے غیر طیب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پس یہ دونوں ہمارے نبی کے نکاح میں کیسے داخل ہو گئیں۔ اور نیز مذکورہ آیت میں قتنہ حفصہ بنت عمر پر زیادہ وزنی ہے اور جس طرح اس بی بی کو طیب نبی سے رشتہ داری کا کوئی فائدہ نہیں اور کوئی فضیلت نہیں اسی طرح اس کے باپ عمر کو بطریق محال نبی سے کوئی رشتہ داری ہے تو اسے بھی کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

نوٹ ۲

ہر قسم کے لوگوں کو نبیوں سے رشتہ داری ہو سکتی ہے۔ مثلاً نوح کا بیٹا (کنعان) یا ابولہب رسولؐ کا چچا نبیوں کے رشتہ دار تھے لیکن بعض الاقارب کالعقارب کچھ رشتہ دار مانند بچھو کے ہوتے ہیں۔ جناب عمر سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ نبیؐ کی نافرمانی کی ہے۔ مثلاً نبیؐ کی وفات کے وقت قلم دوات کے بارے میں نافرمانی کی ہے۔ بخاری شریف کتاب العلم گواہ ہے۔ پس جناب عمر کی نبیؐ سے وہ رشتہ داری جس پر شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ وہ نبیؐ کے سسر تھے جناب عمر کے لئے فائدہ مند نہیں اور جب مسلم رشتہ داری کوئی فائدہ نہ دے تو وہ رشتہ داری جو مشکوک اور مختلف فیہ ہے ہرگز فائدہ نہ دے گی۔ کھری بات ہے کہ رشتہ داری اور بات ہے اور تابعداری اور بات ہے۔ جناب عمر ہمارے رسولؐ اور آل رسولؐ کے تابعدار نہ تھے۔ پس اس مجبوری کی وجہ سے ہم جناب عمر کو احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان کی نافرمانی کے داغ جھوٹی رشتہ داری کے فرض کرنے سے نہیں دھوئے جا سکتے۔

جواب ۲ اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنئے

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیہ فان اللہ مولٰہ وجبریل وصالح المومنین ۔ الخ

ترجمہ

اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اگر تم دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تو پس اللہ اور جبریل اور صالح مومنین نبیؐ کے پشت پناہ ہیں الخ

آیت مذکورہ میں جناب عائشہ بنت ابی بکر اور جناب حفصہ بنتِ عمر کو خطاب ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۲۹/۲ کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن النسائی ص ۱۵۱/۲ کتاب الطلاق باب ارسال الرجل الی زوجتہ بالطلاق
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۹۹/۷ س التحریم
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور ص ۲۴۲/۶ س التحریم
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص ۲۴۲/۸ س التحریم
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۱۹۵/۸ س التحریم
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص ۴۷/۲ س التحریم
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر معالم التنزیل بر حاشیہ خازن ص ۹۸ س التحریم
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتوحات الالٰہیہ ص ۳۷/۴ س التحریم
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری ص ۳۴۱/۹ س التحریم
۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۱۸۲/۸ ذکر ما ھجر فیہ رسول اللہ نساءہ
۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند امام احمد بن حنبل ص ۲۵۲/۱ مسند عمر

صحیح بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو

عن عبداللہ ابن عباس قال لم ازل حریصاً علیٰ ان اسئل عمر بن الخطاب عن المرأتین من ازواج النبی اللتین قال اللہ تعالیٰ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما حتی حج و حججت معہ و عدل و عدلت معہ باداوۃ فتبرز ثم جاء فسکبت علی یدیہ منہا فتوضأ فقلت لہ یا امیرالمومنین من المرأتان من ازواج النبی اللتان قال اللہ تعالیٰ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما قال واعجباً لک یا ابن عباس ھما عائشۃ وحفصۃ۔ الی آخرہ

ترجمہ

ابن عباس کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا حرص رہا کہ عمر بن خطاب سے پوچھوں وہ عورتیں کون ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اگر تم دونوں توبہ کر لو۔ پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ عمر نے حج کیا اور میں نے بھی۔ عمر رفع حاجت کے لیے باہر گیا اور میں لوٹا لے کر ساتھ گیا۔ عمر جب فارغ ہو کر واپس آیا تو میں نے پانی ڈالا اس نے ہاتھ دھوئے اور پھر میں نے سوال پیش کیا۔ جواب ملا تعجب ہے ابن عباس وہ دونوں عورتیں عائشہ اور حفصہ ہیں۔

فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو

الخطاب لعائشۃ و حفصۃ ای ان تتوبا الی اللہ فقد وجد منکما ما یوجب التوبۃ

مظہری کی عبارت

فقد صغت قلوبکما زاغت ومالت قلوبکما عن الاستقامۃ علی طریق الحق حیث رضیتما بما کرہ رسول اللہ

ترجمہ۔

مذکورہ آیت میں خطاب عائشہ اور حفصہ کو ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کر لو پس تم دونوں سے وہ قصور ہوا ہے جس کے بعد توبہ واجب ہے تم دونوں کے دل راہ حق پر ثابت رہنے سے ہٹ گئے ہیں۔ آپ اسی پر راضی ہوئی ہیں جس کو رسول کریم نے ناپسند کیا ہے۔

اعتراض

(کہا جاتا ہے کہ) اہل تشیع ازواج نبی پر الزام لگاتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں

جواب

ہماری مجال ہے کہ ہم توہین کریں۔ البتہ جناب عائشہ اور حفصہ نے جو غلطی کی ہے اور دس علمائے اہلسنت نے جن میں دو امام ہیں اور آٹھ مفسر ہیں ان کی تصدیق کی ہے۔ تو ہم ایسی بات کا برملا ذکر کرتے ہیں تو اگر اس کے ذکر کرنے سے آدمی دوزخی ہو جاتا ہے تو دس علمائے اہلسنت پہلے ریلے میں داخل جہنم ہوں گے۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت میں جناب عائشہ اور حفصہ کی خدا تعالیٰ نے قرآن میں مذمت فرمائی ہے۔ پس وہ دونوں طیبہ نہ رہیں اور اہل تشیع کو سبائی اور یہودی کہنے والا اہلحدیث کا ابو موسیٰ اشعری مولوی محمد صدیق تاندلوی ہمیں جواب دے کہ یہ دونوں غیر طیبہ طیب نبی کے عقد میں کیسے آگئیں اور ہمارے مذکورہ بیان سے جناب عمر کی وہ فضیلت بھی ختم ہو گئی جس کے اثبات پر مولوی صدیق نے دین و ایمان کی بازی لگا رکھی تھی۔

اعتراض۔

آپ نے مولانا محمد صدیق صاحب کو ابو موسیٰ اشعری سے تشبیہ کیوں دی ہے۔

جواب۔

جس طرح ابو موسیٰ اشعری امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام کا دشمن تھا اسی طرح مولوی

محمد صدیق بھی دشمن ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب برحاشیہ الاصابہ صفحہ ۱۷۲ ذکر ابوموسیٰ اشعری۔

وکان منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ لانہ عزلہ ولم یستعملہ

اور نیز اسی کتاب الاستیعاب ذکر عبداللہ بن قیس بن سلیم میں لکھا ہے

وعزلہ علی رضی اللہ عنہ عنہا فلم یزل واجدا منہا علی علی حتی جاء منہ ما قال حذیفۃ فقد روی فیہ لحذیفۃ کلام کرھت ذکرہ واللہ یغفر لہ۔

ترجمہ

اور ابوموسیٰ اشعری جناب امیرؑ سے روگردان تھا۔ کیونکہ آنجناب نے ابوموسیٰ کو کوفہ کی ولایت سے ہٹایا تھا اور کسی اور جگہ کا والی نہیں بنایا۔ پس یہ جناب امیرؑ پر ناراض رہا۔ حتیٰ کہ اس سے جناب امیرؑ کی شان میں وہ نازیبا باتیں نکلیں جن کو حذیفہ نے ذکر کیا ہے اور میں نے ان کو ذکر کرنا ناپسند کیا ہے

نتیجہ بحث

قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ نبیوں کا ہر رشتہ دار اچھا ہوگا۔ ہاں اگر کردار اچھا ہے تو نبی سے رشتہ داری بھی ایک فضیلت کی زیادتی ہے پس نبی کریم سے فرضی قرابت کا سہارا لے کر جناب عمر کی خلافت ثابت کرنا قرآن و سنت کی مخالفت ہے۔ جناب عمر کی نبی کریم سے رشتہ داری قرآن مجید سے تو ثابت نہیں ہے اور حدیث و تاریخ سے جیسے یہ لکھا ہے کہ جناب عمر کا نبی سوہرا تھا اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ جناب عمر نے نبی کی بیٹی پر ظلم کیا ہے۔ جناب عمر کی خلافت ثابت کرنا تو ایک

امر محال ہے۔ البتہ اگر اہلسنت بھائی جناب عمر کو آلِ نبی پر ظلم کرنے سے بری ثابت کر دیں تو بھی بڑی بات ہے

شاہ عبدالعزیزؒ کی ڈفلی

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ باب مطاعن عائشہ طعن پنجم صفحہ ۳۴۳

شاہ عبدالعزیز نے جناب عائشہ اور حفصہ کی صفائی پیش کرتے ہوئے چار عذر پیش کئے ہیں۔

عذر ۱۔ نبی کریم نے جس کلام کے ذریعے منع فرمایا تھا اس میں صیغہ امر ہے اور یہ صیغہ وجوب کے لئے نہیں ندب کے لئے ہے

۲ خطا اور قصور جناب حفصہ بنت عمر کا ہے نہ کہ عائشہ بنت ابی بکر کا ہے۔

۳ جناب حفصہ بنت عمر نے ارادۃً نافرمانی رسول نہیں کیا تھا

۴ اگر جناب حفصہ بنت عمر نے خطا کی ہے تو اس خطا سے ان کی توبہ کرنے پر اجماع موجود ہے۔

جواب ۱

شاہ صاحب کا پہلا عذر باطل ہے کیونکہ جس امر کو عائشہ اور حفصہ نے ترک کیا ہے اس کے ترک پر خدا نے ان کی مذمت کی ہے اور جس امر کے ترک پر مذمت کی جائے وہ ندب کے لئے نہیں وجوب کے لئے آتا ہے۔

جواب ۲

شاہ صاحب کا دوسرا عذر بھی باطل ہے کیونکہ ان تتوبا حرف واؤ سے صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطبہ کا ہے اور جس سے خطاب عائشہ اور حفصہ دونوں کو ہے۔ پس جبکہ

توبہ کا حکم دونوں کو ہے تو معلوم ہوا قصور اور خطا بھی دونوں کی ہے۔

جواب ۳

شاہ صاحب کا تیسرا عذر بھی باطل ہے کیونکہ اگر حفصہ نے قصداً نافرمانی نہیں کیا تھا تو خدا نے توبہ کا حکم کیوں دیا۔

جواب ۴

شاہ صاحب کا چوتھا عذر بھی باطل ہے کیونکہ عائشہ اور حفصہ کا گناہ نص قرآن سے ثابت ہے۔ اگر انہوں نے توبہ کی ہے تو اس کے اثبات کے لیے نص قرآن یا حدیث متواتر پیش کرو دعویٰ اجماع میں تم جھوٹے ہو۔

جواب ۵

مذکورہ آیت کی موصوف کے دعویٰ پر کسی قسم کی دلالت نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اولٰئک مبرءون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم پ۱۸ س النور

الخبیثٰت اور الطیبٰت صفات ہیں اور انکا موصوف کلمات ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۱۸ ص۸۴ س النور
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری ص۴۸۳ ج۶ س النور
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص۳۵ ج۵ س النور

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص۱۱ ج۴ س النور
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۱۵۴ ج۲ س النور

تفسیر مظہری کی عبارت

قال اکثر المفسرین معناہ الخبیثٰت من الکلمات یعنی کلمات الذم والتحقیر والشتم ونحو ذلک یستحقھا الخبیثون من الناس والطیبات من الکلمات من المدح والثناء والدعاء یستحقھا الطیبون

غرائب القرآن کی عبارت

قولہ الخبیثٰت یعنی الکلمات التی تخبث موادھا

رازی کی عبارت

سلم ان الخبیث یقع علی الکلمات . . . ویقع ایضاً علی الکلام الذی ھو کالمذم واللعن ویقع ایضاً علی الزوانی من النساء وفی ھذہ الآیہ کل ھذہ الوجوہ محتملۃ

فتح القدیر کی عبارت

قال مجاھد وسعید بن جبیر وعطا المعنی الکلمات الطیبات من القول للطیبین من الناس والطیبون من الناس للطیبات من الکلمات

تفسیر خازن کی عبارت

ومعنی الآیہ ان الخبیث من القول لا یلیق الا بالخبیث من الناس والطیب من القول لا یلیق الا بالطیب من الناس . . .
وقیل معناہ لا یتکلم بالخبیث الا الخبیث من الرجال والنساء . .

ولا یلیق بالطیب من القول الا الطیب من الرجال والنساء

تمام عبارتوں کا خلاصہ ترجمہ

مراد الخبیثات، اور الطیبات سے کلمات ہیں اور معنی آیت یہ ہے کہ بُری باتیں مثلاً زنا وغیرہ کی نسبت بُرے مردوں اور عورتوں کی طرف زیبا ہے اور اچھی باتیں مثلاً درود و سلام، دعا وغیرہ اچھے مردوں اور عورتوں کی طرف زیبا ہے۔ اور یا مذکورہ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ بری باتیں کرنا بُرے مردوں اور عورتوں کے لائق ہیں اور اچھی باتیں کرنا اچھے مردوں اور عورتوں کے لائق ہیں۔

نوٹ۔

ہم نے اہلسنت کی کتب معتبرہ سے اس آیت کی تفسیر کو پیش کیا ہے اور تمام مسلمان بھائیوں کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ ہمارے مخاطب مولوی صدیق کو بھی اللہ کی حق تعالیٰ توفیق عنایت کرے کیونکہ مذکورہ آیت الطیبات الخ کو ان کے دعوے سے کوئی ربط اور تعلق نہیں ہے۔

اعتراض

مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد آیت سے طیب مرد اور طیبہ عورتیں ہیں۔ خبیث مرد اور خبیثہ عورتیں ہیں اور یہی معنیٰ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق کی طرف بھی منسوب ہے۔

جواب

وہ قول یہ ہے۔

عن ابی مسلم والجبائی وھو المروی عن ابی جعفر وابی عبداللہ قال ھی مثل قولہ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الآیۃ ان اناسا

ھموا ان یتزوجوا منھن فنھاھم اللہ عن ذالک و کرہ ذالک لھم۔ تفسیر شیعہ مجمع البیان صفحہ ۱۲۵ سورۃ النور

ترجمہ

اہلسنت سے ابو مسلم اور جبائی کا قول ہے اور اماموں سے بھی یہ مروی ہے کہ آیت الخبیثات الخ ایسے ہے جس طرح یہ آیت ہے کہ زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور کچھ لوگوں نے زانیہ عورتوں سے نکاح کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ نے ان کو منع فرمایا۔

نوٹ۔

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو اللہ تعالیٰ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی کلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اماموں کا مقصد یہ ہے کہ جیسے کتب تفاسیر اہل تشیع میں آیا ہے اور اہلسنت بھی گواہ ہیں کہ اسلام سے پہلے مکے اور مدینے میں کچھ ایسی عورتیں تھیں کہ جن کا پیشہ زنا کاری تھا اور وہ ذوات الرایات تھیں اور اس بدکاری کے باعث وہ خوشحال اور مالدار تھیں اسلام کے بعد کچھ غریب مسلمانوں نے ان کی دولت کے لالچ میں ان سے نکاح کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نکاح سے منع فرمایا کہ جب تک وہ مکمل توبہ نہ کریں ان سے نکاح نہ کیا جائے۔ ہمارے مخاطبؔ اگر آپ کے دل میں رتی بھر بھی انصاف ہے تو مذکورہ آیت کو آپ کے مدعیٰ سے کوئی بھی ربط نہیں۔ پس جناب عمر کی خلافت کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے مذکورہ آیت کا سہارا لیا ہے وہ فضیلت روزِ ازل سے خلیفہ جی کے نصیب ہی میں نہیں لکھی گئی

نتیجہ بحث

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے صرف الطیبات للطیبین کا ڈھنڈورا پیٹ کر بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب دینے کی ناکام کوشش کی ہے ہم نے مذکورہ آیت کے دونوں معنے

ارباب انصاف کے سامنے پیش کئے ہیں۔ پہلا معنی کہ اچھی باتیں اچھے مردوں کے لائق ہیں اور پانچ عدد کتب معتبرہ اہلسنت سے ثبوت پیش کیا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے یہی آیت جناب عمر کی مذمت کرتی ہے کیونکہ بخاری شریف اور مسلم شریف گواہ ہیں کہ جناب عمر نے نبی کریم سے وقت وفات نازیبا گفتگو کی تھی۔

دوسرا معنی۔ اچھی عورتیں اچھے مردوں کے لائق ہیں اور اچھے مرد اچھی عورتوں کے لائق ہیں۔ اگر یہ معنی کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مراد اچھے مرد اور عورت سے کیا ہے اگر مراد معصوم اور معصومہ مرد اور عورتیں ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ ہمارا نبی معصوم تھا اور ان کی کوئی زوجہ معصوم نہ تھی اور اگر الخبیثات للخبیثین سے مراد منافق مرد اور عورتیں ہیں تو یہ معنی بھی غلط ہے۔ کیونکہ قرآن گواہ ہے کہ منافقہ عورتیں بھی نبیوں کی بیویاں رہی ہیں پس لا محالہ الخبیثات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زنا کاری کا پیشہ کریں اور الطیبات سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کا پیشہ نہ کریں۔ پس حکم پروردگار کا مطلب روشن ہو گیا کہ زنا کار مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں رغبت کریں گے اور جو لوگ زنا کار نہ ہوں گے وہ ایسی عورتوں سے نکاح کریں گے جو زنا کار نہ ہوں گی۔ پس آیت مذکورہ کا جناب عمر کے اس مفروضہ نکاح سے کوئی تعلق نہیں اور مولوی صدیق کا اس آیت کو پیش کرنا اپنے مدعا کے لئے ناحق انصاف کا خون کرنا ہے۔

تنبیہہ

اگر یہ ثابت کرنا تھا کہ نبی کریم نے جناب عمر کی فضیلت ثابت کرنا تھی تو کیا یہی اہلسنت کے عقیدہ کی رو سے نبی کی تین بیٹیاں تھیں اور ان میں سے کوئی ایک بیٹی ہی رسول اللہ عمر کو دے دیتے۔ لیکن اہلسنت کی تفاسیر گواہ ہیں کہ وہ بیٹیاں اہلسنت کے عقیدہ کے اعتبار سے حضور نے کافروں کو دے دیں لیکن جناب عمر کو نہ دیں۔ پس مذکورہ آیت سے جناب عمر کی مذمت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت

مولوی محمد صدیق اہلحدیث کا اہل تشیع کو چیلنج اور ان کی مذہبی غیرت کو للکارنا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

رسالہ کشف الاسرار صـ۳۹

موصوف اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر ہماری کتاب "ام کلثوم بنت علیؑ فاروق اعظم کے نکاح میں" کا مطالعہ مفید ہو گا جس کا آج تک شیعہ حضرات سے جواب نہیں بن سکا۔

جواب۔

ہمارے نزدیک یہ چیلنج ضرط معاویہ ہے علی منبر النبی جس کو حاضرین نے علی منبر النبی بدعت کہا تھا۔ من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ کہ جو کسی کو ایک بار آزما کر ناکام ہو چکا ہو اگر اسی کو دوبارہ آزمائے تو سوائے شرم کے اس کے نصیب میں کچھ نہ ہو گا۔ شاہ عبد العزیز۔ ابن تیمیہ محمد قاسم نانوتوی۔ احتشام الدین مراد آبادی، شیعوں کو چھیڑ کر منہ کی کھا چکے ہیں اور شکست و ناکامی کا داغ لے کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں اور اب مولوی محمد صدیق نے بھی شیعوں کو چھیڑ کر اپنے بزرگوں کی رسوائی کا سامان فراہم کیا ہے ورنہ سینکڑوں علماء اہلسنت یہ حسرت قبروں میں لے گئے ہیں کہ وہ حضرت عمر کی کوئی ٹوٹی پھوٹی فضیلت بھی قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کرتے جس طرح مولانا موصوف کا دعوٰی ہے کہ میری کتاب "ام کلثوم بنت علی" کا مطالعہ مفید ہو گا۔ اسی طرح ہماری بھی گزارش ہے کہ میری یہ کتاب مولانا موصوف نے پڑھی تو انشاء اللہ جگر ٹھنڈا ہو جائے گا اور جناب عمر کی فضیلت کے نایاب موتی ہاتھ لگیں گے۔

سوال :-

اگر ام کلثوم بنت علی عمر کے عقد میں نہ تھی تو وہ ام کلثوم کون ہے جس کی وجہ سے کتب تاریخ میں اہلبیت رسول کے خلاف دھاندلی کی گئی ہے اور نام کے اشتباہ سے اولاد علی پر تہمت باندھی گئی ہے۔

جواب :-

یار غار جناب ابوبکر کی پانچسالہ بیٹی اُم کلثوم سے جناب عمر نے بچپن سال کی عمر میں شادی رچانے کے رنگیلے خواب دیکھے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۹۱ ج ۸ کتاب الفضائل من قسم الافعال

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ص ۱۳۹ ج ۷ ذکر ازواج عمر

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲۱ ج ۳ ذکر ازواج عمر

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ص ۲۷۳۲ ج ۵ ذکر ازواج عمر

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۲۶۷ ج ۲ ذکر ازواج عمر

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المعارف ص ۷۶ ذکر اولاد ابوبکر

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ص ۴۰۳ ج ۱ ذکر اولاد ابوبکر

۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۲۳۱ ج ۴ ذکر عمر بن الخطاب

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ابی خالد ان عمر خطب ام کلثوم بنت ابی بکر الی عائشۃ وھی جاریۃ فقالت این المذھب بھا عنک فبلغھا ذلک فاتت عائشۃ فقالت تنکحینی عمر یطعمنی الخشب من الطعام

انما ارید فتی یصب من الدنیا صباً واللہ لان فعلت لاذھبن اصیحن عند قبر النبی فارسلت عائشۃ الی عمرو بن العاص ان اکفنی ذلک فدخل علی عمر فتحدث عندہ ثم قال یا امیر المومنین اتیلوم تذکر التزویج قال نعم قال من قال ام کلثوم بنت ابی بکر فقال یا امیر المومنین ما ارید الا جاریۃ تنعی علیک اباھا کل یوم فقال عمر عائشۃ لامرتک بھذا -

ترجمہ (ملخص)

جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ حضرت عائشہ سے مانگا اور ام کلثوم کمسن تھی - عائشہ نے کہا ام کلثوم کو آپ کے بغیر کہاں جانا ہے۔ پس جب یہ خبر ام کلثوم کو پہنچی تو وہ اپنی بہن عائشہ کے پاس آئی اور کہا سنا ہے کہ آپ میرا نکاح عمر سے کرنا چاہتی ہیں۔ وہ مجھے روکھی سوکھی غذا دے گا مجھ کو ایسا جوان چاہیے جس کا دنیا سے لگاؤ ہو اور اگر میرا نکاح عمر سے ہوا تو میں قبر نبی پہ جاکر فریاد کروں گی۔ پس عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر آگاہ کیا - عمرو نے کہا میں کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ پھر وہ عمر کے پاس آیا۔ عام باتوں کے بعد پوچھا کہ آپ کا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔ عمرو بن عاص نے کہا کس سے۔ فاروق نے کہا ام کلثوم بنت ابی بکر سے۔ عمرو بن عاص نے کہا وہ تو ایک بچی ہے۔ ہر روز باپ کو روئے گی (میں سمجھ گیا) کہ یہ پٹی تجھے عائشہ نے پڑھائی ہے۔

نوٹ :-

اس روایت پر ہمارے چند سوالات

۱۔ مذکورہ روایت میں راوی نے ام کلثوم بنت ابی بکر کو کمسن دکھایا ہے۔ پس عائشہ نے اس کی کمسنی پر رحم کیوں نہ کیا اور اپنے محسن اعظم جناب عمر کا پیغام شادی قبول کیوں کیا؟

۱۔ اگر وہ کمسن تھی تو پچپن برس کے بابا عمر کو کیا سوجھی کہ اس کا رشتہ مانگا؟

۲۔ جب جناب عائشہ اور جناب عمر مذکورہ شادی پر راضی تھے تو بنت ابی بکر نے ام المومنین اور خلیفے کی نافرمانی کیوں کی؟

۳۔ بقول چاریاری مذہب تارک الدنیا زاہد خلیفہ ابوبکر کی بیٹی تھی۔ پس خشن العیش من الم... کہہ کر عمر کی درویشانہ زندگی پر تنقید کیوں کی۔

۴۔ زاہد خلیفہ کی بیٹی ہو کر انما اُرید فتی یصب من الدنیا صبا کہہ کر کسی مالدار نوجوان سے شادی کرنے کا شوق کیوں ظاہر کیا۔

۵۔ جناب عمر فاروق اعظم سے شادی کے بعد اس پر کون سا ظلم کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا کہ اصیح عند قبر النبی کہہ کر عائشہ کے خلاف قبر نبی پر فریاد کرنے کی دھمکی دی۔

۶۔ عمر کی درویشانہ زندگی پر تنقید کرنا قبر نبی پر عمر کے خلاف فریاد کی دھمکی دینا۔ کسی مالدار سے شادی کرنے کا شوق ظاہر کرنا یہ تینوں امر اس کے عاقلہ اور بالغہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ مولوی محمد صدیق کو سبائی ہاتھ سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں یزیدی اور خارجی ہاتھ نے کام کر کے بنت ابی بکر کو کمسن کیوں ظاہر کیا ہے؟

نوٹ ۲

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے جناب عمر کی شادی ہو گئی تھی صرف خارجی اور یزیدی ہاتھ نے جناب عمر کے دوسرے جھوٹے فضائل کی طرح یہ جھوٹی فضیلت بنائی کہ وہ بنت علی تھی اور اس کا اتنا پروپیگنڈا کیا کہ کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے اور مولوی محمد صدیق کو اپنے مذہب کی کتاب میں اپنے عقیدہ کے خلاف جب یہ روایت نظر آئی تو خدمت مذہب و دین والے کارنامہ کو بھول گئے اور اس روایت کے بارے میں صفائی پیش کرنے کی بجائے صم بکم عمی ہو گئے۔ کیا اسی کا نام تحقیق ہے۔ تف ہے ایسی تحقیق پر۔

نوٹ ۳

کنز العمال اہلسنت کی کتاب ہے اور آج تک کسی سنی نے انکار نہیں کیا اور مذکورہ کتاب علامہ سیوطی کی کتاب جمع الجوامع کا خلاصہ ہے اور علی متقی ہندی نے خلاصہ کیا ہے۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

البدایہ والنہایہ کی عبارت ملاحظہ ہو

وکان قد خطب ام کلثوم ابنۃ ابی بکر الصدیق وھی صغیرۃ وراسل فیھا عائشۃ فقالت ام کلثوم لاحاجۃ لی فیہ فقالت عائشۃ اترغبین عن امیر المومنین قالت نعم انہ خشن العیش فارسلت عائشۃ الی عمرو بن العاص فصدہ عنھا۔

ترجمہ (ملخص)

جناب عمر نے یار غار کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی اور اس سلسلے میں جناب عائشہ سے بات چیت کی۔ ام کلثوم نے کہا کہ میں عمر کو نہیں چاہتی تو جناب عائشہ نے فرمایا کیا تو امیر المومنین کو نہیں چاہتی؟ ام کلثوم نے کہا۔ ہاں اس کی زندگی سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو بلایا اور اس نے اس شادی کے ارادے سے فاروق کو باز رکھا۔

نوٹ ۱

ارباب انصاف: مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات ملاحظہ ہوں

۱۔ راوی نے بنت ابوبکر کو کمسن دکھایا ہے جا سوال ہے کہ اما الیتیم فلا تقھر کو یتیم پر ظلم نہ کرو جناب عمر کو کیا سوجھی تھی کہ اس کمسن یتیم بچی کا رشتہ لینے کے لئے جو کہ شادی کے قابل بھی نہیں بی بی عائشہ پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

۲۔ اگر ام کلثوم بنت ابی بکر کمسن تھی تو جناب عائشہ کو گڑیاں کھیلنے کے سن سے تجاوز کر چکی تھی،

لہٰذا انہوں نے نصیحت کی کتاب کیوں کھول دی اور پانچ سال کی بچی سے پچپن برس کے ...
کو سہرا بندھوانے کے لئے انچاس بہن ام کلثوم کو وعظ شروع کر دیا کہ اتزغبین عن امیر المؤمنین !

۳۔ شادی کرنے کی نصیحت۔ کمسن بچی کو نہیں کی جاتی۔ پس جناب عائشہ کی نصیحت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔ پس راوی نے اپنی خیانت سے وہی صغیرۃ کہہ کر ام کلثوم بنت ابی بکر کو کمسن ظاہر کیوں کیا ہے ؟

۴۔ بقول چار یاری مذہب کے حضرت عمر کی سادہ زندگی سے انہ خشن العیش کہہ کر زاہد خلیفے کی بیٹی نے نفرت کیوں کی ؟ جناب عائشہ کی نصیحت کو ٹھکرایا کیوں اور ... عرب فاروق اعظم کی زوجہ بننے سے انکار کیوں کیا ؟

نوٹ ۲

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو سبائی ہاتھ سے بہت تکلیف پہنچی ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ البدایہ والنھایہ میں تو یزیدی ہاتھ کام کر رہا ہے لہٰذا طرفداری صحابہ کے اس پہلے نمبر کے وکیل نے یہاں ٹھوکر کیوں کھائی ہے اور ایسی روایت جس میں جناب عائشہ، جناب عمر، جناب ام کلثوم بنت ابی بکر کی توہین ہے، اپنی کتاب میں درج کیوں کی ہے۔ اس روایت کی صفائی پیش کرنا ... کے محقق اعظم و مناظر اعظم کے ذمہ ہے۔

نوٹ ۳

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر کی عمر سے شادی ہو گئی تھی۔ یزیدی اور خارجی ہاتھ نے اپنی عیاری سے ولدیت تبدیل کر کے بنت علیؑ بنا دیا۔ جس سے تاریخ کا چہرہ اس قدر مسخ ہو گیا کہ کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے۔

نوٹ ۴

مذکورہ کتاب البدایہ والنھایہ اہلسنت کی معتبر کتاب ہے جس سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور ہمارے مخاطب نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۱۲ میں اس کے مؤلف کو امام کا لقب دیا ہے۔ ...

امید ہے کہ ہمارے مخاطب اپنے امام کے فرمان پر کچھ غور کریں گے۔

تاریخ کامل ابن اثیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وخطب ام کلثوم ابنۃ ابی بکر الصدیق الی عائشۃ فقالت ام کلثوم لا حاجۃ لی فیہ انہ خشن العیش شدید علی النساء فارسلت عائشۃ الی عمرو بن العاص فقال انا اکفیک فاتی عمر فقال بلغنی خبر اعیذک باللہ منہ قال ما ھو قال خطبت ام کلثوم بنت ابی بکر قال نعم افرغبت بی عنھا ام رغبت بھا عنی قال ولا واحدۃ ولکنھا حدثۃ نشأت تحت کنف امیر المؤمنین فی لین ورفق وفیک غلظۃ ونحن نھابک وما نقدر ان نردک عن خلق من اخلاقک فکیف بھا ان خالفتک فی شیئ فسطوت بھا کنت قد خلفت ابا بکر فی ولدہ لغیر ما یحق علیک وقال فکیف لعائشۃ وقد کلمتھا قال انا لک بھا۔

ترجمہ (ملخص)

جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے رشتہ مانگا۔ ام کلثوم نے کہا مجھے عمر میں کوئی خواہش نہیں وہ سخت زندگی والا ہے اور عورتوں پر سخت ہے۔ جناب عائشہ نے عمرو بن عاص کو مدد کے لیے بلایا۔ عمرو نے کہا میں مدد بہت کرتا ہوں۔ پس وہ عمر فاروق کے پاس پہنچا اور اس نے کہا میں نے ایک بات سنی ہے اور میں تیرے بارے میں اس کی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فاروق نے کہا بھلا کیا خبر ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا تو نے بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا ہے ؟ فاروق نے کہا۔ ہاں۔ کیا وہ میرے لائق نہیں یا میں اس کے لائق نہیں۔ عمرو بن

عاص نے کہا۔ بھیا یہ بات نہیں وہ کمسن بچی ہے ناز و نعم میں امیر المومنین کے زیر سایہ پلی ہے اور تجھ میں بد خلقی اور تند مزاجی ہے۔ ہم خود تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیری کسی بات کو ٹھکراتے نہیں۔ اگر اس بچی نے کسی بات میں مخالفت کی اور تو طیش میں آ گیا تو اس بچی پر کیا گزرے گی۔ پس گویا تو نے ابوبکر کی اولاد کی وہ نگرانی نہ کی جو تجھ پر فرض تھی۔ جناب عمر نے کہا جیسے کہ بی بی عائشہ سے بات کر چکا ہوں اسے کیا کہا جائے تو عمرو بن عاص نے کہا عائشہ کے بارے میں میں ذمہ دار ہوں۔

نوٹ ۱۱

مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات

۱۔ زاہد خلیفہ کی بیٹی نے لا حاجۃ لی فیہ کہہ کر فاروق اعظم کو کیوں ٹھکرایا؟ اور خشن العیش کہہ کر اہلسنت کے درویش خلیفہ کی درویشانہ زندگی سے نفرت کیوں کی؟

۲۔ بنت ابی بکر سے فاروق اعظم کی شادی والی خبر کو عمرو بن عاص نے ایک خطرناک خبر کیوں ظاہر کیا ہے کہ جس سے اعیذک باللہ کہہ کر خدا سے پناہ مانگی۔

۳۔ جناب فاروق اشارہ گفتگو کو کیوں گئے اور افرغبت بی عنہا کہہ کر عمرو بن عاص کو ڈانٹ ڈپٹ کیوں کی؟

۴۔ عمرو بن عاص نے لکنہا حدثۃ کہہ کر اس کو کمسن کیوں ظاہر کیا؟ اور اگر کمسن تھی تو فاروق اعظم نے اس کا رشتہ کیوں مانگا؟

نوٹ ۱۲

ہمارے جامعہ کی لائبریری میں جو تاریخ کامل مطبوعہ مصر موجود ہے اس میں تحریر ہے نشاءت تحت کنف امیر المومنین فی لین و رفق کہ ام کلثوم ناز و نعم میں امیر المومنین کے زیر سایہ پلی ہے۔

دعوت انصاف!

مسلمان بھائیو! آپ غیر جانبدار ہو کر سوچیں کہ وہ امیر المومنین کون ہے جناب ابوبکر تو امیر المومنین تھے اور مر بھی چکے ہیں اور یہ لقب اگرچہ فاروق اعظم نے غاصبانہ طور پر اپنایا ہے مگر اس عبارت میں وہ بھی یقیناً مراد نہیں ہیں۔ پس امیر المومنین علی ابن ابی طالب مراد ہیں اور بنت ابی بکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ جناب امیر کے زیر سایہ پلی ہے اور مذکورہ عبارت نے اہلسنت کے بنائے ہوئے افسانے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

نوٹ ۱۳

پس ہمیں یقین ہے کہ زوجۂ عمر ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور امیر المومنین کے زیر سایہ پلنے کے باعث اس کی ولدیت میں اشتباہ ہو گیا ہے اور کچھ بددیانت راویوں نے حکام وقت کو خوش کرنے کے لئے حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

نوٹ ۱۴

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق میمودیوں اور سپاہیوں کے ستائے ہوئے ذرا سوچ کر ہمیں جواب دیں کہ مذکورہ کتاب اہلسنت کی ہے اور اس میں یزیدی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ لہٰذا اس روایت کے متعلق صفائی پیش کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

اعتراض

اگر ام کلثوم اور محمد اولاد ابی بکر جناب امیر کے زیر سایہ پلی ہے تو معلوم ہوا کہ جناب ابی بکر اور جناب امیر شیر و شکر تھے دشمن نہ تھے۔ ورنہ ابوبکر کی اولاد پر جناب امیر شفقت نہ فرماتے۔

جواب۔

ابولہب کی بیٹی کو رسول اللہ نے پناہ دی ہے اور اس پر شفقت کی ہے۔ حالانکہ اس

کا باپ ابولہب سخت دشمنِ رسول تھا۔ جس طرح نبی پاک نے اپنے دشمن کی بیٹی کو پناہ دی ہے اسی طرح جناب امیرؑ نے اپنے دشمن کی بیٹی پر شفقت کی ہے۔

تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو

قال المدائنی وخطب ام کلثوم بنت ابی بکر وھی صغیرۃ وارسل فیھا الی عائشۃ فقالت الامر الیھا فقالت ام کلثوم لاحاجۃ لی فیہ فقالت لھا عائشۃ أترغبین عن امیر المومنین قالت نعم انہ خشن العیش شدید علی النساء الی آخرہ

ترجمہ (مختصر)

جناب عمر نے ام کلثوم بنت ابی بکر کا رشتہ مانگا اور وہ کمسن تھی۔ جناب عائشہ سے بات چیت ہوئی۔ عائشہ نے کہا معاملہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے ام کلثوم نے کہا مجھے عمر میں خواہش اور چاہت نہیں ہے۔ جناب عائشہ نے فرمایا تجھے امیر المومنین میں رغبت نہیں ہے؟ ام کلثوم نے کہا ہاں وہ سخت زندگی والا ہے۔ عورتوں پر سخت ہے تا آخر۔

نوٹ نمبر۱

مذکورہ عبارت میں ہمارے چند سوالات

۱۔ مذکورہ روایت میں راوی نے بنت ابی بکر کو کمسن ظاہر کیا ہے۔ پس ایک یتیم بچی اور وہ بھی ابوبکر کی بیٹی۔ جناب عمر کو کیا سوجھی تھی کہ اس یتیم کمسن بچی کا رشتہ لینے کے لئے اپنا سارا رعب حکومت جناب عائشہ کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا!

۲۔ اگر بچی کمسن تھی تو جناب عائشہ نے الامر الیھا کہہ کر اس کو خود مختار کیوں ظاہر فرمایا ہے۔

۳۔ اگر بنت ابی بکر نادان تھی تو جناب عمر کی بخیلانہ زندگی پر کیوں تنقید فرمائی؟

۴۔ اگر بنت ابی بکر کمسن تھی تو یہی عذر بی بی عائشہ نے کیوں نہیں پیش فرمایا؟

۵۔ شادی کی نصیحت کمسن بچی کو نہیں کی جاتی اگر بنت ابی بکر کمسن تھی تو جناب عائشہ نے اپنے محسن اعظم جناب عمر کی ہمدردی کر کے اترغبین عن امیر المومنین کہہ کر نصیحت کا ورق کیوں پڑھنا شروع کر دیا؟

۶۔ زاہد خلیفہ تارک الدنیا ابوبکر کی بیٹی ہو کر ام کلثوم نے اہلسنت کے درویش خلیفہ عمر فاروق کو کیوں ٹھکرایا؟

نوٹ نمبر۲

ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق سہائی اور یہودی ہاتھ کی کارگزاری کا بہت شکوہ فرماتے ہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ تاریخ طبری تو اہلسنت کی ہے اسے تو یہودی ہاتھ کی ہوا بھی نہیں لگی۔ لہٰذا اس روایت کے بارے میں صفائی پیش کریں۔

نوٹ نمبر۳

بہرحال منڈھے چڑھ گئی تھی بنت ابی بکر ام کلثوم کی شادی عمر سے ہو گئی تھی کیونکہ فاروق اعظم کو ٹھکرانے کی کوئی وجہ نہ تھی مگر یزیدی اور خارجی ہاتھ کی کارگزاری ہے کہ واقع کو مسخ کر کے پیش کیا اور جسے دیکھ کر آنے والے مورخ چکرا گئے۔

اعتراض

طبری تو الا شیعہ ہے لہٰذا یہ روایت ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی۔

جواب

طبری کو شیعہ کہنا سفید جھوٹ ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۳۵ مطبوعہ لاہور

دوئم محمد بن جریر بن غالب طبری ابو جعفر است۔

صاحب تفسیر و تاریخ کبیر و او از اہلسنت است نیز تحفہ اثنا عشریہ ص۵۵

کتاب محمد بن جریر طبری کہ بہ تاریخ مشہور است واصح التاریخ است نیز تاریخ بغداد ص۱۶۲/۲ ذکر محمد بن جریر طبری میں مرقوم ہے۔

وله الكتاب المشهور في تاريخ الامم والملوك وكتاب في التفسير

نیز تفسیر طبری کلمۃ الناشر موسوعۃ تاریخ الاسلام الثقۃ الامین فیما ینقل ابو جعفر طبری۔

نوٹ ۲

یہ تمام عبارات اس بات کا قرینہ اور گواہ ہیں کہ طبری والا اہل سنت و الجماعت ہے اور اس کی تاریخ بھی معتبر ہے۔

نیز ہمارے مخاطب نے اپنے کتابچے کے ص۱۱ میں تاریخ طبری کو علم تاریخ میں نہایت اونچے پائے کی کتاب تسلیم کیا ہے اور اس کے مصنف کو امام کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو

وام كلثوم وهي اصغر بناته و امها نصرانية وتركها حبلى فولدت بعده ام كلثوم هذه و لما كبرت خطبها عمر بن الخطاب الى عائشة فانعمت له وكرهت ام كلثوم بنت علي فاحتالت له حتى امسك عنها

ترجمہ:-

اور ام کلثوم جناب ابوبکر کی بیٹیوں میں سے چھوٹی لڑکی تھی اس کی ماں نصرانیہ تھی ابوبکر اپنی موت پر اسے حاملہ چھوڑ گئے تھے۔ پس ام کلثوم ابوبکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی اور جب بڑی ہوئی۔ تو بی بی عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا۔ جناب عائشہ نے عمر کے پیغام کو قبول فرمایا اور ام کلثوم بنت علی نے یہ رشتہ ناپسند کیا پس جناب عائشہ نے کوئی حیلہ سازی کی اور عمر اس رشتے سے باز آگئے۔

مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات

راوی نے تو لکھا ہے کہ ام کلثوم کا کم سنی بتاتی ہے۔ اگر ام کلثوم ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی ہے تو ابوبکر کی وفات تیرہ ۱۳ ہجری میں ہوئی ہے۔ اور یہ شادی والا افسانہ سترہ ۱۷ ہجری کا ہے۔ پس پانچ سال کی بچی ام کلثوم کتنی بڑی ہو گئی تھی؟ کہ پچپن سالہ دولہے عمر ابن خطاب سے شادی کے قابل ہو گئی۔

۲

اگر ام کلثوم ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ تو جناب فاروق اعظم کو کیا سوجھی کر پانچ سالہ بچی سے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

۳ فانعمت له۔ جناب عائشہ نے پانچ سالہ بچی کی خاطر پچپن سالہ فاروق کا پیغام شادی قبول کر کے کس عقل مندی کا ثبوت دیا ہے۔

۴ ہمارے جامعہ کی لائبریری میں جو تاریخ خمیس ہے۔ اس کی عبارت میں راوی نے ایک ہی بیان میں ام کلثوم کو بنت علی بھی اور بنت ابی بکر بھی۔ ظاہر کیا ہے۔ اس مکاری سے اُن کا مقصد کیا ہے۔ ہمارے مخاطب ناندوی صاحب بانی ادارہ کی کارگزاری کا بڑا شکوہ کرتے ہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ تاریخ خمیس اہل سنت کی کتاب ہے، اور اس میں یزیدی ہاتھ نے خلیفہ نوازی کرتے ہوئے اصل قصہ میں ریت کیوں ملائی ہے؟

نوٹ ۳

ہمیں یقین ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے عمر فاروق کا رشتہ ہو گیا تھا اور بچے

بھی ہوئے ہیں۔ جو خلیفہ نوازی کی خاطر بد دیانت راویوں نے ام کلثوم کی ولدیت تبدیل کر کے اصل واقعہ کو مسخ کر دیا، اور آنے والے مورخ چکرا گئے۔

المعارف کی عبارت مُلاحظہ ہو

واما ام کلثوم بنت ابی بکر فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشۃ فانعمت له وکرهت ام کلثوم فاحتالت له حتی امسك عنها۔

ترجمہ:-

ام کلثوم بنت ابی بکر کا جناب عائشہ سے عمر ابن خطاب نے رشتہ مانگا اور بی بی عائشہ نے یہ پیغام شادی قبول کر لیا۔ اور ام کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔ پس بی بی عائشہ نے کوئی بہانہ کیا۔ جس سے جناب عمر شادی سے باز آ گئے۔

مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات

(۱) ام کلثوم کے کم سن ہونے سے بھی اہل سنت کو انکار نہیں۔ اور جناب عمر کے اس کے ساتھ شادی کے پیغام سے بھی انکار نہیں۔ پس اس راز سے اہل سنت کو پردہ اٹھانا چاہیئے۔ جس کی خاطر پچپن سالہ فاروق نے پانچ سالہ دختر ابی بکر کا رشتہ طلب فرمایا تھا۔

(۲) جناب عائشہ کو اپنی بہن ام کلثوم کی کم سنی معلوم تھی۔ مگر اپنے محسن اعظم کے پیغام شادی کو قبول کیوں فرمایا۔ جبکہ اُن کی بہن شادی کے قابل ہی نہ تھی۔

(۳) جناب عائشہ اور حضرت عمر دونوں ہستیوں کا گٹھ جوڑ مذکورہ رشتہ کے بارے میں

اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ بنت ابی بکر شادی کے قابل تھی۔ اگر شادی کے قابل نہ ہوتی تو عمر اور عائشہ اہل سنت کے دونوں پیرو۔ مذکورہ شادی کے متعلق گٹھ جوڑ نہ کرتے۔

(۴) جناب عمر کا رشتہ طلب کرنے اور جناب عائشہ کے قبول فرمانے کے بعد مذکورہ شادی کے نہ ہونے کا کوئی سبب نہیں۔ لہٰذا ان تاریخی قرائن کے پیش نظر ام کلثوم بنت ابی بکر کی حضرت عمر سے شادی بھی ہوئی ہے اور اولاد بھی۔ لیکن جس طرح منتظم رسالہ ... معاملہ کی تھی۔ اُسی مکاری کے ساتھ اس نقشہ میں بھی خلیفہ نوازی کی خاطر اصل واقعہ کو مسخ کر دیا گیا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:-

وام کلثوم وهی اصغر بناته ولدت بعده فلما کبرت خطبها عمر ابن الخطاب الی عائشۃ فانعمت له وکرهت ام کلثوم فاحتالت له حتی امسك عنها

ترجمہ:

ام کلثوم جناب ابوبکر کی چھوٹی لڑکی تھی اور ابوبکر کے بعد پیدا ہوئی جب ام کلثوم بڑی ہوئی تو بی بی عائشہ سے اس کا رشتہ عمر نے مانگا تھا۔ عائشہ نے یہ پیغام شادی قبول کر لیا مگر ام کلثوم نے یہ رشتہ ناپسند کیا۔ پس عائشہ نے ایک حیلہ کیا اور عمر اس رشتہ سے رک گیا۔

مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات:

(۱) راوی نے عبارت میں ام کلثوم کو کم سن ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اگر کم سن تھی تو پچپن سال کے بابا عمر کو کیا سوجھی کہ اس کا رشتہ مانگا۔

(۲) لما کبرت قرینہ ہے کہ وہ کم سن نہ تھی۔

(۳) فالعمت یہ دوسرا قرینہ ہے کہ وہ کم سن نہ تھی۔

(۴) خود ام کلثوم کا عمر کے رشتہ سے کراہت کرنا یہ تیسرا قرینہ ہے کہ وہ کمسن نہ تھی۔

نوٹ نمبر ۲

ہمیں یقین ہے کہ بنت ابی بکر سے عمر کا رشتہ ہوگیا تھا، بچے بھی پیدا ہوئے ہیں اور یزیدی ہاتھ کا یہ کارنامہ ہے کہ اصل واقعہ تاریخ میں مسخ کرکے پیش کیا گیا۔ کہ جس سے کئی مورخ چکرا گئے۔

نوٹ نمبر ۳

مذکورہ عبارت کتاب اہل سنت ریاض النضرہ سے لی گئی ہے جو عشرہ مبشرہ کے فضائل میں ہے۔ جن میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان سرفہرست ہیں اور جناب امیر کے علاوہ باقی نو کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے۔

وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون۔

ہمارے مخالف نے جب تحقیق کی عینک لگا کر مسئلہ ہذا پر قلم اٹھایا تو ریاض النضرہ کی عبارت نظر سے اوجھل کیوں ہوگئی۔

شرح ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

ان عمر خطب ام کلثوم بنت ابی بکر فارسل فیھا الی عائشۃ فقالت الامر الیھا فقالت ام کلثوم لاحاجۃ لی فیہ قالت لھا عائشۃ ویلک اترغبین عن امیر المومنین قالت نعم انہ یغلق بابہ ویمنع خیرہ ویدخل عابسا ویخرج عابسا۔

ترجمہ بلفظہ:۔

جناب عمر نے بنت ابی بکر کا بی بی عائشہ سے رشتہ مانگا۔ بی بی عائشہ نے فرمایا۔ قبول کرنا خود ام کلثوم کے ہاتھ میں ہے۔ پس ام کلثوم نے کہا مجھے عمر کے رشتے میں خواہش اور چاہت نہیں، بی بی عائشہ نے فرمایا افسوس ہے تیرے لئے تو امیر المومنین سے بے رغبتی کرتی ہے۔ ام کلثوم نے کہا ہاں یہ دروازہ بند رکھتا ہے اور خیر کو روکے رکھتا ہے۔ جب گھر آتا ہے تو تیوری چڑھائے اور جب باہر جاتا ہے تو تیوری چڑھائے ہوئے۔

مذکورہ عبارت پر ہمارے چند سوالات

(۱) ام کلثوم کو راوی کم سن ظاہر کرتے ہیں۔ الامر الیھا کہہ کر بی بی عائشہ نے اس کو ایک خود مختار عورت کیوں ظاہر کیا ہے۔

(۲) کم سن بچی کو کسی مرد کے نکاح میں رغبت نہیں دلائی جاتی۔ اترغبین عن امیر المومنین کہہ کر بی بی عائشہ نے اپنی بہن کو اپنے محسن اعظم جناب عمر سے شادی کرنے کی نصیحت کیوں فرمائی۔

(۳) اگر ام کلثوم کم سن تھی تو یدخل عابسا کہہ کر اہل سنت کے درویش خلیفہ سے نفرت کا اظہار کیوں کیا۔ بقول اہل سنت زاہد خلیفہ تارک الدنیا، ابوبکر کی بیٹی نے بخیلانہ زندگی (یمنع خیرہ) کہہ کر تنقید کیوں فرمائی۔

نوٹ ۔ ۴

اعتراض

شرح ابن ابی الحدید شیعوں کی کتاب ہے پس اس کی عبارت ہمارے

خلاف حجت نہیں ہو سکتی۔

جواب

مذکورہ کتاب کی نسبت شیعوں کی طرف دینا سفید جھوٹ ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۲۹ طبع لاہور۔

زیرا کہ کسانِ کہ با امامت خلفاء ثلاثہ قائل اند

یعنی اہل سنت و معتزلہ ہرگز قوارح ایشاں روایت نکردہ اند

ترجمہ :۔

جو لوگ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی امامت کو درست مانتے ہیں

یعنی اہل سنت اور معتزلہ وہ ان کی برائیاں نقل نہیں کرتے۔

نوٹ :۔

ابوالحسن اشعری کے عقیدت مند اشاعرہ ہوں یا واصل ابن عطاء کے عقیدت مند معتزلہ ہوں چونکہ دونوں گروہ ثلاثہ کی امامت کو درست مانتے ہیں پس دونوں اہلِ سنت ہیں اور بقول رشید احمد گنگوہی۔

کتاب ہدایتہ الشیعہ ملاحظہ ہو۔

سگِ زرد برادر شغال است

کہ زرد کتا چیتے کا بھائی ہے۔

پس معتزلہ اور اشاعرہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ موجودہ زمانے میں مولوی نافع مؤلف کتاب رحماءُ بینھُم کی بدترین خیانت ہے کہ اس نے ابن ابی الحدید، سنی معتزلی کو شیعہ لکھا ہے۔ بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے تف ہے اس کی دیانت پر۔

مذکورہ آٹھ عدد کتب اہلسنت اور اہلِ شیعہ کا ہدف

شادی کرنے کے اسباب

۱۔ ہر مرد کو فطری طور پہ عورت کی ضرورت ہے۔
۲۔ اولاد یا کثرتِ اولاد کی خواہش۔
۳۔ عیش و عشرت کی خواہش۔
۴۔ کسی دنیاوی فائدہ کی خواہش۔
۵۔ کسی شرعی فائدہ کی خواہش۔

بنتِ ابی بکر کو علمائے اہل سنت نے پانچ سال کی بچی ظاہر کیا ہے۔ ہمارے مخاطب یہودیوں اور سبائیوں کے ستائے ہوئے شیعوں پر حقائق سے انکار کی تہمت لگانے والے مولوی محمد صدیق ذرا میدان انصاف میں اتریں۔ اور یہ معمہ حل کرنے کی کوشش کریں۔ کہ ام کلثوم بنت ابی بکر جناب عمر کی پہلی تین ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتی اور نہ ہی قرآن و سنت کی روشنی میں ابوبکر کے گھر میں شادی کرنے میں کوئی فضیلت ہے اور نہ ہی بنتِ ابی بکر جناب عمر کی کوئی دنیاوی ضرورت پوری کر سکتی تھی۔ تو

؎ دل بر آنکتہ ایں جا است

کہ آپ کے درویش خلیفہ تارک الدُّنیا۔ تارک اللذات۔ فاروق اعظم نے ابوبکر کی پانچ سالہ لڑکی کا رشتہ اپنے پچپن برس کے سن میں کیوں مانگا حقائق سمجھانے کے تاجدار۔ اہلِ حدیث کے محقق اعظم جواب دیں!

یا تو یہ تسلیم کرو۔ کہ آپ کے فاروقِ اعظم کی ایک صفت ایسی بھی ہے کہ وہ نیم منصرف ہے۔

آٹھ علمائے اہلسنت نے تین ہستیوں کی توہین کیوں کی ہے؟

۱۔ بی بی عائشہ کی توہین تو یوں ہے کہ اپنی بہن ام کلثوم کا رشتہ اپنے محسنِ اعظم عمر فاروق کو دے کر مکر گئیں۔ منگنی تڑوانے کے لئے حیلے بہانے کئے۔ ایسا فعل عام مومنہ عورت نہیں کرتی۔ چہ جائیکہ۔ ام المومنین کرے۔
لاحول ولاقوۃ اِلاّ باللہ۔

۲۔ جناب عمر کی توہین یوں ہے کہ
اُن کے سارے فضائل خاک میں مل گئے۔ جب ابوبکر کی بیٹی نے اُن کی نجیلانہ زندگی سے نفرت کرتے ہوئے اُن کو ٹھکرا دیا۔

۳۔ ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی توہین یوں ہے۔ کہ فقیر محض زاہد خلیفہ ابوبکر کی بیٹی ہو کر عزت مآب فاروق اعظم سے نفرت کرتے ہوئے کسی مالدار نوجوان سے شادی کرنے کا شوق ظاہر کیا۔

جناب ابوبکر اور عمرؓ کے خاندان شیر و شکر تھے

ناصبی خارجی اور یزیدی ملوانے بنتِ علی کے رشتہ کے اثبات پر اس لئے زور دیتے ہیں۔ کہ ابوبکر و عمر نے جناب امیر علیہ السلام اور سیدہ زہراؑ پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ گرائے ہیں وہ چھپ جائیں اور عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ عمر اور جناب امیر شیر و شکر تھے۔ ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ ابوبکر کی بیٹی کا رشتہ جو بڑے شوق سے بقول اہلِ سُنت تاجدار خلافت حضرت عمر نے بی بی عائشہ سے مانگا تھا۔ کوئی وجہ نہیں کہ اُن کو نہ ملا ہو۔ کم سنی کوئی عذر نہیں بی بی عائشہ کا رشتہ بھی تو رسول اللہؐ کے ساتھ کم سنی میں ہو گیا تھا۔

اِس گھر کی بچیوں کی خوش نصیبی ہے کہ کم سنی میں بیاہی جاتی ہیں۔ اگر عائشہ کی شادی بقول اہلِ سنت چھ سال کے سِن میں ہو سکتی ہے تو ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی شادی بھی پانچ برس کے سِن میں ہو سکتی ہے۔ پس۔ عمرؓ ابوبکر کے خاندان کے تعلقات ہمیشہ سے اچھے تھے۔ آپس میں شیر و شکر تھے۔ ایک دوسرے پر دین و ایمان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

پس۔ یہ بیل منڈھے چڑھ گئی تھی۔ شادی بنتِ ابی بکر سے ہو گئی تھی۔ مولوی محمد صدیق کے آٹھ مذہبی رہنماؤں کی یہ خیانتِ مجرمانہ ہے کہ اصل واقعہ کو تاریخ میں مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

اعتراض :۔
مذکورہ آٹھ عدد کتب کے مصنفین علمائے اہلِ سنت اس رشتہ کے ہو جانے سے انکاری ہیں۔ رافضیوں کی بے شرمی ہے کہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔

جواب :۔
مراۃ العقول شیعوں کی کتاب میں صاف طور پر لکھا ہے کہ امام جعفر صادق نے اُمّ کلثوم بنتِ علی کے اس رشتہ موضوعہ سے انکار فرمایا ہے اور مولوی محمد صدیق کی انتہا درجے کی بے حیائی ہے کہ اپنی ضد پر ڈٹا ہوا ہے۔

احسان کا بدلہ احسان

جنابِ عمر نے ، یارِ غار ، کی بیٹی کا رشتہ کیوں مانگا تھا۔ اس راز سے ہم پردہ اُٹھاتے ہیں۔

۱۔ ام کلثوم جناب عائشہ کی چھوٹی بہن تھی۔ عائشہ رسول اللہؐ کی زوجہ تھیں

پس عائشہ کی چھوٹی بہن سے رشتہ ہوجانے کی صورت میں جناب عمر کی دستارِ فضیلت میں تین تمغوں کا اور اضافہ ہوجاتا تھا۔

پہلا تمغہ:۔ جناب عائشہ جناب عمر کی سالی ہوجاتیں۔

دوسرا تمغہ:۔ نبی کریمؐ اپنے اس کفش بردار غلام کے ہم زلف ہوجاتے۔

تیسرا تمغہ:۔ اور ابوبکر جناب عمر کا سسر ہوجاتا۔

۲۔ یارِ غار کی دامادی کا شوق عزت مآب بابائے عمر کو پچپن برس کی عمر میں اس لئے چڑھا تھا کہ بخاری کتاب النکاح ملاحظہ ہو۔

جب حفصہ بنتِ عمر بیوہ ہوئی تھی تو حفصہ کا رشتہ جناب عمر نے ابوبکر کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس محترم کے خلقِ عظیم سے ڈرتے ہوئے ابوبکر نے انکار کردیا تھا۔ پس اسی روز سے جناب عمر احساسِ کمتری میں مبتلا تھے۔ پس ابوبکر کی بیٹی سے شادی کرنے کا مقصد بقول غلام رسول نارووالی تھی۔ اپنے پرانے زخم پر مرہم پینسلین لگانا تھا۔

۳۔ جناب ابوبکر نے جمہوریت کا جنازہ نکالتے ہوئے بغیر الیکشن یا شوریٰ کے اور اصحابِ نبی کے پیچھے چلاتے کے باوجود تاریخ طبری گواہ ہے کہ بیت الخلا میں کھڑے ہوکر اس حال میں کہ ان کے پاجامے کا ازار بند ڈالا، ان کی بیوی اسماء کے ہاتھ میں تھا۔ عزت مآب بڑی شان والے فاروق اعظم کی خلافت کا اعلان کیا تو اس احسان کے بدلے جناب عمر اُن کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کرکے اُس کو رانی (ملکہ عرب) بنانا چاہتے تھے۔

حوالہ جات کی بارش

ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے مروان۔ سبائیوں اور سیرطیوں کے ہاتھوں

کے ستائے ہوئے۔ مولوی محمد صدیق اپنے کتابچہ کے صفحہ ۲۱ پر یوں رقم طراز ہیں کہ ہم اتمامِ حجت کی خاطر آپ کے لئے انشاء اللہ حوالہ جات بارش کی طرح برسائیں گے تاکہ روزِ محشر یہ عذر نہ ہوسکے کہ ہمیں علم نہ تھا کہ ہماری کتابوں میں بھی یوں لکھا ہے۔

ہماری گزارش:۔ اہلِ حدیث کے مروان سے یہ ہے کہ جب آپ شیعوں کے خلاف حوالہ جات کی بارش برسا رہے تھے تو آپ کی بصارت کو کیا ہوگیا تھا۔ کہ آپ کو دُور کا تنکا تو نظر آیا۔ اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آیا۔

مذکورہ آٹھ عدد کتب اہلِ سنت کی ہیں جبائی ہاتھوں کی اُن کو ہوا تک نہیں لگی اور وہ خارجی اور ناصبی ناپاک ہاتھوں سے لکھی گئی ہیں۔ میدان تحقیق کے پہلوان ہوکر مذکورہ کتب کی عبارت کو آپ شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے۔ کیا اسی کا نام تحقیق ہے! تُف ہے ایسی تحقیق پر۔ ہم نے آپ کو آگاہ کردیا۔ تاکہ روزِ محشر آپ کو یہ عذر نہ ہوسکے کہ ہمیں اس کا علم نہ تھا۔ کہ ہماری کتابوں میں یوں بھی لکھا ہے۔ سواءٌ علیهم ءأنذرتهم ام لم تنذرهم لا یومنون۔

ع مانو نہ مانو اے جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں،

اُم کلثوم بنتِ علیؑ کے مفروضہ عقد کی تحقیق کیلئے خلفاء کی مفروضہ خلافت کی تحقیق بھی ضروری ہے۔

منبرِ نبیؐ پر خلفاء بنو اُمیّہ کا بندروں کی طرح ناچ

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ترمذی شریف ص ۱۶۹ باب التفسیر سورۃ القدر۔

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر درِ منثور ص ۳۷۱/۶ س القدر
۳ - اہلِ سُنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۳۱۳/۵ الاسریٰ ص ۴۲۴/۸ س القدر
۴ - اہلِ سُنت کی معتبر کتاب فتح القدیر ص ۲۳/۳ سورہ اسریٰ ص ۴۶/۵ س القدر
۵ - اہلِ سُنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی ص ۳۰ س القدر
۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۱۳۶/۴ س اسرائیل -
۷ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن ص ۱۵ س اسرا
۸ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر ص ۱۵ س اسرائیل -
۹ - اہلِ سُنت کی معتبر کتاب تاریخ ابو الفدا ص ۱۸۴/۱ ذکر خلفائے بنو امیہ
۱۰ - اہلِ سُنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص ۱۳ ذکر خلافت بنو امیہ
۱۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲۰۴/۳ ذکر خلافت حسن بن علی
۱۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص ۴۴/۹ ذکر سلیمان بن داؤد الشاذکونی
۱۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ البدایہ والنھایہ ص ۱۸/۸ ذکر خلافۃ الحسن
۱۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا ص ۶۰/۱ مقصد اوّل فصل پنجم بیانِ فتن نیز ص ۱۵۳/۲
۱۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب حیاۃ الحیوان ص ۲۰۳/۲ لغۃ قرد -
۱۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق محرقہ ص ۱۴۷

ترمذی شریف کی عبارت ملاحظہ ہو

قام رجل الی حسن بن علی بعدما بایع معاویۃ فقال سوّدت وجوہ المومنین فقال لا تؤنبنی رحمك الله فان النبیؐ اُرِیَ بنی امیۃ علی منبرہ فساءہٗ

ذالك فنزلت انا اعطیناك الکوثر یا محمد یعنی نھراً فی الجنۃ ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراك ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر یملکھا بعدك بنو امیۃ یا محمد قال القاسم فعددنا ھا فاذا ھی الف شھر لا تزید یوما ولا تنقص -

ترجمہ :-

جب حسن بن علی نے معاویہ کی بیعت کی اُس کے بعد ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا آپ نے مومنوں کا چہرہ سیاہ کر دیا امام نے فرمایا مجھ سے ناراض نہ ہو نبی کریم کو یہ چیز خواب میں دکھائی گئی کہ بنو امیہ جناب کے منبر پر ہیں حضور کو یہ بات ناگوار گذری پس سورۃ کوثر اور سورۃ قدر نازل ہوئیں کہ بنی امیہ خلافت کے مالک ہوں گے - قاسم کہتا ہے ہم نے بنو امیہ کی مدتِ حکومت کا حساب کیا تو پورے ہزار ماہ تھی -

تاریخ الخلفاء کی عبارت -

رای رسول الله بنی الحکم بن ابی العاص ینزون علی منبرہ نزو القردۃ الخ

ترجمہ :-

نبی پاک نے حکم بن عاص کی اولاد کو دیکھا کہ آنجناب کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں - آنحضورؐ کو یہ ناگوار گزرا -

تاریخ ابوالفدا کی عبارت

فان رسول اللّٰہ أری فی منامہ انّ بنو امیہ ینزون علی منبرہ نزو القردۃ فساءہ ذالک ۔

ترجمہ:

نبی کریم کو خواب میں دکھایا گیا کہ بنو امیہ اُن کے منبر پر یکے بعد دیگرے ناچ رہے ہیں۔ آنحضورؐ نے اس کو بُرا سمجھا۔

البدایہ والنھایہ کی عبارت

عن یوسف بن سعد قال فان النبی أری بنو امیہ علی منبرہ فساءہ ذلک ۔

ترجمہ:۔

نبی کریم کو بنو امیہ خواب میں منبر پر دکھائے گئے حضورؐ کو یہ بات ناگوار گذری پس سورۃ کوثر اور سورۃ قدر نازل ہوئی ۔

تفسیر کبیر کی عبارت

قال سعید بن المسیب رأی رسول اللّٰہ بنو امیہ علی منابرہ ینزون نزو القردۃ فساءہ ذلک و هذا قول ابن عباس فی روایۃ عطاء ۔

ترجمہ:۔

حضور نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ اُن کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں ۔

فتح القدیر کی عبارت

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ الناس قیل

انّ هذہ الرؤیا المذکورۃ فی هذہ الآیۃ هی انہ رأی بنی مروان ینزون علی منبرہ نزو القردۃ فساءہ ذلک ۔

ترجمہ:۔

نبی کریمؐ نے خواب میں بنو مروان کو دیکھا کہ وہ جناب کے منبر پر بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں ۔

نوٹ:۔

مذکورہ بالا عدد کتب اہلِ سنت گواہ ہیں کہ نبی کریمؐ نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کے منبر پر بنو امیہ بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں یہ خواب صاف دلیل ہے کہ بنو امیہ کے تمام خلفاء کی خلافت جھوٹی ہے ورنہ حضور کو خواب میں وہ بندروں کی صورت میں نظر نہ آتے ۔

نوٹ ۲:

امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کے وقت یہ خواب بیان کرنا اس چیز کا ثبوت ہے کہ اس بندروں سے تشبیہ والی روایت سے حضرت معاویہ بھی باہر نہیں ۔

نوٹ ۳:

ترمذی کی عبارت میں جو میت کا ذکر ہے وہ عبارت ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ ترمذی اہلِ سنت کی کتاب ہے ۔

نوٹ :

وہ خلفاء جن کو حدیثِ نبوی میں بندروں سے تشبیہ دی گئی ہے ان کے مظالم میں سے ایک ظلم یہ بھی ہے کہ انہوں نے اولادِ رسول کی توہین کی ہے ۔ اور اُن کی شان گھٹانے کے لئے جھوٹے قصے بنوائے ہیں اور عقدِ امّ کلثوم والا

جھوٹا افسانہ بھی انہیں بندر نما خلفاء کا کارنامہ ہے۔ اور بنی امیہ کے خلفاء نے
آلِ رسول کو گالیاں دینا اسلام کی جزو بنا لیا تھا اور اپنے درباری علماء سے
جھوٹے قصے بنوا کر مشہور کرتے رہے اور تقریباً ایک صدی یہی طریقہ جاری رہا
جس سے خلقِ خدا بڑے بڑے شبہات میں مبتلا ہو گئی اور انہیں شبہات میں
سے ایک شبہ یہ بھی ہے کہ جناب عمر کو حضرت علیؑ کی دامادی کا شرف حاصل ہے
لیکن جب تحقیق کی گئی تو مذکورہ فضیلت ایک جھوٹا افسانہ ثابت ہوئی۔

نبیؐ کا فرمان کہ میرے بعد بارہ خلیفے اور امام اور سردار ہونگے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

(۱) اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری جلد نو ص۸۱ کتاب الاحکام باب الاستخلاف۔
(۲) اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۱۰۲/۲ کتاب الامارہ
(۳) اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح سنن ابی داؤد ص۱۰۶/۴ کتاب المھدی۔
(۴) اہلِ سنت کی معتبر کتاب ترمذی شریف ص۱۱۳/۲ کتاب الفتن۔
(۵) اہلِ سنت کی معتبر کتاب مشکوۃ شریف ص۲۰۴/۲ باب مناقب قریش۔
(۶) اہلِ سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص۴۴۵ باب ص۷۷
(۷) اہلِ سنت کی معتبر کتاب مسند احمد بن حنبل ص۲۹۴/۵
(۸) اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ص۲۴/۲ المائدہ۔

بخاری شریف کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

قال سمعت النبیؐ یقول یکون اثنا عشر امیرا۔

ترجمہ :۔
راوی نے کہا میں نے پیغمبر سے سنا ہے آنجنابؐ نے فرمایا (میرے بعد)

بارہ سردار ہوں گے۔

سنن ابی داؤد کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

قال سمعت رسول اللہ یقول لایزال ھذا الدین عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ۔

ترجمہ :۔
حضور نے فرمایا میرا دین ہمیشہ محفوظ رہے گا جب تک میری امت میں بارہ خلیفے نہ گذر رہے۔

دُرِ منثور کی عبارت :۔

ھل سئلتم رسول اللہ کم یملک ھذہ الامۃ من خلیفۃ فقال عبداللہ بن مسعود ما سألنی عنھا احد منذ قدمت العراق قبلک ثم قال نعم ولقد سألنا رسول اللہ فقال اثنا عشر کعدۃ نقباء بنی اسرائیل۔

ترجمہ :۔
کسی مرد نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا کہ آپ نے نبی سے پوچھا تھا کہ اس امت میں کتنے خلیفے بادشاہی کریں گے اُس نے کہا جب سے میں عراق میں آیا ہوں اس مسئلے کے بارے میں مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا پھر کہا ہاں ہم نے سوال کیا تھا نبیؐ سے پس حضور نے فرمایا بنی اسرائیل کے خلفاء کی تعداد کی طرح میرے بھی بارہ ہیں۔

نوٹ :۔
مذکورہ آٹھ عدد کتب معتبرہ اہل سُنت گواہ ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تھا

کہ میرے بعد میرے جانشین بارہ ہوں گے پس اہلِ سنت پر فرض ہے کہ اُن بارہ خلفاء کے نام بتائیں تاکہ لوگ ان بارہ کے حالاتِ زندگی معلوم کریں اور دیکھیں کہ آیا وہ اس قابل تھے کہ انہیں جانشینِ رسول مانا جائے اور نیز مندرجہ ذکر کتب معتبرہ اہلِ سنت سے ,, نے یہ حدیث بھی پیش کی ہے کہ نبی کریم نے خواب میں دیکھا کہ میرے منبر پر بنو امیہ بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں اور اس خواب کی تعبیر یوں فرمائی کہ وہ میرے بعد میری خلافت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے پس ہماری گذارش یہ ہے کہ اہلِ سنت بھائی اُن بارہ کے نام بتائیں جو نبی کے سچے خلفاء ہیں اور اُن میں کوئی خلیفہ بنوامیہ سے نہ ہو کیونکہ بنو امیہ کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح ناچ کریں گے اور علمِ بلاغت میں ثابت ہے کہ گاہے تشبیہ مذمت کی خاطر دی جاتی ہے پس خلفاءِ بنو امیہ کو نبی کریم نے بندروں سے تشبیہ مذمت کی خاطر دی ہے اور اس قماش کے لوگ جانشینِ رسول نہیں ہو سکتے۔

وکلاءِ معاویہ و یزید کا ایک بیمار عذر

نبی کریم نے جن خلفائے بنو امیہ کو بندروں سے تشبیہ دی ہے اس سے مراد حضرت معاویہ و یزید نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں۔

جواب :-

ہمارے اہلِ سنت دوست لوگوں کو فریب دینے کی خاطر یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم عترتِ رسول کو مانتے ہیں پس امام حسنؑ عترتِ رسولؐ سے ہیں اور اہلِ سنت کی صحیح ترمذی اور تاریخ الخلفاء گواہ ہیں کہ امام حسنؑ نے بندروں سے تشبیہ والی حدیث اور بنو امیہ کی مذمت والی حدیث حضرت معاویہ پر فٹ

فرمائی ہے پس اس حدیث کا ایک فرد جب معاویہ ہے تو اس کا رسوائے زمانہ بیٹا یزید تو بدرجہ اولیٰ اس حدیث کا ایک فرد ہے اور ان دونوں کے بعد باقی چھ خلفاء بھی اہلسنت کے بنو امیہ سے ہیں پس نبی کریم کا وہ فرمان جسے ہم نے بخاری شریف سے پیش کیا تھا کہ میرے بعد میرے جانشین بارہ ہیں وہ بارہ خلفاء اہلِ سنت پورے نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں کے عقیدہ میں بارہ سچے جانشین رسول کون ہیں؟

ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے ابو موسیٰ اشعری کو اپنے بارہ خلفاء کے نام پیش کرنے سے یوں شرم آتی ہے :- ؎

کھنۃٍ تشتھی المزید النکاح

وتفزع من صولۃ الناکح ہ

لیکن ہم اپنے مخاطب سے بعد ادب عرض کرتے ہیں کہ جب ناچنے آئی تو گھونگھٹ کیا؟ ”جب رسوائے زمانہ پیکر ظلم یزید ابن معاویہ کو سچا خلیفہ آپ نے مان ہی لیا ہے تو اس کا نام زبان پر لانے سے شرم کیوں کرتے ہو۔

اہل حدیث اور حنفیوں کا چھٹا خلیفہ یزید ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

(۱) اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر صـ۷ ذکر افضل الناس بعد النبیؐ

(۲) اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صـ۱۲ فصل ثالث۔

(۳) اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء صـ۱۱ فصل ذکر مدۃ خلافت اسلام۔

(۴) اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صـ۲۹۱/۲ ذکر خلافت حسنؑ۔

(۵) اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۳۵/۱۱ کتاب الاحکام۔
(۶) اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری۔ حدیث اثنا عشر امیراً۔
(۷) اہل سنت کی معتبر کتاب العواصم من القواصم مؤلف قاضی ابوبکر بن عربی۔

شرح فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

وفی لفظ "لایزال الامر عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ
وکان الامر کما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم
فالاثنی عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ
وابنہ یزید، وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعۃ
وبینھم عمر بن عبدالعزیز۔

ترجمہ مفصل:

حضور نے فرمایا کہ بارہ خلیفوں تک دین مضبوط رہے گا۔ پس وہ بارہ یہ ہیں (۱) جناب ابوبکر (۲) جناب عمر (۳) جناب عثمان اموی (۴) جناب علی علیہ السلام (۵) جناب معاویہ اموی (۶) یزید اموی معاویہ کا بیٹا (۷) عبدالملک بن مروان اموی (۸) ولید بن عبدالملک اموی (۹) یزید بن عبدالملک اموی (۱۰) سلیمان بن عبدالملک اموی (۱۱) ھشام بن عبدالملک اموی (۱۲) عمر بن عبدالعزیز اموی۔

نوٹ ۱

ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق کو مبارک ہو کہ چھٹا امام اس کا یزید ہے۔

"جب پیار کیا تو ڈرنا کیا"

جب آپ کے بزرگ یزید کو امام مان گئے ہیں اور آپ بھی دل سے مانتے ہیں

تو نام لینے سے شرم کیوں کرتے ہیں؟

نوٹ ۳

آپ کے تو خلیفے بنو امیہ سے ہیں لہذا آپ اپنی تحقیق کا رُخ کبھی مذکورہ حدیث کی طرف بھی موڑیں اور جناب عثمان اور معاویہ کو ان کی خلفاء یزیدی کے ساتھ بندروں سے تشبیہ والی حدیث سے نکالنے کی کوشش کریں اور اگر آپ خلافت کی زنبیل میں ہاتھ ڈال کر اپنے اندھے حافظوں کی طرح ٹٹولیں تو آپ کو بھی خلیفہ بلافصل جناب امیر کے علاوہ کسی خلیفہ کی خلافت قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح نظر نہ آئے گی۔

نکل سکتا نہیں اب کبھی جھونکی بو دمی سے

اعتراض:۔

بندروں سے تشبیہ والی حدیث جس آیت کے ضمن میں آئی ہے وہ سورہ بنی اسرائیل کی ہے جو کہ مکی ہے اور منبر مدینہ میں بنا تھا۔

جواب ۱:۔

امام رازی نے اس اعتراض کو قبول نہیں کیا لہذا پہلے گھر میں اتفاق کریں امام صاحب کہتے ہیں کہ خواب پہلے دیکھا جائے اور اس کی حقیقت بعد میں ظاہر ہو یہ ممکن ہے۔

جواب ۲:۔

ایسے چکر قرآن میں بہت ہیں کیونکہ جناب عثمان نے بائیس ۲۲ سالہ لڑکے زید بن ثابت کو قرآن جمع کرنے پر مقرر کیا اور اس نے بڑی بڑی غلطیاں کیں مثلاً آیت متعہ سورۃ نساء میں ہے جو کہ مدنی ہے اور اس کی ناسخ آیت بقول اہل سنت سورۃ مومنون میں ہے جو کہ مکی ہے پس اہل سنت

عجیب مصیبت میں پھنس گئے۔ کیونکہ ناسخ حکم منسوخ کے بعد آتا ہے لیکن مسئلہ متعہ میں پہلے آگیا یہ تلخ لقمہ صرف شیعوں کی مخالفت میں نگلا جاتا ہے پس جو جواب یہاں ہے وہی جواب وہاں ہے۔

اعتراض:۔

بندروں سے تشبیہ والی حدیث ضعیف ہے۔

جواب:۔

مذکورہ حدیث صحیح ترمذی میں ہے اور ترمذی صحاح ستہ میں داخل ہے نیز ابن حجر مکی نے اپنی کتاب تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۷ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے رجال صحیح اور ثقہ ہیں۔

اعتراض:۔

مذکورہ حدیث سے منبر کی توہین ہے۔

جواب:۔ ازالۃ الخفا اہل سنت کی کتاب میں لکھا ہے کہ جناب ابوبکر نے نبی کریم سے خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں لوگوں کے پاخانہ میں چل پھر رہا ہوں حضور نے اس کی یہ تعبیر دی کہ تم لوگوں میں ممتاز ہوگے۔ اور اہل سنت کی کتاب نور الابصار صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے کہ عزت مآب عمر بڑی شان والے نے یہ تمنا کی کہ کاش میں مینڈھا ہوتا اور لوگ مجھے کھاتے اور آخر حوائج عذرۃ" اور مجھے پاخانے کی صورت میں نکالتے۔

سبحان اللہ اتنے اچھے خلفاء کی کتنی اچھی اور پیاری خواہش ہے کہ جس سے ان کی شان دوبالا ہوتی نظر آتی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں اس سے تو کوئی توہین کا پہلو نہیں نکلتا کیا کہنا جناب کا اور جناب کے خلفاء کا خداوند عالم کا انسانی شکل میں بھیجنے کا حق ادا ہو رہا ہے۔

نتیجہ بحث

نبیوں سے رشتہ داری تو ہر قسم کے لوگوں کو حاصل ہوئی ہے لیکن یزید جیسا ظالم اور بدکردار شخص کسی نبی کا خلیفہ اور جانشین نہیں ہوا جن مسلمانوں نے اہل آل رسول رسوائے زمانہ یزید بن معاویہ کو رسول کا جانشین برحق سمجھا ہے، ایسے لوگوں کا کسی اور جھوٹے فسانے کے صحیح ہونے پر اتفاق کر لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے پس جناب عمر کے متعلق یہ فضیلت گھڑ کر کہ وہ خاندان رسالت سے شرف دامادی رکھتے تھے مسلمانوں نے وہی کارنامہ سرانجام دیا ہے جیسے یزید کو خلیفہ برحق مان کر دین اسلام پہ نہ مٹنے والا بدنما داغ لگایا ہے اور جس طرح یزید کا خلیفہ رسول ہونا جھوٹ ہے اسی طرح عمر کا داماد علی ہونا بھی جھوٹ ہے۔

جناب عمر کا دروازہ زہرا پر آگ لے کر آنا اور ان کا گھر جلانے کی دھمکی دینا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

(۱) اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری صفحہ ۱۸۱۸/۱۳ ذکر روز وفات نبی۔

(۲) اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفداء صفحہ ۱۵۶/۱ ذکر بیعت ابی بکر۔

(۳) اہل سنت کی معتبر کتاب عقد الفرید صفحہ ۲۰۵/۲ ذکر خلافت ابی بکر۔

(۴) اہل سنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاست صفحہ ۱۲/۱ ذکر بیعت ابی بکر۔

(۵) اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۱۵۷/۱ خطبہ ان اللہ بعث محمداً نذیراً للعالمین۔

(۶) اہل سنت کی معتبر کتاب الملل والنحل صفحہ ۲۲ ذکر النظامیہ۔

(۷) اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب صفحہ ۲۴۶/۲ ذکر عبداللہ بن ابی القحافہ۔

(۸) اہلِ سنت کی معتبر کتاب الفاروق صـ ۳۴ ذکر سقیفہ بنی ساعدہ۔
(۹) اہلِ سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صـ ۲۹۲ مطاعن عمر طعن ۲
(۱۰) اہلِ سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا صـ ۱۰۹/۲ مطبوعہ کراچی ماثر ابی بکر۔
(۱۱) اہلِ سنت کی معتبر کتاب قرۃ العینین صـ ۸۶ مطبوعہ لاہور بعد از احادیث متعلقہ دوم

تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

اتی عمر بن الخطاب منزل علیؑ و فیہ طلحۃ والز بیر و رجال من المهاجرین فقال واللّٰہ لاحرقنّ علیکم او لتخرجنّ الی البیعۃ۔

ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

لما جلس ابو بکر علی المنبر کان علیؑ والزبیر و ناس من بنی هاشم فی بیت فاطمۃ فجاء عمر الیهم فقال والذی نفسی بیدہ لتخرجنّ الی البیعۃ او لاحرقنّ البیت علیکم۔

دونوں عبارتوں کا ملخص ترجمہ:۔

جب ابو بکر منبر پر بیٹھا اور جناب زبیر و دیگر کچھ مہاجرین اور بنی ہاشم جناب علیؑ اور زہراؑ کے گھر میں تھے پس عمر آیا اور کہا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم بیعت کے لئے باہر آؤ ورنہ اس گھر کو تم پر جلا دوں گا۔

عقد الفرید کی عبارت ملاحظہ ہو۔

امّا علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمۃ حتی بعث الیهم ابو بکر عمر بن الخطاب لیخرجهم

من بیت فاطمۃ وقال لہ ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نارٍ علی ان یضرم علیهم الدار فلقیتہ فاطمۃؑ فقالت یا ابن الخطاب أجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیہ الامۃ۔

تاریخ ابو الفدا کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

ثمّ ان ابا بکر بعث عمر بن الخطاب الی علیؑ ومن معہ لیخرجهم من بیت فاطمۃ وقال ان ابوا علیک فقاتلهم فاقبل عمر بشیءٍ من نارٍ علی ان یضرم الدار فلقیتہ فاطمۃؑ وقالت الی این یا ابن الخطاب أجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخل فیہ الامۃ۔

دونوں عبارتوں کا ترجمہ (ملخص)

جناب علیؑ اور عباس اور زبیر ابی بکر کی بیعت سے انکار کر کے سیدہ زہراؑ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ ابو بکر نے عمر کو بھیجا کہ ان کو لاؤ اگر انکار کریں تو اُن سے جنگ کرو۔ جناب عمر آگ کا شعلہ لے کر آئے تاکہ اُس گھر کو جلا دیں۔ پس سیدہ زہراؑ آئیں اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے عمر نے کہا ہاں جب تک تم بیعت نہ کرو۔

الامامت والسیاست کی عبارت

ان ابا بکر تفقّد قوما تخلّفوا عن بیعتہ عند علیؑ فبعث الیهم عمر فجاء فناداهم وهم فی دار علیؑ فابوا ان

یخرجوا فدعا بالحطب والنار وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن اولاحرقنھا علی من فیھا فقیل لہ یا ابا حفص ان فیھا فاطمۃ فقال وان ......
فوقفت فاطمۃ علی بابھا فقالت لا عھد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امورکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقاً۔

ترجمہ (ملخص)

ایک قوم نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور جناب امیر کے پاس بیٹھ گئے ابوبکر نے عمر کو بھیجا عمر آیا اور دروازہ علیؑ پہ آواز دی کہ باہر آؤ انہوں نے نکلنے سے انکار کیا عمر نے آگ اور لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے تم باہر آؤ ورنہ میں ان لوگوں سمیت جو اس گھر میں ہیں اس گھر کو جلا دوں گا۔ عمر سے کہا گیا اس گھر میں نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ بھی ہے عمر نے کہا پرواہ نہیں سیدہ فاطمہؑ دروازہ پر آئیں فرمایا تم بدترین قوم ہو ہمارے ہاتھوں میں نبیؐ کا جنازہ تم چھوڑ کر چلے گئے آپس میں خلافت بانٹتے رہے ہم سے رائے تک نہ لی اور ہمارا حق ہمیں نہ دیا۔

نوٹ ۱ :۔

گیارہ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ عمر فاروق نے نبیؐ کی بیٹی سیدہ زہراؑ کو اُن کا گھر جلانے کی دھمکی دی ہے اور سیدہ زہراؑ کو اپنی اس بُری حرکت سے اس قدر ناراض کیا ہے کہ بی بی نے فرمایا میں تمہارے لئے ہر نماز میں

بددعا کروں گی اور بخاری شریف باب مناقب فاطمہؑ گواہ ہے کہ جس نے سیدہ زہراؑ کو ناراض کیا اُس پر خدا اور رسول ناراض ہیں پس وہ خلافت کے لائق بھی نہیں ہے کیونکہ ظالم ہے اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے لاینال عھدی الظالمین (البقرۃ) کہ میرا عہدۂ امامت ظالم کو نہیں پہنچے گا۔

نوٹ ۲

ہمارے مخاطب بھائیوں کے ہاتھ کے تنکے ہوئے مولوی صدیق عقد ام کلثوم کے مفروضہ افسانے پر اس لئے زور دیتے ہیں تاکہ فاروق اعظم بڑی شان والے کی آل نبیؐ پر ظالمانہ کاروائیاں چھپ جائیں مگر اُن کے مذہب کی گیارہ عدد کتب گواہ ہیں کہ عمر بن خطاب نے آل نبیؐ سے کیا سلوک کیا پس جناب سیدہؑ کا یہ کہنا کہ میں ہر نماز میں ابوبکر و عمر کے لئے بددعا کرتی رہوں گی۔ اس چیز کا ثبوت ہے کہ ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے ام کلثوم کا رشتہ عمر کو دیا ہو۔ پس مذکورہ عقد ایک جھوٹا افسانہ ہے جو ایسے لوگوں نے بنایا جو حکومت وقت کے چمچے تھے اور اسی طرح بعد میں آنے والے کئی مورخ بھی ٹھوکر کھا گئے۔

مولوی محمد نافع کی خلیفہ عمر کی صفائی میں بلا اجرت وکالت

وکیل حکومت کا عذر اول۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ جس میں واقع احراق لکھا ہے وہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کی نہیں ہے کسی تقیہ باز کی ہے۔

جواب :۔

کتاب مذکورہ ابن قتیبہ کی ہے اور جھوٹ بولنے سے شرم کیا کرو۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

آپ کی اپنی کتاب کشف الظنون چلپی میں لکھا ہے کہ کتاب اتحاف الوری

باخبار ام القریٰ شیخ نجم الدین عمر بن فہد مکی کی ہے اگر اللہ آپ کو توفیق دے تو مذکورہ کتاب میں دیکھیں سنہ ثلاثہ تسعین ۹۳ھ کے حالات پڑھیں اُس میں یہ عبارت آپ کو نظر آئے گی۔

قال ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان والیاً علی اھل مکۃ فبینما ھو یخطب علی المنبر اذا قبل خالد بن عبداللہ القسری۔

کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب امامت والسیاست میں کہا ہے کہ مسلمہ بن مروان مکہ کا والی تھا پس وہ ایک دن منبر پر خطبہ دے رہا تھا کہ خالد بن عبداللہ شام سے آیا اور مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھا اور عبدالملک بن مروان کا ایک خط پڑھ کر سنایا جس میں اُس نے خالد کو مکہ کا والی بنا کر مسلمہ کو معزول کرنے کا آرڈر دیا تھا۔

نوٹ :۔

عمر بن فہد نہ تقیہ باز تھا نہ تبرا باز تھا اور اس کے آپ کے بزرگوں نے اتنے فضائل لکھے ہیں جتنے ابوبکر و عمر کے بھی نہیں لکھے ہیں اور جب وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ اُن کے مذہبی بھائی ابن قتیبہ کی ہے تو آپ کو تسلیم کرنے میں کون سی تکلیف ہے۔

وکیل حکومت کا دوسرا عذر :۔

عمر کا اولادِ نبی کا گھر جلانے کا قصد کرنا اس واقعہ کا راوی زید بن اسلم ہے اور وہ جھوٹا ہے۔

جواب :۔

زید بن اسلم پر آپ کو بہتان سے شرم کرنی چاہیئے تھی کیونکہ وہ تو آپ کے آقائے نامدار فاروقِ اعظم کا غلام تھا اور مرا بھی دین عمر پر ہے پس اپنے آقا کے خلاف جھوٹ بول کر اُسے نمک حرامی ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی آپ نے زید بن اسلم کی یوں بھی تحریف کی ہے کہ چالیس فقیہ اُس کے درس میں حاضر ہوتے تھے اور اُس کی جھوٹی شان میں آپ کے بزرگوں نے تو بے شرمی کی حد ہی کر دی ہے کہ باب مدینۃ العلم سے فیض حاصل کرنے والے امام علی بن الحسین اُن کے درس میں حاضر ہوتے تھے۔ جب ہم نے آپ کے اس بلند پایہ بزرگ کی روایت آپ کے خلاف پیش کی تو قبول کرنے سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ ذرا میزان الاعتدال کو ہی ملاحظہ فرمالیا ہوتا۔ فانہ ثقۃٌ حجۃٌ مبارک ہو۔

وکیل حکومت کا تیسرا عذر۔

عمر نے اولادِ نبی کے گھر جلانے کا قصد کیا یہ واقعہ ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے اور وہ بھی جھوٹا ہے۔

جواب :۔

آپ کے امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ العبسی ابوبکر بن ابی شیبہ کا بڑا بھائی تھا اور اُس کے درس میں تیس ہزار شاگرد حاضر ہوتے تھے اور آپ کی کتاب میزان میں تحریر ہے کہ وہ اپنے بھائی ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرح حدیث میں ماہر اور علامہ تھا۔ اپنے امام الحدیث اور علامۃ المذہب کو جھوٹا لکھتے ہوئے آپ کو شرم بھی نہ آئی۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

وکیل حکومت کا چوتھا عذر۔

تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی نے لکھا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ لوگ جس چیز کا

انکار کریں اُس کو بیان نہ کرو لیں واقعہ احراق سے ہم انکار کرتے ہیں۔ شیعہ اسے بیان نہ کریں۔

جواب :-

آپ کے امام ذہبی ذہب اللہ نورہ نے امام علیؑ کے کلام کا مطلب یہی نہیں سمجھا۔ اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو مگر کسی ظالم کے ظلم کو بیان کرنے سے امام نے نہیں روکا اور ہم آپ کے فاروق اعظم کے اُس ظلم کو بیان کرتے ہیں جس کی صحت پر تمہارے گیارہ علماء نے گواہی دی ہے اور تمہارے علامہ شبلی اور شاہ ولی اللہ نے عمر کے اُس ظلم کو اُن کی فضیلت شمار کیا ہے۔

وکیل حکومت کا پانچواں عذر

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے جو روایت قرآن کے مخالف ہو اُسے قبول نہ کیا جائے اور قرآن گواہ ہے کہ اصحاب آپس میں مہربان تھے۔ رحماء بینھم پس قصہ عمر کے آگ لگانے والا غلط ہے۔

جواب

(۱) تمام اصحاب آپس میں مہربان نہیں تھے۔ اگر سب آپس میں مہربان ہوتے تو جنگِ جمل اور صفین میں لاکھوں کی تعداد میں آپس میں کٹ نہ مرتے۔
(۲) اگر آپس میں مہربان تھے تو عثمان کو مدینہ میں تنہا قتل نہ ہوتے دیتے۔
(۳) اگر سب مہربان تھے تو معاویہ موت حسنؑ پر خوشی نہ کرتا۔
(۴) اگر سب مہربان تھے تو جیسا کہ حبیب السیر میں لکھا ہے معاویہ بی بی عائشہ کو کنویں میں گرا کر ہلاک نہ کرتا۔
(۵) اگر مہربان تھے تو بی بی عائشہ عثمان کو ہلاک کرنے کا فتویٰ نہ دیتی۔
(۶) اگر مہربان تھے تو مروان داماد ابوبکر طلحہ کو جنگ جمل میں تیر مار کر ہلاک نہ کرتا۔

(۷) اگر مہربان تھے تو محمد بن ابی بکر کو گدھے کی کھال میں بند کر کے مصر میں نہ جلاتے۔
(۸) اگر مہربان تھے تو معاویہ کی بہن ام حبیبہ قتل محمد پر خوشی نہ کرتی۔
(۹) اگر مہربان تھے تو خالد بن ولید مالک ابن نویرہ کی عورت سے زنا کی خاطر مالک کو قتل نہ کرتا۔
(۱۰) اگر مہربان تھے تو عثمان اصحاب نبیؐ کی آئے روز مرمت نہ کرتا۔
(۱۱) اگر مہربان تھے تو ابوبکر فاطمہ زہراؑ کی جاگیر فدک نہ چھینتا۔
(۱۲) اگر مہربان تھے تو عمر اولاد نبی کے گھر جلانے کا قصد نہ کرتا۔

اصحاب کے مظالم اور برائیوں کی خود قرآن نے گواہی دی ہے اگر شک ہے تو سورۃ منافقین اور سورۃ توبہ کو پڑھیں۔

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق اس آیت کو خوب غور سے پڑھیں۔

(نتیجہ بحث)

جب حضرت عمر کا آلِ رسول کے ساتھ یہ سلوک تھا کہ بی بی زہراؑ بنت رسولؐ کے دروازہ پر اُن کا گھر جلانے کی خاطر جناب عمر آگ لائے تھے اور بی بی کی وصیت تھی کہ عمر میرے جنازہ میں شریک نہ ہو تو پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے بی بیؑ کے کسی دشمن کو رشتہ دے کر داماد بنایا ہو جناب عمر کے مظالم کو چھپانے کی خاطر نکاحِ ام کلثوم والا مفروضہ فسانہ تیار کیا گیا ہے۔

جنابِ عمر کے بلا اُجرت وکیل شاہ عبدالعزیز کی خلیفہ عمر کی خاطر صفائی پیش کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

کتاب اہلِ سنت تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲۹۲ مطاعن عمر طعن ۲ کے ذیل میں دہلوی مکار نے خلیفہ کی طرف سے چھ عذر پیش کئے ہیں ہم انہیں ایک ایک کر کے ذکر کرتے ہیں

عذر ۱ :-

قصہ احراق یعنی درِ زہراؑ پر آگ لے آنا اور بی بی کے شکم کے بچے کا شہید ہونا یہ جھوٹ ہے کیونکہ کتابوں میں مذکور نہیں۔

جواب :-

درِ زہراؑ پہ جنابِ عمر کا آگ لے آنا اور جلانے کی دھمکی دینا گیارہ عدد کتب اہلِ سنت میں مذکور ہے اور بعض کتب کی عبارات بھی ہم نے پیش کی ہیں اُن سے جو معنی ظاہر ہوتا ہے اہلِ سنت کو ہم اُسی کا الزام دیتے ہیں۔

عمر کے ظلم سے سیّدہ زہراؑ کے شکم کا بچہ بھی شہید ہوا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

(۱) اہلِ سنت کی معتبر کتاب روائح المصطفیٰ صہ ۳۶ مؤلف مولوی صدر الدین حنفی۔
(۲) اہلِ سنت کی معتبر کتاب الملل والنحل صہ ۷۷ ذکر النظامیہ مؤلف محمد بن عبدالکریم شہرستانی۔
(۳) کتاب اہلِ تشیع احتجاج طبرسی صہ
(۴) کتاب اہلِ تشیع کتاب سلیم ابن قیس ہلالی صہ ۸۴

روائح المصطفیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

بعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گذشتہ مثل معاملہ فدک وسقط شدن حمل اُو و تہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کر در خانہ زہراؑ

اجتماع نمودہ بود ند و نالہ و شیون نمودن حضرت زہراؑ پیش از انتقال وار ذکر نہ کردن اولی تر است الخ ۔

ترجمہ :-

رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد واقعات بہت گذرے ہیں مثلاً ابوبکر پر سیّدہ زہراؑ کا (معاملہ فدک) میں ناراض ہونا اور عمر کے ظلم سے سیّدہ زہراؑ کے) بچے کا گرنا عمر کا بنی ہاشم کو دھمکی دینا سیّدہ زہراؑ کی انتہا سے فریاد، سیّدہ زہراؑ کا وصیّت کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں حاضر نہ ہو یہ روشن دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت زہراؑ رنج و غم میں اس دنیا سے وفات پا گئیں ۔

الملل والنحل کی عبارت ملاحظہ ہو :-

فقال ان عمر ضرب بطن فاطمة عليها السلام يوم البيعة ، حتى القت المحسن من بطنها وكان يصيح احرقوا الدار بمن فيها وما كان في الدار غير علي وفاطمة والحسن والحسين۔

ترجمہ :-

نظام کہتا ہے کہ روزِ بیعت نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا کے شکم پر عمر نے ضرب ماری حتی کہ سیّدہ کا بچہ شہید ہو کر گرا اور نیز عمر چیخ رہے تھے کہ اس گھر کو معہ ان لوگوں کے جو اس میں ہیں جلا دو اور گھر میں سوائے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ تھا۔

نوٹ :-

جنابِ عمر کا سیّدہؑ کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لے کر آنا اور بی بیؑ کے شکم کے بچہ کا شہید ہونا ہم نے کتبِ اہلِ سنت سے ثابت کر دیا ہے لہٰذا شاہ

عبدالعزیز کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ مذکورہ دونوں باتیں کتابوں میں مذکور نہیں ہیں
اب آپ خود انصاف فرمائیں۔

عذر ۲ :-

قصدِ احراق یعنی گھر جلانے کا ارادہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ پس لوگوں کو کیسے معلوم ہوا۔

جواب :-

الغریق یتشبث بالحشیش۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

گیارہ عدد کتب اہلِ سنت سے ہم نے قصدِ احراق کو ثابت کیا ہے عقد الفرید اور تاریخ ابوالفدا کی عبارت میں صاف لکھا ہے کہ وہ آگ لے کر آیا تھا اور طبری میں ہے کہ قسم بھی کھائی کہ میں اس گھر والوں کو گھر سمیت جلا ڈالوں گا۔ جب لوگوں نے عمر کے ہاتھ میں آگ دیکھی قسم کے الفاظ سنے بنتِ رسول پر ظلم کرتے دیکھا پس اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ گھر بھی جلا دے گا۔ نیز اگر کوئی نبی سے یہ کہے کہ میں آپ کا گھر جلا دوں گا خواہ اُس کی نیت دھمکی دینا ہو پھر بھی کفر ہے اسی طرح اگر کوئی آلِ نبی سے کہے کہ میں تمہارا گھر جلا دوں گا تو یہ بھی فسق و فجور ہے۔ آداب میں رسول اور آلِ رسول میں کوئی فرق نہیں۔ جس نے آلِ رسول کے گھر کی ہتک کی اُس نے رسول کی ہتک کی، جس نے آلِ رسول کو گالیاں دیں یا اذیت دی اُس نے رسول کو گالیاں دیں اور اذیت دی۔

عذر نمبر ۳

جنابِ زہرا کا گھر فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ تھا اور وہ لوگ وہاں جمع ہو کر جنابِ ابوبکر کی خلافت کو ناکام کرنے کے لیے کسی سازش کی تیاری کرتے تھے۔

جواب :-

بنتِ نبی کے گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہنا شاہ عبدالعزیز کی بے حیائی ہے کیونکہ تفسیر دُرِ منثور صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔

فقال ابوبکر یا رسول اللہ ھذا البیت منھا البیت علی وفاطمۃ قال نعم من افاضلھا۔

قرآن میں ہے کہ کچھ گھروں کی عزت کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا وہ گھر کس کے ہیں فرمایا وہ انبیاء کے گھر ہیں۔ جنابِ ابوبکر نے عرض کی کہ یہ علی اور فاطمہ کا گھر بھی اُن گھروں سے ہے حضور نے فرمایا ہاں اُن میں سے افضل گھروں میں سے ہے۔ مسلمانو نبی کریم جس گھر کو انبیاء کے گھر سے افضل کہے اور شاہ عبدالعزیز اُس گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہے شاہ صاحب کی بے شرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر ۲ :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر صفحہ ۲۷۱ میں لکھا ہے کہ چھ ماہ تک سیدہ زہرا کے دروازے پر نبی نے آیتِ تطہیر کی تلاوت کی ہے۔ ایسے گھر کو فتنہ پسند لوگوں کی پناہ گاہ کہنا عملِ رسول کو جھٹلانا ہے۔

نمبر ۳

اُس گھر میں سیدہ زہرا کے کم سن بچے تھے اور شوہر علی ابن ابی طالب تھا۔ بچوں کے لیے نبی نے گواہی دی کہ وہ جنت کے سردار ہیں اور اُن کے شوہر کی شان میں فرمایا علی مع الحق کہ علی ہمیشہ حق کے ساتھ ہے اور اگر شاہ جی کی مراد یہ ہے کہ یہ پاک ہستیاں فتنہ پسند تھیں تو پھر تف ہے شاہ جی کے کلمہ پڑھنے پر۔

نمبر:-

اُس گھر میں طلحہ اور زبیر بھی بیٹھتے تھے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ نبیؐ نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ فتنہ پسند تھے تو شاہ جی نے اپنے [illegible]ب کو جھٹلایا ہے۔ اُس گھر میں رسولؐ کا چچا عباس بھی بیٹھتا تھا اگر وہ فتنہ پسند تھا تو اہلِ سنت نے عباس کے فضائل کیوں لکھے ہیں۔

نمبر ۵:-

اور اگر تمام مہاجرین اور انصار اور بنو ہاشم اُس گھر میں بیٹھتے تھے اور ابوبکر کی ناکامی کی تجویزیں سوچتے تھے تو ابوبکر کی خلافت بھی جھوٹی ہے۔ کیونکہ اُن کی خلافت کی دلیل اجماع ہے اور اگر یہ تینوں گروہ اُسے ناکام کرنے کی کوشش کرتے تھے تو اجماع نہ رہا۔ نیز اہلِ سنت مہاجرین اور انصار کے فضائل میں قرآن کی آیات اور کئی احادیث سناتے ہیں اگر یہ لوگ فتنہ پسند تھے تو وہ آیات کدھر گئیں۔

ہمارا فیصلہ

سیدہ زہراؑ کے گھر میں فتنہ پسند جمع نہیں ہوتے تھے بلکہ خود ابوبکر کی خلافت غلط اور فتنہ تھی اور دیانت دار لوگ اُس کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کے لیے حضرت علیؑ کے پاس آتے تھے۔ پس ایسے مخلص مومنین کو ڈرانے کے لئے اور ابوبکر کی بیعت کی خاطر مجبور کرنے کے لئے عمر فاروق کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ بنتِ رسولؐ کو اُن کا گھر جلانے کی دھمکی دیتا، دھمکی دینا عمر فاروق کا اتنا بڑا گناہ ہے جو خدا اور رسول کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے۔

فتنہ کا گھر

۱ - نبی کریم کا تین مرتبہ تکرار کرنا اور جناب عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کرنا کہ

فتنہ یہاں سے نکلے گا۔ اہلِ سنت کی کتاب بخاری شریف کتاب الجہاد ص ۸۲/۴ باب ما جاء فی بیوت ۔ ازواج النبیؐ

۲ - جناب حذیفہؓ کی گواہی کہ خود حضرت آپ جناب عمر باب الفتنہ تھے۔ بخاری شریف کتاب الفتن باب الفتنہ تموج البحر ص ۵۴/۹

۳ - اُسامہ بن زید کی گواہی حضورؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش برستی ہے۔ کتاب الفتن باب قول النبی ویل للعرب ص ۴۸ ۔

۴ - اصحاب کا مرتد ہونا نبی کے بعد یہ بھی فتنہ ہے۔ بخاری شریف کتاب الفتن ص [illegible]

۵ - ابن عمر کی گواہی کہ حضورؐ نے فرمایا نجد کی زمین فتنوں کا سرچشمہ ہے۔ بخاری شریف کتاب الفتن ص ۵۵/۹ ۔

۶ - بی بی عائشہ کی جنگِ جمل کی تیاری بھی فتنہ ہے۔ بخاری کتاب الفتن ص ۵۶/۹ ۔

نوٹ:-

اگر جناب عمر محکمہ انسدادِ فتنہ کے انچارج تھے اور فتنہ پسند لوگوں کے گھر جلانے کے حکومت کی طرف سے ان کو خصوصی اختیارات ملے تھے تو شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت عمر پہلے اپنا گھر جلاتے پھر بی بی عائشہ کا گھر، پھر مہاجرین و انصار کے گھر پھر تمام اصحاب کے اور اہلِ نجد کے گھر، بنی ہاشم غریبوں کی باری تو کہیں بعد میں آتی۔ چھ مقامات فتنہ جن کی نبیؐ نے نشان دہی فرمائی۔ اُدھر تو حضرت عمر نے توجہ نہ دی اور نبیؐ کی مظلوم بیٹی کا گھر جلانے کے لئے دوڑ پڑے۔

عذر نمبر ۴:-

نمازِ جماعت میں جو لوگ حاضر نہ ہوں اُن کو اُن کے گھر جلانے کی دھمکی دینا اسلام میں جائز ہے پس ابوبکر کی خلافت بھی نمازِ جماعت سے کم نہیں تھی۔ پس

منکرینِ خلافتِ ابوبکر کو بیعت کی خاطر مجبور کرنے کے لئے بی بی کے گھر جلانے کی عمر نے دھمکی دی تھی۔

جواب:-

۱۔ نمازِ جماعت میں اس وقت فضیلت ہے جب امام کا مسجد پر غاصبانہ قبضہ نہ ہو اور نمازِ جماعت کی خاطر دھمکی دینا بھی تب درست ہے کہ جب نمازیوں کے عقیدہ میں امام نمازِ جماعت پڑھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ دہلوی مکار کا اپنا قول ہے کہ ثبت العرش ثم النقشۃ پہلے آپ ابوبکر کی خلافت تو ثابت کریں اس خلافت کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ مہاجرین و انصار نے اجماع کیا تھا بقول شاہ جی یہ تو فتنہ پسند تھے اور جناب زہراؑ کے گھر جمع ہوتے تھے اور ابوبکر کی خلافت کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے بیٹھے ہوتے تھے۔ پس نہ اجماع رہا اور نہ ابوبکر کی خلافت صحیح رہی۔

۲۔ ابوبکر کی خلافت کا نام سنا بھی نبی کریمؐ نے گوارہ نہ فرمایا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عبدالحی ص۱۴۲ ط کراچی۔

قُلتُ یارسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی فرأیتُ انہُ لم یوافقہُ۔

ترجمہ:-

ابنِ مسعود کہتا ہے میں نے نبی کریمؐ سے عرض کی کہ آپ ابوبکر کو خلیفہ بنائیں۔ حضورؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ حضورؐ کو یہ نام پسند نہیں آیا۔

ابوبکر اور شیطان کا ایمان برابر ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص۳۷۲ ج۱۳ ذکرِ نعمان ابن ثابت۔

قال نعمان ایمان ابی بکر الصدیق و ایمان ابلیس واحدٌ

ترجمہ:-

نعمان کا فرمان ہے کہ جناب ابوبکر اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔

جنابِ ابوبکر میں شرک چیونٹی کی چال

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل سنت کی معتبر کتاب ادبُ المفرد امام بخاری کتاب الدعا۔

یا ابابکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل۔

ترجمہ:-

اے ابابکر شرک تم میں چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے۔ لاینال عھدی الظالمین کہ میرا عہدہ امامت ظالموں کو نہ پہنچے گا اور اہل سنت کی کتاب بخاری شریف، باب فرض الخمس گواہ ہے کہ ابوبکر نے سیدہ زہراؑ پر ظلم کرتے ہوئے بی بی کی جاگیر فدک چھینی تھی اور غضبت فاطمۃ علیٰ ابی بکر بی بی زہراؑ ابوبکر پر ناراض ہوئی تھی اور بخاری شریف باب مناقب فاطمہ گواہ ہے کہ سیدہ زہراؑ کی ناراضگی خدا اور رسول کی ناراضگی ہے۔ (تفصیل کے لئے ہماری کتاب جاگیر فدک ملاحظہ ہو۔

نتیجۂ بحث

جس ابوبکر کی خلافت کا نام سننا نبیؐ نے گوارہ نہ فرمایا جس ابوبکر نے نبیؐ کی بیٹی کا دل دکھایا، جس بزرگ کے دل میں شرک چیونٹی کی چال چلے، جس کا ایمان ابلیس کے ایمان کے برابر ہو۔ وہ رسولؐ کا جانشین اور خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اس کی مصنوعی خلافت کو منوانے کی خاطر بنتِ رسولؐ کو ان کے گھر جلانے کی دھمکی دینا عزت مآب فاروقِ اعظم کے لئے جائز نہ تھا۔ پس بی بیؑ کے دروازے پر آگ اور لکڑیاں جمع کرنا عمر کا بہت بڑا گناہ ہے۔

عذر نمبر ۵ :-

ابنِ خطل کافر تھا فتح مکہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے اس نے کعبہ میں پناہ لی۔ نبی کریمؐ نے فرمایا اُسے وہاں پر ہی قتل کر دیا جائے جب دشمنِ نبی کو کعبہ میں پناہ نہیں مل سکتی تو دشمنِ ابوبکر کو بھی سیدہ زہراؑ کے گھر میں پناہ نہیں مل سکتی پس عمر بے قصور ہے۔

جواب نمبر ۱ :-

شانِ نبوت پر ایک نقلی خلافت کا قیاس کرنا قیاسِ نعمانی ہے اور ابن خطل کافر پر آلِ رسولؐ کا قیاس کرنا حکمِ خدا سے بغاوت ہے۔ ابنِ خطل تو ایک مردود کافر تھا مکہ میں ہمارے رسولؐ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتا تھا اور گالیاں دیتا تھا پس نبی کریمؐ نے بحکمِ خدا اُس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ اُسے قتل کر دیا جائے خواہ وہ کعبہ میں ہی پناہ گزیں کیوں نہ ہو اور آلِ رسولؐ تو نبیؐ کے سچے جانشین تھے۔ غلطی تو جنابِ ابوبکر و عمر کی تھی کہ جانشینانِ رسولؐ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ اور خود خلافت کے دعویدار بن بیٹھے۔ پھر اپنی نقلی خلافت کو منوانے کے لئے آلِ رسولؐ کا گھر جلانے آئے حالانکہ

آلِ رسولؐ تو صبر کر کے اپنے گھر بیٹھ گئے تھے ابوبکر و عمر کو نہ تو گالیاں دیں اور نہ ہی کوئی اور اذیت پہنچائی۔ پس ابنِ خطل تو واجب القتل تھا نبیؐ نے اسی لئے اُس کے قتل کا حکم دیا کیا اہلِ سنت باور کرتے ہیں کہ نبیؐ کے بعد حضورؐ کی آل اس جرم کی پاداش میں کہ اُنہوں نے ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا واجب القتل ہو گئے۔ اور واجب ہو گیا کہ اُن کا گھر جنابِ عمر جلا دیں لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ۔

جواب نمبر ۲ :-

شانِ نبوت اور جنابِ ابوبکر و عمر کی نقلی خلافت میں بڑا فرق ہے۔ نبیؐ کریم کو اگر کوئی شخص ذرا سی اذیت پہنچائے تو وہ بحکمِ قرآن لعنتی اور جہنمی ہے اور اگر کوئی شخص گالیاں دے تو وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کافر ہو گیا ہے لیکن خود اہلِ سنت کے عقیدہ میں ابوبکر و عمر کو گالیاں دینا یا قتل کرنا کوئی کفر نہیں ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر صفحہ ۲ مطبوعہ مصر۔

لو فرض ان احداً قتل الشیخین لا یخرج عن کونہ مسلماً عند اھل السنۃ والجماعۃ وان سبّ لیس یکفر عند العامۃ۔

ترجمہ :-

اگر فرض کیا جائے کہ کسی شخص نے ابوبکر و عمر کو قتل کیا ہے تو وہ اہلِ سنت کے عقیدہ میں مسلمان ہونے سے نہیں نکلتا اور ان دونوں کو گالیاں دینا بھی کفر نہیں ہے۔

نوٹ :۔ اربابِ انصاف :۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیخین کو قتل کرنا اور اُن کو گالیاں دینا بھی کفر نہیں اور آلِ رسولؐ نے تو شیخین کو نہ قتل کیا تھا اور نہ ہی گالیاں دی تھیں پس مسلمان آلِ رسولؐ کا کوئی جرم تو بتائیں جس کی وجہ سے وہ حضرت عمر کی نگاہ میں واجب القتل ہو گئے تھے پس جنابِ عمر کا بی بیؑ کا گھر جلانے کے لئے آنا آلِ رسولؐ کو اذیت پہنچانا ہے اور آل کو اذیت دینا نبیؐ کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

جواب نمبر ۳ :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض صفحہ ۳۱۰ حدیث ثقلین

انّہ علم بالوحی ما یکون بعدہٗ فی امر الخلافۃ والفتنہ فلذا خصتہم وحرض علی رعایتہم۔

ترجمہ :۔

نبیؐ کریم کو بذریعہ وحی علم تھا کہ میرے بعد امرِ خلافت میں کیا فتنے اُٹھیں گے اس لئے حدیثِ ثقلین میں اپنی عترت و اہلبیت کے احترام کی وصیت فرما گئے۔

نوٹ :۔

جنابِ عمر کا عترتِ رسولؐ کے دروازہ پر آگ لے آنا آلِ رسولؐ کی بے احترامی ہے فرمانِ رسولؐ کی مخالفت ہے اور ان دونوں جرموں کی سزا مسلمانوں کو خوب معلوم ہے۔

جواب نمبر ۴ :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض صفحہ ۴۱۰

فانی انظر فی عملکم بکتاب اللہ واتباعکم لاھل بیتی و رعایتھم وبرّھم بعدی فان مایسرّھم یسرّنی وما یسوءھم یسوءنی۔

ترجمہ :۔

نبیؐ کریم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن دیکھوں گا کہ قرآن کے ساتھ تمہارا کیا عمل رہا اور میرے اہلِ بیت کی تم نے پیروی کیسے کی اور نیز اُن کا ادب و احترام کیسے کیا جس چیز سے میرے اہلبیت خوش ہوں وہ چیز مجھے بھی خوش کرتی ہے اور جو بات میرے اہلبیت کو ناپسند ہو وہ بات مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔

نوٹ :۔

جس دن عمر عترتِ رسولؐ کے در پر آگ لایا تھا اُس دن آلِ نبیؐ کا دل خوشی سے باغ باغ نہیں ہوا تھا اولادِ نبیؐ نے عید کی سی خوشی نہیں منائی تھی بلکہ رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ اور جناب کے داماد حضرت علیؑ نے جنابِ عمر کے اس رویئے کی قبرِ نبیؐ پر جاکر شکایت کی تھی اور نبیؐ کی بیٹی نے رو رو کے اللہ اور نبیؐ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی پس جنابِ عمر نے ابوبکر کی خلافت منوانے کی خاطر آلِ نبیؐ کو اذیت دی ہے اور عترتِ رسول کی بے احترامی کی ہے اور اس کی سزا روزِ جزا انہیں اٹھانا پڑے گی۔

عذر نمبر ۶ :۔

جس طرح جنابِ امیرؑ نے اپنی خلافت کی حفاظت کی خاطر بی بی عائشہ

سے جنگ کی ہے اُسی طرح جناب عمر نے ابوبکر کی خلافت کی حفاظت کی خاطر سیدہ زہرا کو اُن کا گھر جلانے کی دھمکی دی ہے پس جس طرح حضرت علیؑ کی جنگ صحیح ہے اُسی طرح حضرت عمر کی دھمکی بھی صحیح ہے۔

جواب نمبر ۱ :-

سیدہ زہراؑ نبیؐ کی بیٹی کے برابر بی بی عائشہ کو سمجھنا قرآن و سنت کی مخالفت ہے کیونکہ سیدہ زہراؑ کا معصوم ہونا قرآن سے ثابت ہے اور بی بیؑ نے تمام زندگی دینِ حق کے کسی حکم کی مخالفت نہیں فرمائی اور ابوبکر کی نقلی خلافت کے وقت کوئی فوج جمع نہیں کی اور نہ ہی کسی اونٹ پر سوار ہو کر ابوبکر سے لڑنے کی خاطر کسی میدان میں نکلی ہیں بلکہ نبیؐ کریم کے بعد بمطابق عقیدہ اہلِ سنت چھ ماہ زندہ رہیں اور ابوبکر و عمر کے مظالم کو یاد کر کے گھر میں بیٹھ کر روتی رہیں اور نیز بخاری شریف باب مناقب فاطمہؑ گواہ ہے کہ نبیؐ نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اس کو اذیت دینا مجھ کو اذیت دینا ہے پس جناب عمر کا درِ زہراؑ پر آگ لے آنا بی بیؑ کی بے احترامی ہے اور نبیؐ کو اذیت پہنچانا ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔

نمبر ۲ :-

اور بی بی عائشہ کی حالت تو یہ ہے کہ قرآن پاک کی سورہ تحریم میں اُن کی سخت مذمت آئی ہے اور اُن کو توبہ کرنے کا آرڈر دیا گیا ہے اور یہ آرڈر مجرم ہی کو دیا جاتا ہے اور نیز عورتوں میں پارٹی بازی کی بنیاد بی بی عائشہ نے رکھی ہے۔ بخاری شریف ص ۱۵۶ ج ۳ کتاب الہبہ میں لکھا ہے کہ ازواجِ نبیؐ دو پارٹیوں میں منقسم تھیں ایک کی لیڈر بی بی عائشہ تھی اور دوسری پارٹی کی لیڈر امِ سلمیٰ تھی اور نیز تاریخ سے یہ ثابت

ہے کہ بی بی عائشہ کی پارٹی آلِ رسولؐ کی مخالف تھی اور امِ سلمیٰ کی پارٹی موافق تھی اور بی بی عائشہ نے جو جنگ جناب امیرؑ سے کی ہے اُس کے خطرے کو قبل از وقت بی بی عائشہ کی پارٹی بازی کی وجہ سے نبیؐ کریم نے محسوس فرما لیا تھا اور عائشہ کو خبردار بھی کر دیا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب العقد الفرید ذکر جمل۔

وقد کان النبیؐ قال لہا یا حمیرا کانی بک ینبحک کلاب الحوائب تقاتلین علیاً و انتِ لہ ظالمۃ۔

ترجمہ :-

نبیؐ کریم نے بی بی عائشہ سے فرمایا تھا کہ اے حمیرا (سرخ رنگ والی) میں علمِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ تجھے حوأب کے کتے بھونکیں گے اور تو علیؑ سے جنگ کرے گی اور تو ہی ظالم ہوگی۔

نوٹ نمبر ۱ :-

نبیؐ کریم نے جب خود ہی فیصلہ کر دیا کہ عائشہ علیؑ سے لڑے گی اور عائشہ ہی ظالم ہوگی تو پھر حضرت امیرؑ کا بی بی عائشہ سے جنگ کرنا قابلِ اعتراض نہ رہا۔

نمبر ۲ :-

جناب امیرؑ کی خلافتِ ظاہرہ کے بعد طلحہ اور زبیر جو صحابی بھی تھے اور ابوبکر کے داماد بھی تھے اُنہوں نے جناب امیرؑ کے خلاف بغاوت کر دی اور اُسے کامیاب بنانے کے لئے اپنی سالی بی بی عائشہ کو ساتھ ملایا اور اُسے در بدر پھراتے ہوئے بصرہ پہنچ گئے پس جناب امیرؑ اس باغی

گروہ کو ہدایت کرنے کی خاطر بصرہ پہنچے اگر ان دونوں کے ساتھ بی بی عائشہ میدان میں نہ نکلتی تو شاید جنگِ جمل نہ ہوتی لیکن بی بی عائشہ نے لوگوں کو جنابِ امیرؑ کے خلاف لڑنے کے لئے یوں بھڑکایا جیسے معاویہ کی ماں ہند نے جنگِ اُحد میں کفار کو رسولؐ اللہ کے خلاف بھڑکایا تھا۔

عائشہ کا جنابِ امیرؑ سے لڑنا اور نبیؐ کریم کا فیصلہ کہ حق کدھر ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مستدرک علی الصحیحین ص ۵/۳۔

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص ۳۲۱/۱۴ ذکر یوسف بن محمد المؤدب۔

قال رسول اللہ علی مع الحق والحق مع علی اللھم ادر الحق حیثما دار علی۔

ترجمہ:۔

علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ اے اللہ حق کو اُدھر پھیر دے جدھر علیؑ جائے۔

نوٹ:۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۱۶ مطبوعہ لاہور میں خود شاہ عبدالعزیز نے تسلیم کیا ہے کہ مذکورہ حدیث کو اہلِ سنت سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں پس جب ہمیشہ حضرت علیؑ حق کے ساتھ ہیں تو جنگِ جمل میں بی بی عائشہ کا غلطی پر ہونا ثابت ہوگیا اور جنابِ عمر کا علیؑ و زہراؑ کے دروازہ پر آگ لے آنا تاکہ وہ ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کریں یہ عمر کا فعل ہے حدیث علی مع الحق سے جناب ابوبکر کی

خلافت بھی باطل ہوگئی اور جنابِ عمر کا غلطی پر ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

جواب نمبر ۲:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعقِ محرقہ ص ۱۳۶ مطبوعہ مصر باب وصیۃ النبی۔

وتعلموھم فانھم اعلم منکم دلیل علی ان من تاھل منھم للمراتب العلیۃ والو ظائف الدینیۃ کان مقدما علی غیرہ۔

ترجمہ:۔

(حدیثِ ثقلین کے آخر میں حضورؐ نے یہ فرمایا تھا) کہ میرے اہلبیت کو تم تعلیم نہ دینا یہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں یہ فرمانِ نبیؐ اس امر کی دلیل ہے کہ اہلِ بیت کا جو فرد کسی عہدے کو سرانجام دینے کی اہلیت رکھتا ہو وہ اُس عہدے پر فائز ہونے کے لئے دوسرے لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہے

نوٹ:۔

عہدۂ خلافت کو سرانجام دینے کی صلاحیت حضرت علیؑ رکھتے تھے پس جنابِ ابوبکر سے حضرت امیرؑ کا زیادہ حق بنتا تھا کہ منصبِ خلافت اُن کے سپرد کیا جاتا لیکن بجائے منصبِ خلافت سپرد کرنے کے ابوبکر کی خلافت منوانے کی خاطر حضرت عمر اُن کے دروازہ پر آگ لائے تھے اور یہ حضرت عمر کا بہت بڑا جرم ہے۔

عُذر نمبر ۲:۔

ایک روز نبیؐ کریم نے درِ زہراؑ پر نقش دار پردہ دیکھا تھا تو حضورؐ نے فرمایا جب تک اس کو ہٹایا نہ جائے گا میں اندر نہ آؤں گا شاہ عبدالعزیز کہتا ہے

پس یہ بھی ایک قسم کی دخترِ زہراؑ کی بے احترامی ہے۔

جواب :-

بی بی عائشہ کی سونے کی انگوٹھیاں۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف کتاب اللباس صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ مصر۔

باب الخاتم للنساء وکان علی عائشۃ خواتیم ذھب

ترجمہ :-

بی بی عائشہ سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھی۔

نوٹ :- آلِ رسولؐ کو لوگوں کی نگاہ میں گرانے کی خاطر طرازوں نے کئی ہتھکنڈے بنائے ہیں اور نقش دار پردہ والا واقعہ بھی ایک جھوٹا فسانہ ہے کیونکہ اگر رسول اللہ کو دنیا سے اتنی نفرت تھی تو جب بی بی عائشہ سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھی تو رسول اللہ بی بی عائشہ سے بھی روٹھ جاتے اور فرماتے کہ یہ زیور میرے گھر سے نکال دو تو تب میں اس گھر میں آؤں گا۔

(نتیجۂ بحث)

ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق تاندوی اہلحدیث کے مناظرِ اعظم سبائی ہاتھوں کے سنائے ہوئے اعلیٰ حضرت اپنی کتاب عقدِ ام کلثوم صفحہ ۱۶ میں اس طرح گلشنِ کلام میں گل ریزی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق حضرت علیؑ کے داماد ثابت ہو جائیں تو وہ تمام قصے جس سے اہلِ بیت کی مظلومیت اور حضرت عمر کا ظلم ثابت کیا جاتا ہے ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔

اہلِ حدیث کے مناظرِ اعظم کو دعوتِ انصاف۔

ہم نے گیارہ عدد کتب معتبرہ اہلِ سنت سے جناب عمر کی آلِ نبیؐ کے خلاف

ایک ظالمانہ کارروائی کو ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے اولادِ نبیؐ کو یہ دھمکی دی تھی کہ ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرو۔ ورنہ تمہارا گھر جلا دیا جائے گا۔ اور یہ دھمکی یقیناً فرمانِ رسولؐ کی مخالفت ہے آلِ نبیؐ کی بے احترامی ہے۔ ذریتِ پیغمبرؐ پر ظلم ہے اور جناب عمر کو اس ظلم سے بری ثابت کرنے کی خاطر اُن کے یار اُجرت وکلاء نے جو گیارہ عدد گذر پیش کئے تھے ہم نے اُن کے دندان شکن جوابات دے کر انصاف کن مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے پس ہمارے نزدیک اولادِ نبیؐ پر جناب عمر کی ظالمانہ کارروائی اور عترتِ نبیؐ سے سخت دشمنی ثابت ہے اور عادت و فطرتِ انسانی ہے کہ کوئی غیور اپنے کسی دشمن کو رشتہ نہیں دیتا پس جناب امیرؑ کو کوئی مجبوری نہیں تھی کہ اپنے سخت دشمن جناب عمر کو بیٹی کا رشتہ دیتے پس عمر کی دامادی والا فسانہ جھوٹ ہے اور بہتان ہے۔

جنابِ معاویہ کی سرپرستی میں حضرت ابوبکر و عمر کی فضائل سازی کا کام پروان چڑھا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۴۴ جلد ۳ ذکر سببِ اختلاقِ احادیث

ثم کتب الی عماله ان الحدیث فی عثمان قد کثر وفشا فی کل مصر وفی کل وجه وناحیة فاذا جاءکم کتابی هذا فادعوا الناس الی الروایة فی فضائل الصحابة والخلفاء الاولین ولا تترکوا خبرا یرویه احد من المسلمین فی ابی تراب الا واتونی بمناقض له فی

الصحابة فان هذا احب الی واقر لعینی وادحض لحجة ابی تراب و شیعته واشد الیهم من مناقب عثمان و فضله فقرأت کتبه علی الناس فرویت اخبار کثیرة فی مناقب الصحابة مفتعلة لا حقیقة لها وجد الناس فی روایة ما یجری هذا المجری حتی اشادوا بذکر ذلک علی المنابر والقی الی معلمی المکاتیب فعلموا صبیانهم من ذلک الکثیر الواسع حتی رووه و تعلموه کما تیعلمون القرآن وحتی علموه بناتهم و نساءهم وخدمهم و حشمهم فلبثوا بذلک ما شاء اللہ۔

ترجمہ:۔

پھر معاویہ نے اپنے حکام کو خط لکھا کہ فضائل عثمان زیادہ ہو گئے ہیں، اور ہر شہر میں مشہور ہو گئے ہیں اور جب میرا یہ خط پہنچے تو لوگوں کو دعوت دو کہ فضائل صحابہ کو روایت کریں اور پہلے دو خلیفہ ابو بکر و عمر کے فضائل کی روایات بنائیں اور ابو تراب علی کی شان میں جو حدیث بھی لوگ بیان کریں تم اس کے مقابلہ میں جھوٹی حدیث فضیلتِ صحابہ میرے پاس پہنچاؤ یہ چیز مجھے زیادہ پسند ہے اور اس میں میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور یہ چیز ابو تراب اور اس کے شیعوں کی دلیل کا بہترین توڑ ہے اور یہ بات ان کو فضائل عثمان سے بھی زیادہ ناگوار ہے پس معاویہ کا یہ آرڈر لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا پس صحابہ کے فضائل میں ایسی ایسی جھوٹی روایات گھڑی گئیں کہ جن کی کوئی حقیقت نہ تھی حتیٰ کہ یہ جھوٹے فضائل ممبروں

پر وعظ میں بیان ہونے لگے۔ مدرسوں کے استادوں کو یہ ہدایت کہ وہ ان جھوٹے فضائل کو پڑھائیں پس مساجد اور مدرسوں میں ملاؤں نے وہ جھوٹے فضائل بچوں اور غلاموں کو پڑھانا شروع کئے اور نادان بچوں نے ابو بکر و عمر کے یہ جھوٹے فضائل ایسے جیسے کہ قرآن مجید کو رٹتے تھے اور نیز یہ جھوٹے فضائل انہوں نے اپنی بیٹیوں، عورتوں، کنیزوں اور نوکروں کو سکھائے اور اسی غلط راہ پر بنو امیہ نے خلقِ خدا کو ایک مدت تک لگائے رکھا۔

معاویہ کا شیعانِ علیؑ سے ظالمانہ سلوک

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابنِ ابی الحدید ص۲۴ ج۳۔

وروی ابوالحسن علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی فی کتاب الاحداث قال کتب معاویة نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئاً من فضل ابی تراب واهل بیته فقامت الخطباء فی کل کورة علی کل منبر یلعنون علیاً و یبرؤون منه و یقعون فیه و فی اهل بیته و کان اشد الناس بلاء حینئذ اهل الکوفة لکثرة من بها من شیعة علی علیه السلام فاستعمل علیهم زیاد بن سمیة و ضم الیه البصرة فکان یتتبع الشیعة فقتلهم تحت کل حجر و مدر و اخافهم و قطع الایدی والارجل

وسمل العیون وصلبھم علی جذوع النخل وطر
دھم وشردھم عن العراق فلم یبق بھا معروف
منھم۔

ترجمہ :۔

معاویہ نے اپنے گورنروں کو عام الجماعۃ کے بعد یہ آرڈر دیا کہ
جس نے ابوتراب اور اس کے اہلِ بیت کی فضیلت میں کوئی روایت
بیان کی تو حکومت اس کی جان و مال سے بری الذمہ ہے پس ہر
طرف خطباء کھڑے ہو گئے اور ہر طرف سے ہر منبر پر معاذ اللہ حضرت
علیؑ پر لعنت کرتے تھے۔ آنجناب پر تبرہ کرتے تھے اور آنجناب
کی اہلِ بیت کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔ سب سے زیادہ
مصیبت میں اہلِ کوفہ تھے۔ کیونکہ کوفہ میں حضرت علیؑ کے شیعوں کی
کثرت تھی۔ معاویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ پس وہ
شیعوں کو ڈھونڈتا تھا اور جہاں بھی ملتے تھے انہیں قتل کرتا تھا۔
ان کے ہاتھ پاؤں کاٹتا تھا۔ لوہے کی سلاخیں گرم کر کے اُن کی
آنکھوں میں ڈالتا تھا۔ کھجوروں کے تنوں پر اُن کو پھانسی دیتا تھا
اور مار مار کر اُن کو عراق سے بھگا دیا اور کوئی شیعہ نامور عراق
میں باقی نہ رہا۔

نوٹ :۔

اربابِ انصاف

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جناب معاویہ نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے
غلط فضائل کتنی محنت سے بنوائے اور پھر ان جھوٹے فضائل کو مشہور کرنے کی

خاطر کتنی دوڑ دھوپ کی اور شیعیانِ حیدرِ کرار جو ان نقلی فضائل کا انکار کرتے
تھے اُن کو کس طرح چن چن کر قتل کرایا اور تاریخِ اسلام کو مسخ کرنے کی خاطر
کتنا زور لگایا ہے کہ کمسن بچوں کو غلط باتیں قرآن کی طرح رٹائی گئیں اور جب یہ
بچے بڑے ہوئے تو انہوں نے مشائخ الحدیث کے لقب پائے اور پھر انہوں نے
جب اُن جھوٹے فضائل کو بیان کرنا شروع کیا تو بعد والی نسل کو یقین ہو گیا کہ جو کچھ
اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں سچ ہے لیکن جب ظلم بنو امیہ کا دور ختم ہوا اور لوگوں
نے تحقیق شروع کی تو شیخین کے تمام فضائل کاغذی پھول ثابت ہوئے اور جناب
عمر کے جو جھوٹے فضائل بنائے گئے تھے انہیں میں سے اُن کی دامادی کا ایک
جھوٹا افسانہ ہے اور حضرت معاویہ کی آلِ رسولؐ کے خلاف ایک منصوبہ سازش
کا نتیجہ ہے۔

معاویہ کے زمانے میں شیعیانِ حیدرِ کرار کی گواہی نامنظور اور عثمانی گروہ پر انعامات کی بارش

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید۔

وکتب معاویہ الی عمالہ فی جمیع الآفاق الا یجیزوا
لاحد من شیعۃ علی واھل بیتہ شھادۃ وکتب الیھم
ان انظروا من قبلکم من شیعۃ عثمان ومحبیہ و
اھل ولایتہ والذین یروون فضائلہ ومناقبہ
فادنوا مجالسھم وقربوھم واکرموھم

واکتبوا   انیّ بکل ما یروی کل رجل منھم واسمہٗ واسمر ابیہ وعشیرتہٖ ففعلوا ذلک حتّی اکثروا فی فضائل عثمان ومناقبہ لما کان یبعثہ الیھم معاویۃ من الصلات والکساء والحباء والقطائع ویفیضہٗ فی العرب منھم والموالی فکثر ذلک فی مصر وتنافسوا فی المنازل والدنیا فلیس یجیئ احد مردودٌ من الناس عاملاً من عمال معاویۃ فیروی فی عثمان فضیلۃً اومنقبۃ الاکتب اسمہ وقربہ وشفعہ فلبثوا بذلک حیناً۔

ترجمہ:-

معاویہ نے تمام اطراف میں اپنے تمام گورنروں کو یہ آرڈر بھی کہ وہ حضرت علیؑ کے اہل بیت اور اُن کے شیعہ کی گواہی قبول نہ کریں اور یہ آرڈر بھی دیا کہ جو عثمان کے دوست ہیں اور جو اُس کے فضائل بیان کرتے ہیں اُن کو اپنے قریب کرو، اُن کی عزت کرو اُن کو چھپر کیری کا موقع دو اور عثمان کی فضیلت میں وہ جو روایت بیان کریں اُس آدمی کا نام اور اُس کے باپ اور خاندان کا نام میری طرف لکھو۔ پس گورنروں کی محنت سے عثمان کے فضائل زیادہ ہوگئے کیونکہ معاویہ اس کے صلہ میں اُن کو انعامات عطیے اور جاگیریں دیتا تھا۔ پس لوگوں نے دُنیا میں رغبت کی اور لوگوں میں سے جو مردود بھی عامل معاویہ عثمان کی فضیلت میں روایت بیان کرتا تھا معاویہ اس کو اپنے قریب کرتا تھا اور اس کا نام اپنے پاس لکھ لیتا تھا۔ پس اسی (غلط) راہ پر مخلوقِ خدا ایک مدت

تک لگی رہی۔

نوٹ:-

دولت ایسی چیز ہے کہ جس کے لالچ میں لوگوں نے اولیاء اللہ کو قتل ...اور ظلم وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں نے فرعون اور نمرود کو خدا ...ہے اور جناب معاویہ نے اپنے اقتدار اور اپنی حکومت کو منوانے کے لئے ...آلِ رسولؐ کی عزت واحترام کو ختم کرنے کے لئے یہ دونوں ہتھیار استعمال ...اور معاویہ ان دونوں ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود شیعیانِ حیدرِ ...اپنی حکومت کا لوہا نہ منوا سکا اور شیعہ لوگ ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ ...کی چکی میں پستے رہے۔ البتہ کچھ معاویہ کی خفیہ پولیس کے آدمی اپنے آپ کو ...ظاہر کرتے اور ابوبکر و عمر کے نقلی فضائل شیعوں میں پھیلانے کی کوشش ...پس جناب عمر کی دامادی والا فسانہ بھی جناب معاویہ کی خفیہ پولیس ...قابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

...اُمیّہ کے زمانے میں علیؑ نام رکھنا جرم ہوگیا تھا

...ثبوت ۱

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۵/۳۔

فصاح بہٖ ایّھا الامیران اھلی عقونی فسمونی علیّاً و انّی فقیر بائس وانا الی صلۃ الامیر محتاج۔

ترجمہ:-

حجاج کے دربار میں ایک شخص آیا کہا کہ اے امیر میرے خاندان نے مجھ پر ظلم کیا ہے میرا نام علی رکھ دیا ہے میں محتاج ہوں آپ سے صلہ کی اُمید رکھتا ہوں۔ حجاج اس پر خوش ہوا اور اُس کو

ایک علاقے کا والی بنا دیا۔

معاویہ کے زمانے میں جس پر علیؑ کی دوستی کا شبہ ہوتا اُس کا گھر گرا دیا جاتا تھا۔

ثبوت ۱:

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۲۴ ج ۳ ۔
من اتہمتموہ بموالاۃ ہؤلاء القوم فنکلوا
بہ واہدموا دارہ ۔

ترجمہ:۔

معاویہ نے اپنے حکام کو آرڈر دیا کہ جس پر علیؑ اور اولادِ علیؑ کی محبت کا شبہ بھی تمہیں ہو اُسے سخت سزا دو اور اس کا گھر گرا دو۔

عبدالملک بن مروان علیؑ کا نام سُننا گوارہ نہ کرتا تھا

ثبوت :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ ص ۱۰۸ ج ۱ باب ذکر مولد رسول اللہؐ
ان علی بن عبداللہ عباس لما قدم الی عبدالملک
بن مروان قال لہ غیر اسمک او کنیتک فلا صبر
لی علی اسمک وھو علیؑ وکنیتک وھو ابوالحسن۔

ترجمہ:۔

جب علی بن عبداللہ بن عباس عبدالملک کے پاس آیا تو عبدالملک

نے اُس کو حکم دیا کہ یا اپنے نام کو یا اپنی کنیت کو تبدیل کر دے میں تیرے نام علی اور کنیت ابوالحسن کو برداشت نہیں کر سکتا۔

نوٹ:۔

بنو اُمیہ کو نبی کریم کے خلیفہ بلافصل علی ابن ابی طالب سے اس قدر دشمنی تھی کہ آنجناب کا نام رکھنا اُن کے زمانہ میں جرم تھا اور اس نام سے عقیدت رکھنے والوں کو قتل کرنا اور اُن کے گھر گرا کر اُن کے نام و نشان مٹانا بنو اُمیہ کے نزدیک بہترین عبادت تھی۔ پس شیعیانِ حیدرِ کرار ایسے ظلم کے دور سے گزرے ہیں لیکن شیخین کی کسی فضیلت کا اقرار نہیں کیا اور اگر معاویہ کی خفیہ پولیس نے جناب عمر کی کسی فضیلت کو شیعوں میں بیان کیا ہے اور اشتباہ سے کسی شیعہ نے اُس کا اقرار کر لیا ہے یا اشتباہ سے وہ کسی کتاب میں تحریر ہو گئی ہے تو اس سے شیعوں کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ شیعہ مذہب کی بنیاد دو چیزوں پر ہیں جناب امیرؑ کی خلافتِ بلافصل اور اُن کے دشمن سے بیزاری کرنا۔

معاویہ نے دولت کے زور سے حضرت علیؑ کی توہین کی خاطر صحابہ نبیؐ کی خدمات حاصل کیں

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابنِ ابی الحدید ص ۳۶۴ ج ۱ ۔
خطبہ ولقد کنا مع رسول اللہ نقتل آباءنا ان معاویہ
وضع قوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ
فی علی علیہ السلام تقتضی الطعن فیہ و البراءۃ منہ
وجعل لھم علی ذالک جعلا یرغب فی مثلہ فاختلقوا
ما ارضاہ منھم ابوھریرۃ وعمرو بن العاص و

المغيرة بن شعبة ومن التابعين عروة ابن الزبير

ترجمہ :۔ معاویہ نے صحابہ اور تابعین سے ایک جماعت مقرر کی کہ وہ حضرت علی کے بارے بُری کہانیاں بنائیں کہ جن سے حضرت علی کی ذات پر اعتراض ہو سکے اور لوگ ان سے بیزار ہو جائیں اور ان جھوٹے قصّے بنانے پر معاویہ نے ایسے انعام مقرر کئے کہ جن میں لوگ رغبت کرتے تھے پس معاویہ کو خوش کرنے کے لئے لوگوں نے جھوٹے افسانے بنائے اور ان میں سے چار آدمی یہ ہیں :۔ (۱) ابوہریرہ (۲) عمرو ابن عاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) عروہ بن زبیر ۔

عروہ کی بدزبانی حضرت علیؑ کی شان میں

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۴۶۴/۱

روی الزهری ان عروة ابن الزبير حدثه قال حدثني عائشة قالت كنت عند رسول الله اذا اقبل العباس وعلی فقال يا عائشة ان هذين يموتان على غير ديني ۔

ترجمہ :۔

عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن نبیؐ کے پاس تھی اور جناب عباس اور جناب علی آئے ، نبی کریم نے فرمایا اے عائشہ یہ دونوں میرے دین پر نہ مریں گے ۔

عروہ کی دوسری بدزبانی حضرت علی کی شان میں ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۴۶۷/۱ ۔

ان عروة زعم ان عائشة حدثته قالت كنت عند رسول الله اذا اقبل العباس وعلی فقال يا عائشة ان سرك ان تنظری الی رجلين من اهل النار فانظری الی هذين قد طلعا فنظرت فاذا العباس وعلی ابن ابی طالب ۔

ترجمہ :۔

عروہ نے عائشہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نبی کریم کے پاس تھی حضورؐ نے فرمایا عائشہ اگر تجھے پسند ہے کہ تو دو دوزخی آدمی دیکھے تو ان دونوں طرف دیکھ جو آرہے ہے عائشہ نے دیکھا تو عباس اور علی آرہے تھے ۔

عمرو عاص مکّار کی حضرت علیؑ کی شان میں بدزبانی

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۴۶۴/۱ ۔

عن عمرو بن عاص قال سمعت رسول الله يقول ان آل ابی طالب ليسوا لی باولياء انما ولی الله و الصالحون المؤمنين ۔

ترجمہ :۔

عمرو عاص کہتا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ آلِ ابی طالب میرے

دوست اور مددگار نہیں۔ میرا دوست اور مددگار اللہ اور صالحون مومنین ہیں۔

ابوہریرہ کی جناب علیؑ کی شان میں بدزبانی

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۳۵۸ ج۱۔

واما ابوهريرة فروى عنه الحديث الذى معناه ان علياً خطب ابنة ابى جهل فى حياة رسول الله فاسخطه۔

ترجمہ:۔

ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ جناب امیر نے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ نبی کریم کی زندگی میں مانگا اور نبی کریم کو ناراض کیا۔

نوٹ:۔

ہمارے نزدیک یہ چاروں جھوٹے اور کذّاب ہیں حضرت علی علیہ السلام خود کل ایمان ہیں اور جناب کی محبت ہی سے جنت ملے گی اور صالح المومنین بھی حضرت امیرؑ ہیں۔ ابوجہل کی بیٹی والا کیس اگر مفصل دیکھنا ہے تو ہماری کتاب جاگیر فدک ملاحظہ فرمائیں۔

سمرہ بن جندب معاویہ کا چمچہ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی کرتا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۳۶۱ ج۱۔

وقد روى ان معاوية بذل سمرة بن جندب مائة الف درهم حتى يروى ان هذه الاية نزلت فى على

عليه السلام ومن الناس من يعجبك قوله فى الحيٰوة الدنيا الخ - وان الآية الثانية نزلت فى ابن ملجم وهى قوله تعالى ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله فلم يقبل فبذل له مائتى الف درهم فلم يقبل فبذل له اربعمائة الف فقبل۔

ترجمہ:۔

معاویہ نے سمرہ ابن جندب کو ایک لاکھ درہم کی پیش کش کی کہ وہ روایت کرے کہ یہ مذمت والی آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ دوسری آیت ومن الناس من یشری ابن ملجم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ سمرہ نے قبول نہ کیا معاویہ نے دو لاکھ کی پیشکش کی سمرہ نے قبول نہ کیا پھر معاویہ نے چار لاکھ کی پیش کش کی پس اس نے قبول کر لیا۔

نوٹ:۔

ہمارے نزدیک یہ سمرہ سگِ دنیا ہے جس نے چار روزہ زندگی کی خاطر آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دیا۔

معاویہ کے زمانے میں حضرت علیؑ کی توہین میں ہر دیہات اور گاؤں میں منادی

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۳۸۵ ج۱

وكان زيد ابن ثابت عثمانياً شديداً فى ذالك وكان عمرو ابن ثابت عثمانياً بل من اعداء على عليه السلام

دمبغضیه روی عن عمرو انه کان یرکب ویدور القری بالشام ویجمع اهلها ویقول ایها الناس ان علیا کان رجلا منافقا اراد ان ینخس برسول الله لیلة العقبة فالعنوه فیلعنه اهل تلک القریة ثم یسیر الی القریة الاخری فیامرهم بمثل ذلک وکان فی زمن معاویة ۔

ترجمہ :-

زید ابن ثابت سخت عثمانی تھا اور اس کا بیٹا عمرو بن ثابت بھی عثمانی تھا بلکہ حضرت علیؑ کے دشمنوں میں سے تھا اور روایت میں ہے کہ یہ سوار ہوتا تھا اور شام کے شہروں میں چکر لگاتا تھا اور شہریوں کو جمع کرکے (بکواس بکتا تھا) کہ معاذ اللہ حضرت علی ایک منافق تھے اور لیلة العقبہ میں نبی کریمؐ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا پس تم اس پر لعنت کرو پس اس شہر والے آنجناب پر (نعوذ باللہ) لعنت کرتے تھے۔ پھر یہ کذاب دوسرے شہر میں جاتا تھا اور یہی بات کہتا تھا اور اس کا یہ کاروبار معاویہ کے سامنے تھا ۔

نوٹ :-

ہمارے نزدیک یہ عمرو ابن ثابت خود بھی منافق تھا اور اس کا باپ بھی منافق تھا اور وہ حکمران جس کے اشارے سے یہ بیہودگی بکتا تھا وہ رئیس المنافقین تھا ۔

ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری دشمنِ علیؑ تھا

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۴۸۳

قال ناولنی یدک فقبلها و قال لا تمسک النار ابدا۔

ترجمہ :-

اس ابوبردہ نے ابی العادیہ الجہنی سے کہا کہ تو قاتل عمار ہے اس نے کہا ہاں کہا کہ مجھے ذرا اپنا ہاتھ دے پس اس کا ہاتھ چوما اور کہا تجھے آگ مس نہیں کرے گی ۔

دشمنانِ علیؑ حضرت معاویہ کے خاص چمچے

۱	ابوہریرہ	۱۲	کعب الاحبار
۲	مغیرہ بن شعبہ	۱۳	عمران بن الحصین
۳	عروہ بن زبیر	۱۴	عبداللہ بن زبیر
۴	حریز بن عثمان	۱۵	عبداللہ بن عمر
۵	مروان بن حکم	۱۶	ابوموسیٰ اشعری
۶	عمرو بن سعید بن عاص	۱۷	ضحاک بن قیس
۷	سمرہ بن جندب	۱۸	ولید بن عقبہ بن ابی معیط
۸	انس بن مالک	۱۹	حنظلہ کاتب
۹	اشعث بن قیس	۲۰	وائل بن حجر
۱۰	جریر بن عبداللہ بجلی	۲۱	مطرف بن عبداللہ
۱۱	ابومسعود انصاری	۲۲	علاء بن زیاد

۲۳	عبداللہ بن شقیق	۳۱	عبداللہ بن عکیم
۲۴	مرۃ ہمدانی	۳۲	سہم بن طریف
۲۵	اسود بن یزید	۳۳	قیس بن ابی حازم
۲۶	مسروق بن اجدع	۳۴	سعید بن مسیب
۲۷	شریح قاضی	۳۵	امام زہری
۲۸	شعبی محدث	۳۶	زید بن ثابت
۲۹	ابو وائل شقیق بن سلمہ	۳۷	مکحول شامی
۳۰	ابو عبدالرحمن قاری		

وکان جمہور الخلق مع بنی اُمیّۃ ۔

ترجمہ :-

اکثریت لوگوں کی مال دُنیا کی خاطر بنو امیہ کے ساتھ تھی ۔
اہل بصرہ کے دل میں روزِ جمل کا کینہ تھا وہ بھی دشمن علی تھے
اہل مکہ اور اہلِ مدینہ میں اکثر دشمن اہلِ بیت تھے ۔

نوٹ :-

مذکورہ فہرست شرح ابن ابی الحدید ص ۴۶۳/۱ تا ص ۴۷۷ ۔

خطبہ اما انہ سیظھر علیکم رجل رحب البلعوم
الی الآخر

خلفائے بنو اُمیّہ روزِ جمعہ ممبروں پر حضرت علیؑ پر لعن کرتے اور گالیاں دیتے تھے (نعوذ باللہ)

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۳۱۶/۲ ذکر عمر بن عبدالعزیز ۔
۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفداء ص ۱۸۶/۱ ذکر معاویہ نیز ص ۲۰۱ ۔
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص ۲۴۳ ذکر عمر بن عبدالعزیز ۔
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر ص ۵/۲ ذکر عمر بن عبدالعزیز ۔
۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب عقد الفرید ص ۲۴۶/۲ ذکرِ معاویہ
۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ص ۱۹۳/۲ ذکر عمر بن عبدالعزیز ۔
۷ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۴۶/۳ ذکر عمر بن عبدالعزیز ۔
۸ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۴۶۴/۱ مطبوعہ بیروت ۔

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو :-

عمر بن عبدالعزیز لما ولیھا أبطل سب علی بن ابی
طالب وجعل مکان ذٰلک ان اللہ یامر بالعدل والا
حسان الایۃ وکان ذٰلک اللعن مستمرًا من نسبت
وسبعین سنۃً ۔

ترجمہ :-

جب عمر بن عبدالعزیز بادشاہ بنا تو اُس نے حضرت علیؑ پر جو سب
کی جاتی تھی اُس کو روکا اور اُس کی جگہ پر مذکورہ آیت کو رکھا

اور یہ سب چھتّر برس سے جاری تھی۔

تاریخ الخلفاء کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کان بنو امیہ یسبون علی بن ابی طالب فی الخطبۃ فلما ولی عمر بن عبد العزیز ابطلہ۔

تاریخ ابو الفداء کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کان خلفاء بنو امیہ یسبون علیاً رضی اللہ عنہ۔ ...... فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی آخر الخطبۃ بقراءۃ قولہ ان اللہ یامر الایۃ۔

دونوں عبارتوں کا ترجمہ :-

خلفائے بنو امیہ حضرت علی علیہ السلام کو جمعہ کے خطبہ میں گالیاں دیتے تھے جب عمر بن عبد العزیز بادشاہ بنا تو اس نے اس چیز کو روکا اور اپنے گورنروں کو بھی اس چیز کے روکنے کا آرڈر دیا اور خود گالیوں کی جگہ آخر خطبہ میں اس آیت کو پڑھا۔ انّ اللہ یأمر الخ اور یہی طریقہ اب تک جاری ہے۔

تاریخ کامل کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کان بنو امیہ یسبون امیر المومنین علی بن ابی طالب الی ان ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ فترک ذلک وکتب الی العمال فی الآفاق بترکہ۔

ترجمہ :-

بنو امیہ جناب امیر کو گالیاں دیتے تھے جمعہ کے خطبہ میں جب

عمر بن عبد العزیز بادشاہ بنا تو اس چیز سے رُک گیا اور اپنے گورنروں کو بھی اس چیز سے رُکنے کا آرڈر جاری کیا۔

نوٹ ۱ :-

رُکنے کی وجہ جیسا کہ تاریخ کامل ص۲۰ ج۵ پر تحریر ہے یہ ہے کہ عمر خود بیان کرتا ہے کہ میرا باپ جب جمعہ کے خطبہ میں جناب امیر کو گالیاں دیتا تھا تو اُس کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی تھی۔ میں نے ایک روز وجہ پوچھی تو باپ نے بتایا کہ علیؑ کی جو فضیلت ہم جانتے ہیں اگر یہ مسجد میں بیٹھنے والے منبر کے پاس جان لیں تو ہمیں چھوڑ کر اولادِ علیؑ کا دامن تھام لیں۔ عمر کہتا ہے کہ میں نے دل میں ٹھان لی کہ اگر بادشاہی مجھ کو ملے گی تو میں جناب امیرؑ پر گالیوں والا سلسلہ روک دوں گا۔

نوٹ ۲ :-

جیسا کہ تاریخ خمیس ص۳۱۷ ج۲ میں مذکور ہے عمر نے گالیوں کا سلسلہ یُوں روکا کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی کو سکھایا کہ بھرے دربار میں مجھ سے بیٹی کا رشتہ مانگنا۔ یہودی نے ایسا ہی کیا تو عمر بن عبد العزیز چلّایا کہ میں خلیفۂ اسلام ہوں اور تو یہودی ہے آپ کو کیسے رشتہ دوں، یہودی نے کہا آپ کے پیغمبر نے علیؑ بن ابی طالب کو کیوں رشتہ دیا تھا۔ عمر نے کہا علیؑ ابن ابی طالب تو بزرگانِ دین سے ہے یہودی نے کہا کہ پھر آپ اُن پر منبروں پر کھڑے ہو کر لعنت کیوں کرتے ہو۔ عمر مجمع کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اسے جواب دو لوگ جواب دینے سے عاجز ہو گئے پس عمر نے جناب امیرؑ کو گالیاں دینے کے سلسلہ کو بند کرنے کا آرڈر جاری کر دیا۔

بنو اُمیّہ کے زمانے میں قتلِ حسینؑ کی خوشی میں دس اونٹنیوں کے نحر کرنے کی مَنّت

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱- اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ص ۱۵۲/۳ طبع بیروت ذکر اخبار الحجاج

۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۴۶۶/۱

اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں -

ترجمہ :-

حجاج ابن یوسف نے اپنے ایک چچے عبداللہ بن ہانی کی عرب کے دو سرداروں کی بیٹیوں سے شادی کی اور پھر اُس سے کہا کہ ہم نے تمہاری عزت بنادی تو عبداللہ بن ھانی نے کہا امیر ہماری قوم کے بڑے فضائل ہیں -

۱ - ہماری کسی بزم میں عبدالملک کو برا بھلا نہیں کہا گیا۔

۲ - جنگِ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ ہماری قوم کا ستر آدمی تھا اور ابو تراب کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا۔

۳ - جنگِ کربلا کے موقعہ پر ہماری ہر عورت نے مَنّت مانی تھی کہ اگر حسینؑ بن علیؑ قتل ہوگئے تو ہم دس اونٹنیوں کی قربانی دیں گی اور انہوں نے دی بھی ہے -

۴ - ہماری قوم کے جس مرد کو یہ کہا گیا ہے کہ ابو تراب کو گالیاں دو اور لعنت کرو تو اُس نے حسن و حسین اور اُن کے ساتھ اُن کی ماؤں کو بھی گالیاں دی ہیں۔ حجاج نے کہا بخدا یہ فضائل

ہیں پھر عبداللہ نے کہا کہ جو حسن و جمال ہماری قوم میں ہے وہ کسی میں نہیں۔ حجاج ہنس پڑا عبداللہ نے کہا یہ بھی ہماری فضیلت ہے حجاج نے کہا بھائی اسے رہنے دو کیونکہ عبداللہ بن ہانی انتہائی درجے کا بدشکل تھا اُس کے مُنہ پر چیچک کے داغ تھے اُس کی باچھ ٹھہری تھی، ایک آنکھ سے بھینگا تھا اور سر میں بڑی بڑی رسولیاں تھیں -

سُنی بننے کیلئے جنابِ علیؑ سے دلی عداوت و دشمنی رکھنا ضروری ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱- اہلِ سنت کی معتبر اور مایہ ناز کتاب وفیات الاعیان الشہیر بتاریخ ابن خلکان ص ۴۴/۱ ذکر علی بن الجہم -

وله اختصاص بجعفر المتوكل وكان متدينًا فاضلاً وكان مع انحرافه عن علي بن ابي طالب واظهاره التسنن مطبوعا مقتدرًا على الشعر-

ترجمہ :-

(صاحب کتاب نے اس شاعر کے حالات میں لکھا ہے کہ) اس کو جعفر متوکل کے ساتھ اختصاص تھا اور یہ فاضل اور دیانتدار تھا اور یہ علیؑ بن ابی طالب سے روگردان تھا اور اپنے آپ کو سُنی ظاہر کرتا تھا۔ اشعار کہنے پر قادر الکلام تھا۔

نوٹ :-

مذکورہ عبارت سے دو نکتے حل ہو گئے۔

۱ حضرت علیؑ کی دشمنی اور انحراف اہلِ سنت کے نزدیک دیانتدار ہونے سے نہیں روکتی۔

۲۔ سنیت تب ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضرت علیؑ سے دشمنی رکھی جائے اور انحراف کیا جائے کیونکہ

اظہارہ التسنن یہ معلفِ تغیر ہے مع انحراف عن علی بن ابی طالب کا۔

دمشق کے بنو امیہ مانندِ سگِ دیوانہ تھے حضرت علیؑ کی دشمنی میں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر اور مایہ ناز کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۶۳ کید ۲۰۔

شاہ صاحب مذکورہ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ جب احمد بن شعیب امام نسائی نے رسالہ "المنصائص بلامام علیؑ بن ابی طالب" تالیف کیا تو اہلِ دمشق نے اُسے قتل کر ڈالا۔

نوٹ ۱ :-

ہم کہتے ہیں کہ یہ خاصیت سگِ دیوانہ میں پائی جاتی ہے کتا اگر پالتو بھی ہو جب دیوانہ ہو جائے تو اُسے اپنے مالک کی تمیز نہیں رہتی بنو اُمیہ اہلِ دمشق حضرت علیؑ کی دشمنی میں دیوانے تھے اور احمد بن شعیب کو اسی جرم میں قتل کر ڈالا کہ اُس نے حضرت علیؑ کی مدح میں رسالہ کیوں لکھا ہے حالانکہ اُن کم بختوں کا امام نسائی اپنا امام تھا۔

نوٹ ۲ :-

بنو اُمیہ نے عظمتِ آلِ رسولؐ اور عترتِ نبیؐ کی پاکیزگی کو مجروح کرنے کی خاطر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں۔ بددیانت راویوں کو عترتِ رسولؐ کی توہین

کرنے کی خاطر بہت بھاری رقمیں دیں۔ جنابِ امیرؑ کی ہتک کرنے کی خاطر ہر دیہات میں منادی کرائی۔ عترتِ رسولؐ کے قتل کی خاطر مُنتیں مانیں۔ تقریباً ستر سال تک جنابِ امیرؑ کو منبروں پر گالیاں دیں اور اگر اہلِ سنت کے کسی محدث نے علیؑ کی شان میں کچھ حدیثیں لکھ دیں تو اُس کو قتل کر ڈالا اور انہیں دشمنوں نے جنابِ عمر کی دامادی والا ایک جھوٹا افسانہ بنایا ہے

معاویہ کے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی خدمات
نمازِ جمعہ بدھ کے دن پڑھائی

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ص۴۱ ج۲ ذکر عادات معاویہ۔

انہ صلی بہم عند مسیرہم الی صفین الجمعۃ یوم الاربعۃ۔

ترجمہ :-

جنگِ صفین کی خاطر جاتے وقت معاویہ نے نمازِ جمعہ بدھ کے دن پڑھائی۔

نوٹ ۱ :-

اور اُس کا تمام لشکر کرنل بریگیڈیر جنرل ایسے بُدھو تھے کہ کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔

نوٹ ۲ :-

بقیہ تمام حوالہ جات اسی کتاب سے ص۴۲-۴۳ سے منقول ہیں۔

دمشق کے علاء اُونٹ اور اُونٹنی میں تمیز نہیں کرتے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

وقال له ابلغ علياً انی اقاتله بمائة الف ما فيهم من يفرق بين الناقة والجمل ۔

ترجمہ :-

ایک کوفی دمشق میں اُونٹ پر سوار ہو کر آیا ایک دمشقی نے وہ اونٹ پکڑ کر معاویہ کی عدالت میں یوں کیس کر دیا کہ یہ اونٹنی میری ہے اور پچاس گواہ بھی پیش کر دیئے معاویہ نے دمشقی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ کوفی چلایا اور چیف جسٹس سے کہا کہ آنہ جمل لیس بناقة کہ جناب وہ اُونٹ ہے اونٹنی نہیں عدل فاروقی کے محافظ نے فرمایا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا ہے۔ جب دمشقی چلے گئے تو کوفی کو اُونٹ کی قیمت دے کر یہ پیغام دیا کہ جا کر علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہنا کہ میں آپ کے خلاف ایک لاکھ ایسے فوجی لے کر لڑتا ہوں جن کو اُونٹ اور اُونٹنی میں تمیز نہیں ۔

نوٹ :-

کیا خدمتِ اسلام ہے ! ایسی فوج تربیت دی جن کو سچ اور جھوٹ حق اور باطل میں تمیز ہی نہیں تھی۔ حضرت معاویہ کی وہ مایہ ناز فوج تھی کہ اگر اُن کو کار ڈر ہوتا کہ تم نے حضرت محمد رسول اللہ سے لڑنا ہے تو وہ بدھو لڑنے سے دریغ نہ کرتے اور معاویہ کی مایہ ناز سیاست ہے۔ کہ لوگوں کو جاہل رکھا گیا

ایک شامی اسلام کا مایہ ناز مورخ

الله قال لرجلٍ من اهل الشام من زعماء هم من ابو تراب هذا الذی یلعنه الامام علی المنبر قال آراه لصاً من لصوص الفتن ۔

ترجمہ :-

ایک شامی سردار سے پوچھا گیا کہ ابو تراب کون ہے جس کو ہمارا امام معاویہ منبر پر لعنت کرتا ہے اُس نے کہا ایک ڈاکو تھا ۔

نوٹ :- معاویہ کی خدماتِ اسلام کا یہ اثر تھا کہ جو خود ڈاکو تھا وہ خلیفہ اور امام بن گیا اور جو ہارون نبیؑ کی مثل تھا وہ ڈاکو بن گیا ۔

ایک شامی علم النسب کا ماہر

قال الله ببیغض معاویة بن الخطاب الذی قاتل علیاً بن العاص ۔

ایک سُنی کو بغداد کے قاضی کی عدالت میں پیش کیا گیا اس پر یہ الزام تھا کہ وہ مرجیٔی قدری ناصبی رافضی ہے قاضی نے بیان لیا تو اُس نے کہا کہ وہ سخت دشمن ہے حضرت معاویہ بن خطاب کا جو قاتل ہے علی بن عاص کا قاضی نے کہا کہ آپ کے علم بالمقالات پر رشک کیا جائے یا علم الانساب میں مہارت پر رشک کیا جائے ۔

نوٹ :-

ایسے علماء حضرت معاویہ نے کئی تیار کئے تھے اور ان خدمات کا صلہ معاویہ کو اہلِ حدیث وہابی ہی مجے بکتے ہیں ۔

معاویہ کے ادارہ تحقیقات کا ایک اور فارغ التحصیل علامہ

وکان من اعقلھم واکبرھم لحیۃ کم تطنبون فی
علی و معاویہ و فلان و فلان -

ترجمہ :-

مسعودی نے فرمایا ہے کہ میرے ایک دوست نے بتایا کہ ہم
ابوبکر، عمر، علیؑ و معاویہ کے متعلق بحث کرتے تھے۔ اور اہل سنت
آکر سنتے تھے۔ ایک دن اُن میں سے زیادہ عقلمند ایک لمبی
داڑھی والے نے فرمایا کہ ابوبکر، عمر علیؑ اور معاویہ کے متعلق
یہ بحث کب تک جاری رہے گی۔ میں نے عرض کی حضور آپ
کا ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے اُس نے کہا کس کے بارے
میں، میں نے کہا علیؑ کی بابت اُس نے کہا کیا وہ فاطمہ کا باپ
نہیں میں نے کہا فاطمہ کون اُس نے کہا نبی کی زوجہ عائشہ کی بیٹی
معاویہ کی بہن ہے فاطمہ میں نے کہا پھر علی کا قصہ کیا ہوا تو انہوں
نے فرمایا کہ وہ جنگ حنین میں مارا گیا تھا۔

نوٹ :-

دمشق کی تعلیمی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل جن کی دستار بندی بھی
کی جاتی تھی اور اُن کے جلسہ تقسیم اسناد میں بڑے بڑے شیخ الحدیث بلائے
جاتے تھے ایسے کتنی علامہ نکلے ہیں

نبی کے رشتہ داری کے ڈیلو پر معاویہ کا مکمل کنٹرول

فحلفوا لابی العباس السفاح انھم ماعلموا لرسول

اللہ قرابۃ ولا اھل بیت یرثونہ غیر بنی امیۃ۔

ترجمہ :-

عباسیوں کے پہلے بادشاہ کے دربار میں جب بنو امیہ کی فوج
کے افسر اور صوبہ شام کے جاگیردار قید ہو کر آئے تو انہوں نے
حلفیہ بیان دیا کہ ہمیں وارث نبی خلافت کے حقدار نبی کے رشتہ دار
بنی امیہ کے علاوہ اور کوئی معلوم نہیں تھے -

نوٹ :-

یہ معاویہ کے ادارہ تحقیقات اسلامی کی خدمات تھیں جو اُس نے نہایت
ہی دیانت داری سے سرانجام دی ہیں۔

اذان میں اشھد ان محمد الرسول اللہ معاویہ کے دل میں سنگین کی نوک کی طرح چبھتا تھا ،

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب صہ ۴۱/۴ ذکر المامون -
وان اخا ھاشم لیصرخ بہ فی کل یوم خمس مرات
اشھد ان محمد الرسول اللہ فای عمل یبقی مع
ھذا لا ام لک -

ترجمہ :-

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ بیان کرتا ہے کہ میرا باپ معاویہ کا
خاص چمچہ اور مداح تھا ایک دن اُس کے دربار سے آزردہ

ہو کر آیا اور کھانا بھی نہ کھایا۔ میں نے وجہ پوچھی فرمایا۔

یا بنی انی جئت من عند اخبث الناس کہ میں ایک خبیث ترین آدمی کی طرف سے آرہا ہوں پھر صورت حال بتائی کہ میں نے آج خلوت میں معاویہ سے کہا تھا کہ اب تو بوڑھا ہو گیا ہے اور بنو ہاشم کے پاس کوئی چیز نہیں جس سے تجھے ڈر ہو اور وہ اس قدر مظلوم ہیں کہ اب اُن کی حالت قابلِ رحم ہے۔ معاویہ نے مجھے جواب دیا ابو بکر عمر عثمان حکومتیں کر گئے اور ہلاک ہو گئے۔ اور اُن کا ذکر بھی فنا ہو گیا۔ اور تو دیکھتا نہیں کہ اس ہاشمی کے نام کی پانچ مرتبہ آذان میں ہر روز منادی ہوتی ہے تیری ماں مر جائے کون سا عمل ہے ہمارا جو اس طرح باقی رہے گا۔ یہ واقعہ جب مامون کو سنایا گیا تو اُس نے آرڈر جاری کیا کہ منبروں پر معاویہ کو لعنت کی جائے۔

نوٹ ۱ :-

اربابِ انصاف شیعیانِ علیؑ پر معاویہ کے مظالم کی کچھ دردِ داستان ہم نے تاریخ اسلامی سے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔ آپ خود ہی انصاف کریں کہ جس قوم کو تباہ کرنے کی خاطر بنو امیہ کی نام نہاد اسلامی حکومت نے تین طاقتیں استعمال کی ہیں تلوار کی طاقت، دولت کی طاقت، نشر و اشاعت کی طاقت اور پھر بھی وہ قوم دُنیا میں زندہ ہے یہ چیز جنابِ امیرؑ کا معجزہ ہے۔

نوٹ ۲ :-

جس قوم کے امام علیؑ بن ابی طالب کی توہین کی خاطر ہر گاؤں اور دیہات میں منادی کی گئی اور صحابہ کو تنخواہیں اور انعام ملے ٹکے ٹکے کے لوگ فضیلت

شیخین کا اقرار کر کے معاویہ اینڈ سنز کو خوش کرنے کی خاطر علیؑ اور اولادِ علیؑ پر جھوٹ بول کر جاگیروں کے مالک بن گئے۔ اولادِ رسول کی محبت کا دم بھرنے والے ظلم کی شکنجوں میں پِس رہے تھے اور ان غریبوں کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ابو بکر، عمر اور عثمان کے جھوٹے فضائل کا اقرار نہیں کرتے تھے۔

نوٹ ۳ :-

جنابِ امیرؑ کے شیعوں کو جب بنو اُمیہ کے ظلم کی چکی پیس رہی تھی کتنے تو پِس گئے اور جو باقی بچے ان کو اپنی حفاظت کی خاطر بنو امیہ کے گورنروں کی ہاں میں ہاں ملانا پڑی۔ پس اسی مجبوری کی وجہ سے کچھ ایسے اعتقادات جو شیعوں کے نہیں شیعوں کی طرف منسوب ہو گئے۔ اگر ثلاثہ کی کسی فضیلت کا اقرار کسی شیعہ کی طرف منسوب ہو۔ تو اس فردِ خاص کی مجبوری کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور اس جبری اقرار سے مذہب شیعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نوٹ ۴ :-

عقد ام کلثوم کا مفروضہ افسانہ معاویہ کے ادارہ تحقیق اسلامی میں پروان چڑھا ہے۔ اور جناب عمر کی اس جھوٹی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے بنی اُمیہ کے گورنروں نے بینک اسلامی کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر دولت پانی کی طرح بہائی ہے کم سن بچوں کو مدرسوں میں استاد اسی جھوٹی فضیلت کی تعلیم دیتے تھے نادان بچے استاد کا فرمان سمجھ کر اس جھوٹی فضیلت کو دل و دماغ میں جگہ دیتے تھے۔ پھر یہی بچے بڑے علما اور صلحاء بنے۔ بڑی بڑی داڑھیاں رکھیں۔ امام الاحادیث۔ شیخ الاحادیث، مدرسوں کے مہتمم بنے ان خضر صورت بزرگوں کے بچپن میں جو بات ان کو قرآن کی طرح

رہائی گئی تھی اور پھر ماحول بھی سازگار نہ ہوا کہ ان کی تحقیق کرتے اگر کسی نے تحقیق کی خاطر قدم اٹھایا تو اسے قبر میں زندہ دفن کر دیا گیا پس ان بزرگوں نے جنابِ عمر کی وہ جھوٹی فضیلت روزِ جمعہ لوگوں کے سامنے مسجدوں میں منبر پر بیٹھ کر بیان کی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ یہ سچ ہے۔

اولادِ علیؑ کے خلاف علمائے اہلِ سنت کا زہریلا پروپیگنڈا

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ص ۴۶۸/۴ حرف الکاف۔
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۴۶۸/۴ حرف الکاف۔
۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۳۶۰/۷ حرف الکاف۔
۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص ۱۸۲/۶ ذکر ابراہیم بن مہران المروزی
۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۳۸۴/۲ ذکر اولادِ علیؑ۔
۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۴۶۳/۸ ذکر ام کلثوم۔
۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الصواعق المحرقہ ص ۹۴ الآیۃ التاسعۃ آیۃ المباہلہ۔
۸۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۱۶۸ باب الاول ذکر اولادِ رسول اللہ فصل ۸۔
۹۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین ص ۱۲۶ باب ثانی فی فضل اہلِ بیت۔

۱۰۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ باب ۱۱ مؤلف سبط ابن جوزی۔
استیعاب الاصابہ اور اسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

خطبها عمر بن الخطاب الی علی بن ابی طالب فقال له انها صغيرة فقال له عمر زوجنيها يا ابا الحسن ...... فقال له علیؑ انا ابعثها اليك فان رضيتها فقد زوجتكها فبعثها اليه ببرد فقال لها قولی له هذا البرد الذی قلت لك فقالت ذلك لعمر فقال قولی له قد رضيت عنك و وضع يده علی ساقها فكشفها فقالت اتفعل هذا لولا انك امير المومنين لكسرت انفك ثم خرجت حتی جاءت اباها فاخبرته الخبر وقالت بعثتنی الی شيخ سوء فقال يا بنية انه زوجك۔

ترجمہ :۔

عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا جناب نے فرمایا کہ وہ کمسن ہے عمر سے کہا گیا کہ علیؑ نے آپ کو ٹھکرا دیا ہے عمر نے دوبارہ اصرار کیا حضور نے فرمایا میں اُس کو آپ کی طرف بھیجتا ہوں اگر آپ نے اُسے پسند کیا تو تزویج کر دوں گا۔ جناب نے چادر دے کر بچی کو بھیجا اور کہا کہ عمر سے کہنا یہ وہ چادر ہے جو میں نے آپ سے کہی تھی امّ کلثوم نے عمر سے یہی کہا۔ عمر نے کہا باپ سے کہنا کہ میں راضی ہوں عمر نے بچی کی پنڈلی پر ہاتھ رکھا پنڈلی کو کھولا بچی نے کہا تو یہ حرکت کرتا ہے اگر

تو مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو میں تیری ناک توڑ دیتی (اور کتاب اصابہ میں یوں لکھا ہے) کہ میں تیرے منہ پر طمانچہ مارتی پھر چلی آئی اور باپ کے پاس پہنچی اور پورا قصہ سُنایا اور کہا کہ آپ نے مجھ کو ایک بُرے بڈھے کی طرف بھیجا جناب نے فرمایا وہ تیرا شوہر ہے۔

نوٹ ۱:-

ہمارے مخاطب یہودیوں اور سبائیوں کے ستائے ہوئے مولوی محمد صدیق اپنے کتابچہ کے ص ۲۳ میں یوں رقم طراز ہیں کہ قاضی نور اللہ شوستری اس شیعی مجتہد نے کتنے زہریلے الفاظ میں اس نکاح کا ذکر کیا ہے حضرت علیؑ کی رضامندی کو کتنی چالاکی سے معمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عمر فاروق پر بڑا ناروا حملہ کیا اُن پر منافقت کا فتویٰ دیا نقش سبائیت کو مزین کیا فاروق سے نفرت دلائی۔

جواب :-

ہم اہل حدیث کے اس مرواں سے عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ بھی کتابیں اہلِ سنت کی مایۂ ناز ہیں اور نبیؐ کی نواسی کے بارے میں جو زہریلے الفاظ اُن میں تحریر ہیں وہ اربابِ انصاف کے سامنے ہیں۔ کیا ابو بکر و عمر و عثمان کی بیٹیوں کی شادیاں اسی طرح ہوئی تھیں۔ کیا مولوی صدیق کے خاندان کی عورتیں اسی طرح بیاہی جاتی ہیں۔ جو زہریلے ٹیکے اربابِ سقیفہ اور بنی اُمیہ نے امتِ مسلمہ کو لگائے تھے مذکورہ زہریلے الفاظ اُن کا اثر ہیں اگر مولوی صدیق انصاف پسند ہوتا تو عقدِ اُم کلثوم کے مسئلہ پر کتابچہ لکھ کر ہم شیعوں کی غیرتِ مذہبی کو نہ للکارتا اور نہ ہی ہم مجبور ہوتے

کہ تاریخ کے قبرستان سے وہ باتیں نکال کر مسلمانوں کے سامنے پیش کریں جن سے اولادِ فاطمہؑ کا وقار مجروح ہوتا ہے اور مولوی صدیق کے بزرگوں کی بے حیائی اور بے شرمی ثابت ہوتی ہے۔

نوٹ ۲:-

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مناظرِ اعظم مولوی محمد صدیق نے اپنے کتابچہ کے ص ۳۱ تا ص ۳۷ چھ صفحات اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں اور مولوی غلام رسول نارووالی نے بھی اپنے کتابچہ کے ص ۲۰ کو اپنی رُوسیاہی کا ذریعہ بنایا ہے اور دونوں نے اپنی اور اپنے خلیفہ کی رسوائی کی خاطر اس بات کو ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ اُم کلثوم کا سن ۱۷ھ ہجری میں گیارہ، بارہ سال کا تھا پس وہ چونکہ شادی کے قابل تھی پس عمر سے شادی ہو گئی۔

جواب ۱:-

ان دونوں بزرگوں کی مثال یوں ہے کہ

ذھب الحمار لیستفید لنفسہ
قرنا فات ومالہ اذنان

گدھا اپنے لئے سینگ لینے گیا تھا جب واپس آیا تو کان بھی گم کر آیا۔ یہ دونوں بیچارے اس کوشش میں تھے کہ جنابِ عمر کی فضیلت بیان کریں مگر خلیفہ کو اس رسوائی اور بے حیائی کے دلدل میں پھنسایا جس سے رُوحِ یزید پلید بھی شرما رہی ہے۔ اگر اُم کلثوم بارہ سال کی تھی تو اہلِ سنت کے علماء نے جس طرح شادی کا جھوٹا افسانہ بیان کیا ہے کیا اس سے پیغمبرِ اسلام کی توہین نہیں ہے اور معصومہ بی بی کی قدر و منزلت

مجروح نہیں ہوتی ۔ کیا مولوی صدیق اور مولوی نارووالی نے اپنی بہن یا بیٹی کو نکاح سے پہلے ہونے والے بہنوئی یا داماد کی خدمت میں پسندی کی خاطر پیش کیا تھا کیا ان کی بہنوں اور بیٹیوں کی شادی سے پہلے پنڈلیاں ٹٹولی گئی تھیں کیا کوئی غیرت مند باٹھ سال کی جوان بیٹی کو نکاح سے پہلے داماد کی خدمت میں پسندی کی خاطر پیش کرتا ہے ۔

۲ - ارباب انصاف :۔

عقد ام کلثوم کا جھوٹا فسانہ بامر مجبوری تین عدد کتب اہل سنت سے ۔ ہم نے رُوحِ زہرؑا سے معافی مانگ کر پیش کیا ہے ۔ مسلمان بھائیو ! یہ جھوٹا فسانہ معاویہ کی عیاری ہے اور پھر یزیدی ٹولے نے اس ڈھونگ کو نہیں چھوڑا ۔

ناممکن ہے ۔ محال ہے کہ جناب امیرؑ کہ جس کی بیٹیوں نے دُنیا کی مستورات کو شرم وحیا کا درس دیا ہے وہ عمر کے پاس گئی ہوں ۔ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے یہ یزیدی ملاؤں کی ہرزہ سرائی ہے اور جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں اس سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں ہے بلکہ ناموس فاطمہؑ سے مخالفین کے حملوں کا دفاع مقصود ہے ۔

ان عادت العقرب عدنا لها
وكانت النعل لها حاضرة

اگر بچھو دوبارہ پلٹا تو ہم بھی لوٹیں گے اور اس کی خدمت کے لئے جوتا حاضر ہے ۔

مولوی نافع جھنگوی کی جناب عمر کی صفائی کی خاطر بلا اُجرت وکالت

فاروقی وکیل کا پہلا عُذر :۔

موصوف نے اپنی کتاب رحماء بینھم ص۲۲۲/۲ پر ایک روایت تحریر کی ہے کہ جناب امیرؑ جب کنیز خرید کرتے تھے تو اس کی پنڈلی کھول کر دیکھتے تھے اگر عمر نے ایسا کیا ہے تو کیا ہے ۔

جواب :۔

مذکورہ روایت قابلِ تسلیم نہیں ہے کیونکہ اس کی کسی محدث نے تصدیق نہیں فرمائی ۔

نوٹ :۔

مولانا موصوف تُف ہے آپ کے انصاف پر کُجا ایک کنیز جس کے ماں باپ کافر کسی جنگ سے قید ہو کر آئی اور نا معلوم کتنی جگہ فروخت ہوئی اور کُجا ہمارے رسولؐ کی نواسی جس کے ماں باپ کی شان میں آیت تطہیر اُتری ۔ آپ کو خود بخود مذکورہ عذر پیش کرنے سے شرم کرنا چاہیئے تھی کنیز کے احکام شرعیہ خواہ فروخت کے یا شادی کے وہ اور ہیں اور حُرّہ (آزاد) کے احکام اور ہیں ۔ اور آپ نے علم فقہ کی کتابوں میں پڑھے بھی ہوں گے مگر آدمی جب ذھب اللہ بنورھم ہو جائے تو پھر وہ ھم لایشعرون کے زُمرہ میں داخل ہے ۔

فاروقی وکیل کا دُوسرا عذر :۔

مذکورہ قسم کی روایات سے حضرت فاروق اعظم پر طعن کیا جاتا ہے

اور ساتھ ہی حضرت علیؑ اور معصومہ کا وقار مجروح ہو جاتا ہے لوگ باطنی
بُغض و کینہ کا اظہار کرتے ہوئے قبیح عبارات کی شکل میں اُس کو پھیلاتے ہیں

جواب :-

مولانا موصوف آپ نے قرآن میں پڑھا ہے :
لا تلبسون الحق بالباطل ولا تکتمون الحق وانتم
تعلمون -

ترجمہ :-

حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ
تم جانتے بھی ہو -
جنہوں نے قبیح عبارات ذکر کی ہیں اُن خبیثوں کی نشاندہی آپ کیوں
نہیں کرتے اُن کے اظہار سے آپ کیوں شرم کر رہے ہیں :-

کھند تشتھی لزید النکاح
وتفزع من صولۃ الناکح

ترجمہ :-

کنواری زید سے نکاح کرنا تو چاہتی ہے مگر نکاح کے
انجام سے ڈرتی ہے -
فاروقِ اعظم پر طعن کرنے والے اور حضرت علیؑ کے وقار کو مجروح
کرنے والے آپ کے مایۂ ناز مورخ ہیں جنہوں نے بلا چون وچرا یہ
روایات اپنی کتابوں میں درج کی ہیں دوسرے نمبر پر آپ کے وہ
اموی رہنما ہیں جنہوں نے دولت کے زور سے یہ جھوٹی روایات بنوائی
ہیں۔ تیسرے نمبر پر آپ کے مذہب کے وہ غیر متدین راوی ہیں جنہوں

نے یہ جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید عرض کرتے ہیں
و معصومہ کے وقار کو مجروح کرنے کی روایات کے جو بھی ذمہ دار ہیں ہم
بھی اُن پر لعنت کرتے ہیں اور تم بھی اُن پر لعنت کرو۔

فاروقی وکیل کا تیسرا عُذر

یہ ادراج فی الروایۃ ہے پس راویوں کا قصور ہے -

جواب :-

مولانا موصوف آپ کا عُذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے کیونکہ یہ ادراج
ایسا ہے جس کی وجہ سے راوی کی منافقت اور خارجیت اور یزیدیت
ظاہر ہوتی ہے - اور وہ ثقہ نہیں رہتا اور آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۹/۲
پر جو روایت صحیح سمجھ کر درج کی ہے وہ بھی آپ کی منافقت اور خارجیت
پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے
اپنی بیٹی عمر کے پاس بھیجی تھی تاکہ عمر اُسے پسند کرے پس تو اے نافع اگر
انصاف پسند ہوتا تو اس روایت کو لکھنے سے شرم کرتا کیا تیری ماں
یا بہن یا بیٹی کی شادی اسی طرح ہوئی جس طرح تو رسولؐ کی نواسی
کی شادی بیان کرتا ہے -

فاروقی وکیل کا چوتھا عُذر :-

مذکورہ روایات امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں
اور سنداً منقطع اور متناً شاذ ہیں -

جواب :-

امام محمد باقرؑ پر آپ کے مذہب کے راویوں اور علماء نے جھوٹ
کیوں بولا ہے تمہاری صحاح ستہ گواہ ہیں کہ تمہارے راوی امام محمد باقرؑ

سے روایت نہیں کرتے پس مسئلہ مذکورہ میں تمہارے رُوات کی بے
ہے کہ اولادِ علی کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر جب جھوٹ بولتے
اُس کی نسبت بھی اولادِ علیؑ کی طرف دیتے ہیں۔

فاروقی وکیل کا پانچواں مُغذر :-

ہم نے کچھ روایات امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہیں اور
میں بے ادبی کے الفاظ نہیں ہیں اور امام کا کلام اختلافِ روایت
میں جو کلام دیانت کے موافق ہو گا لیا جائے گا۔

جواب ۱ :-

امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف منسوب روایت تمُ نے اہلِ
کتاب سے درج کی ہے اگر اس سے اہلِ تشیع کو الزام دینا مقصود
تو پھر تم فنِ مناظرہ سے ناواقف ہو۔ مخاطب کو اُس کے مذہب کی
سے الزام دیا جاتا ہے۔

۲ - نیز علم اصول سے بھی آپ ناواقف ہیں کیونکہ روایات
اوّل کو آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ سنداً منقطع اور متناً شاذ
پس وہ حجیت سے گر گیئں اور تعادل و تراجیح کے قانون جاری
کی یہاں ضرورت ہی نہ رہی۔ مذکورہ قانون کی ضرورت تو تب
ہے جب متعارض اخبار ہم پایہ ہوں۔

تاریخ خمیس اور ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو :-

عاصم بن عمر بن قتادہ قال خطب عمر

الیٰ علیؑ ابنتہ ام کلثوم وقال علیؑ انہا صغیرۃ
فقال عمر لا واللہ ما ذاک بک ولکن اردت منعی
فان کانت کما تقول فابعثہا الیّ فرجع علیؑ فدعا
ہا فاعطاہا حلّۃ وقال انطلقی بہذا الی امیر
المومنین وقولی لہ یقول لک ابی کیف تری
ہذہ الحلّۃ فاتتہ بہا وقالت لہ ذلک فاخذ
عمر بذراعہا فاجتذبتہا منہ وقالت ارسلہا
فارسلہا وقال حصان کریم انطلقی فقولی
لہ ما احسنہا واجملہا ولیست واللہ کما
قلت فزوجہا ایاہ

ترجمہ :-

عمر نے جناب امیرؑ سے ام کلثوم کا رشتہ مانگا آنجناب نے
فرمایا وہ کمسن ہے عمر نے کہا بخدا یہ بات نہیں آپ میرے ٹھکرانے
کا ارادہ رکھتے ہیں اگر وہ کمسن ہے تو آپ اُس کو میری طرف
بھیجیں آنجناب نے بچی کو بُلا کر ایک حلّہ دیا فرمایا اسے عمر کے
پاس لے جاؤ اور کہنا کہ میرا باپ کہتا ہے یہ چادر کیسی ہے بچی گئی
لے کر عمر کے پاس آئی اور پیغام دیا پس عمر نے بچی کو بازو سے پکڑا
بچی نے بازو کھینچا اور کہا چھوڑ دے عمر نے چھوڑ دیا اور کہا
کہ نیک عورت ہے باپ سے کہنا کہ چادر بہت اچھی ہے جیسے

آپ نے فرمایا تھا ویسے نہیں پس جناب نے عمر کو شادی کر کے
دے دی نیز ان دونوں کتابوں میں یہ عبارت بھی ہے :-
فوضع یدہ علی ساقیھا فکشفھا فقالت اتفعل ھذا
لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ولطمت
عینیک ثم اتت اباھا فاخبرتہ الخبر وقالت
انبعثنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ فانہ زوجک۔

ترجمہ :-

عمر نے بچی کی پنڈلیوں پر ہاتھ رکھا اور اُن کو برہنہ کیا بچی نے
کہا تو یہ (بدمعاشی) کرتا ہے اگر تو مسلمانوں کا حاکم نہ ہوتا تو
میں تیرا ناک توڑ دیتی اور تیرے منہ پر طمانچہ مارتی ۔

نوٹ :- ۱

مذکورہ کتب سے جو عبارت ہم نے مع الترجمہ تحریر کی ہے رسُولِ
پیغمبرؐ سے معافی مانگ کر لکھی ہے جو سادات کرام اہلِ سنّت و
الجماعت ہیں اور یہ کتابیں پڑھنا عبادت سمجھتے ہیں اور عمر صاحب
کو خلیفہ مانتے ہیں ان کی گمراہی کی انتہا ہے مذکورہ عبارتیں پڑھ
کر خلیفہ عمر کے خلاف آواز نہ اٹھانا بلکہ اُس کو اپنا محبوب پیشوا
ماننا یہ اُن کی بے حسی کی انتہا ہے ۔ سُنی سادات تمہاری غیرت کہاں
گئی جو شخص اولادِ رسول کی ہتک کرتا ہے اُس کو پیشوا ماننے
میں کیا مجبوری ہے کیا تمہارا دادا علیؑ اپنی بچیوں کی شادی اسی

طرح کرتا تھا ۔ سادات کرام جاگو حق و باطل میں ۔ سچ اور جھوٹ
میں ، شریف اور بدمعاش میں تمیز کرو یہ عمر صاحب آپ کی
دادی زہراؑ کا گھر جلانے کے لیے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لایا
تھا ۔ یہ عمر صاحب وہ ہے جس نے تمہارے نانا پر مرض الموت
میں ہذیان کا الزام لگایا تھا ۔ یہ عمر صاحب وہی ہیں جن کے متعلق
اہل سنت کے علمانے یہ بکواس لکھ گئے ہیں کہ وہ تمہاری دادی
زہراؑ کی بیٹی ام کلثوم کی پنڈلی برہنہ کر کے دیکھتا تھا ۔ سادات کرام
آپ ہی انصاف کریں کہ یہ خلیفہ تھا یا ۔۔۔۔۔

نوٹ ۲ :-

ہمارے مخاطب سبائیوں اور یہودیوں کے نتائج ہوئے
اہلِ حدیث کے مناظرِ اعظم مولانا محمد صدیق اس بات پر مصر ہیں
اپنے کتابچہ کے صفحہ ۳۶ میں کہ ۱۷ھ ہجری میں امِ کلثوم کی عمر
بارہ برس کی ہوگی اور اس عمر کی لڑکی عرب میں قابلِ تزویج
ہوتی ہے ۔ ہم موصوف کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ نامعلوم
کتنی بوتلوں کے نشہ میں آپ ہرزہ سرائی کرتے ہیں کیا وضع یدہ
علی ساقیھا فکشفھا نیز فاخذ عمر بذراعھا
یہ جملے آپ کی نظر سے نہیں گذرے کیا کوئی غیرت مند نکاح سے
پہلے یہ گوارہ کرتا ہے کہ اُس کا ہونے والا داماد اُس کی لڑکی کو
پسندی کی خاطر اپنے گھر بلائے اور اُس کے بازو سے پکڑے اس

کی پنڈلی برہنہ کرکے اور اس کے ساتھ یہ ہاتھا پائی اور بدتمیزی
کرے جو آپ کے عمر صاحب نے رسول کی نواسی سے کی ہے۔
ذخائر العقبیٰ اور تاریخ خمیس سبائی ہاتھوں سے مزین نہیں کی بلکہ
دیار بکری اور محب طبری نے لکھی ہیں بتاؤ آپ کے یہ دونوں بزرگ
کس سبائی کا نطفہ تھے یہ دونوں اہلِ سنت والجماعت تھے اور
آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم آل اور اصحاب دونوں کے عقیدت مند
ہیں مگر تمہاری کتابیں تمہاری تکذیب کرتی ہیں، تمہاری مثال
سگِ دیوانہ کی ہے جسے نہ اپنے مالک کی تمیز ہوتی ہے اور نہ کسی
غیر کی۔ تم اصحاب کی شان میں بھی عو عو کرتے ہو اور اہلبیت
کی شان میں بھی عو عو کرتے ہو اور ڈھیٹ اتنے ہو کہ اپنے آپ
کو اسلام کا ٹھیکیدار بھی سمجھتے ہو۔

نوٹ ۳ :-

اربابِ انصاف

عقد ام کلثوم والا مفروضہ افسانہ جھوٹا ہے جسے دشمنانِ علیؑ نے آنجناب
کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر یہ ڈفلی بجائی ہے اور پھر مولوی محمد صدیق جیسے
بے انصاف نے اس ڈھولک کو بجایا ہے۔

صواعق محرقہ اور اسعاف الراغبین کی عبارت ملاحظہ ہو

عمر بن الخطاب خطب لنفسه ام كلثوم من ابيها
فاعتل بصغرها فالح عليه عمر ثم صعد المنبر

فقال ايها الناس والله ما حملني على الالحاح على
علي في ابنته الا اني سمعت النبي يقول كل سبب و
نسب وصهر ينقطع يوم القيامة الا نسبي وصهري
فامر بها علي فزينت وبعث بها اليه فلما راها
قام واجلسها في حجره فقبلها ودعا لها فلما
قامت اخذ بساقها وقال لها قولي لابيك قد رضيت
فلما جاءت قال لها ما قال لك فذكرت له جميع
ما فعله وما قاله فانكحها اياه۔

ترجمہ :-

عمر بن خطاب نے ام کلثوم کا اُن کے باپ سے رشتہ مانگا آنجناب
نے کم سنی کا بہانہ کیا عمر نے زیادہ اصرار کیا اور منبر پر عمر نے یہ
خطبہ دیا کہ اس رشتہ کے بارے میں میرا علی کو مجبور کرنے کی
وجہ یہ ہے کہ میں نے نبیؐ سے سُنا تھا کہ قیامت کے دن ہر رشتہ
ٹوٹ جائے گا۔ سوائے میرے رشتے کے پس حضرت علیؑ نے حکم
دیا اور ام کلثوم کو ہار سنگھار کیا گیا اور عمر کے پاس اُسے بھیجا گیا
جب عمر نے اُسے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور اُسے اپنی گود میں بٹھایا
اور چوما اور دُعا دی پس جب بچی نے واپسی کا ارادہ کیا تو عمر نے
اُسے پنڈلی سے پکڑا اور کہا کہ باپ کو یہ پیغام دینا کہ میں راضی
ہوں بچی آئی اور سارا قصہ باپ کو سُنایا پس جناب امیرؑ نے

شادی کر دی ۔

نوٹ ع۱ :

مذکورہ دونوں کتب اہلِ سنت کی عبارت مع الترجمہ ہم نے رُوحِ زہراؑ سے معافی مانگ کر تحریر کی ہے ۔ "نقل کفر کفر نباشد" اگر ملوانے عقدِ ام کلثوم کے جھوٹے فسانے کا طعنہ دے کہ ہمارا جگر چھلنی نہ کرتے اور یہ لمبی داڑھی والے جن کے من میں شیخ فرید اور بغل میں اینٹیں ہیں شیعوں کی مذہبی غیرت کو نہ للکارتے تو ہم بھی تاریخ کے قبرستان سے ایسی باتیں نکال کر جن سے اہلِ سُنت کے خلفاء کی رُسوائی ہے مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی جسارت نہ کرتے ۔ ہمارے مخاطب نے اپنا کتابچہ لکھ کر اپنے مُنہ میاں مٹھو یہ سمجھا کہ ہم نے فاروقِ اعظم کی فضیلت کا منارہ کھڑا کر دیا ہے مگر وہ یہ نہ سمجھ کہ "عاقل خیر من صدیق جاھل ۔ اُنھوں نے ایسا بدترین کام کیا ہے کہ فضیلتِ عمر تو کجا فاروقِ اعظم کی شرافت و انسانیت کو بھی بدنما داغ آ گیا ہے ۔ مذکورہ کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ نواسئی رسولؐ کے ساتھ عمر نے جو برتاؤ کیا ہے یہ کسی شریف انسان کا کام نہیں ہے ۔ ہمارے مخاطب کا نام مولوی صدیق ہے مگر بات وہی ہے آنکھوں اندھے نام چراغ شاہ چہ داند بوزنہ (بندر) لذت ادرک ۔

نوٹ ع۲ :-

مسئلہ عقد ام کلثوم کو اُن ملوانوں نے جن کے منہ میں رام رام بغل میں چھُری شیعوں کے وقار کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ شیعہ اس مسئلہ میں

خوب زِچ ہوتے ہیں ۔ میرے مسلمان بھائیو ۔ بے شک شیعہ اہلِ بیت رسولؐ کے جوتوں کی خاک کے برابر بھی عمرِ فاروق کو نہیں جانتے اور اہلِ سنت بھی رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں پس ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ ناموسِ رسولؐ کا پاس کرے اگر اولادِ رسولؐ کی خلافت کا اقرار اہلِ سنت نہیں کرتے تاہم آلِ رسولؐ کی تعظیم اور احترام تو اُن پر ضروری ہے ۔ علیؑ اور اولادِ علیؑ کو اگر اہلِ سنت خلیفہ نہ مانیں تو آلِ نبیؐ کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا ۔

شعر ۔ نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

اہلِ بیتِ رسولؐ مصحفِ ناطق ہیں اور قرآن را از لوحِ زرچہ زیب ۔

نوٹ ع۳ :-

اہلِ سنت سادات کرام ! آپ ان جھوٹے ملانوں کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں "نیم ملاں خطرۂ ایمان" ۔ یہ لوگ آپ کے دادا حضرت علیؑ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ ناموسِ رسول کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں لکھتے ہیں کہ جن کو یہود و نصاریٰ بھی پڑھ کر شرم سے پانی پانی ہو جاتے ہیں ۔ کیا کسی عیسائی یا یہودی نے مریم یا مادرِ موسیٰ کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں تحریر کی ہیں جو باتیں ناموسِ رسولؐ کے متعلق یہ اسلام کے ٹھیکیدار تحریر کرتے ہیں ۔ یہ ملوانے جو اپنے مُنہ شریعت کے پاسبان بنے ہوئے ہیں ان کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ "اُجڑے پنڈ بھڑولا محل" اُجڑی مسیت امام کا ہڑا ۔

نوٹ ع۴ :-

ایک کتابچہ بنام دامادِ علیؑ مرتبہ منیجر جمعیت محبّین صحابہ حسین آگاہی ملتان ۔

نظر سے گذرا ہے اُس میں صہ ۱۲ پر فروعِ کافی کی ایک روایت پر جرح کے
سلسلہ میں لکھا ہے کہ ایسی لچر اور واہیات باتیں تو کوئی کنجر اور بھڑوا بھی اپنی
بیٹی کے بارے میں استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہو سکتا ہے چہ جائیکہ
کوئی بدفطرت توہین دشمن سبائی خاندانِ نبوت کے بارے میں استعمال کرے۔

جواب ۱ :۔

جس طرح ہانڈی اُبل کر اپنے کندھے جلاتی ہے اسی طرح مذکورہ منچلے نے
شیعوں کو گالیاں دے کر اپنا منہ پلید کیا ہے ارکانِ جمعیت کو جواب میں منوں بلکہ
ٹنوں کے حساب سے گالیاں دی جا سکتی ہیں مگر ارکانِ جمعیت کی خدمت میں
ہم بصد ادب اتنا عرض کریں گے کہ جب کوئی لمبی داڑھی والا خبیث کوئی
پمفلٹ لکھ کر تمہیں دے دیتا ہے تو بغیر کسی پڑھے لکھے عالم کو دکھائے ہوئے
تم اسے شائع کر دیتے ہو اور اس میں خود تمہارے بزرگوں کی رسوائی ہے۔

جواب ۲ :۔

ارکانِ جمعیت جیسی صحابہ مذکورہ سات عدد کتبِ اہلِ سنت گواہ ہیں اور
اُن کے مؤلفین نہ تو کسی یہودی اور نہ ہی کسی سبائی کے کٹلفے تھے بلکہ وہ پکے
اہلِ سنت والجماعت ہیں اور یہ جملے بھی ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

فامر بها عليٌ فزينت واجلسها في حجره فقبّلها۔

کہ جنابِ امیرؑ کے حکم سے بچی کو زینت دی گئی اور اُس بارہ سال کی بچی کو عمر
نے گود میں بٹھا کر چوما۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ارکانِ جمعیت :۔ آپ کی مرضی آپ ان کو کنجر اور بھڑوے کا خطاب

کریں یا بدفطرت، دشمن سبائی ہونے کا تمغہ عطا کریں۔

نوٹ نمبر ۵ :۔

ہمارے مخاطب سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے مولوی صدیق اور غلام رسول
اور دونوں اس بات پر مصر ہیں کہ وقتِ عقد ۱۷ھ میں ام کلثوم بنتِ
علیؑ بارہ برس کی تھی یہ دونوں بے غیرت ہمیں جواب دیں کہ کیا بارہ برس کی بالغ
لڑکی کو بغیر نکاح کے گود میں بٹھانا اور چومنا شریعت میں جائز ہے۔ ہرگز نہیں۔ اجنبی عورت
کے بدن کو مس کرنا حرام ہے پس تمہارے علماء نے اولادِ رسولؐ کی توہین کی خاطر
مذکورہ جھوٹا فسانہ کیوں بنایا ہے اور فاروقِ اعظم کو بدنام کرنے کی خاطر نمک حرامی
کیوں کی ہے جبکہ تمہارے علمانے نہ تو تقیہ باز تھے اور نہ ہی تبرا باز تھے۔ بات
دراصل یہ ہے تم سب اُس بزرگ کی اولاد ہو جس نے اپنے پہلے خطبے میں فرمایا
ان لی شیطانا یعتریني اور آپ کو یہ شیطنت ورثہ میں ملی ہے جس
طرح تمہارے روحانی باپ کے ظلم سے نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ دنیا سے روتی ہوئی
گئی ہے اسی طرح تمہاری شیطنت اور کذب بیانی سے اولادِ رسولؐ کو قبروں
میں بھی چین نہیں ہے وہ جھوٹا فسانہ جو تمہارے بزرگوں نے بنایا ہے کیا ضرورت
تھی کہ آپ اُس پر قلم اُٹھاتے۔ کیا خدمتِ اسلام کا کوئی اور موقعہ نہ تھا۔
خدا گنجے کو ناخن نہ دے آپ بھی مُلّا جی کی طرح اڑھائی حرف پڑھ گئے اور نبیؐ
کی نواسیوں کی توہین کی خاطر کمر کس لی لیکن یاد رہے کہ تم اپنے چھوٹے کتابچوں کے
ذریعے شیعوں کو اُن کے عقائدِ حقہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا (القرآن)

تاریخ بغداد کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

فقام علی فأمر بابنته من فاطمة فزینت ثم بعث بها
الی امیر المؤمنین عمر فلما رآها قام الیها فأخذ
بساقها وقال قولی لأبیك قد رضیت قد رضیت
قد رضیت فلما جاءت الجاریة إلی أبیها قال لها
ما قال لك امیر المومنین قالت دعانی وقبلنی فلما
قمت أخذ بساقی وقال قولی لابیك قد رضیت ۔

ترجمہ :۔

عمر نے جب جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تو جناب امیرؑ نے لڑکی کو مزین کرنے کا حکم دیا پھر اس کو عمر کے پاس بھیجا پس جب لڑکی عمر کے پاس آئی تو عمر کھڑا ہوا اور اُس لڑکی کی پنڈلی کو پکڑا اور کہا کہ باپ سے جا کر کہنا میں راضی ہوں۔ جب لڑکی باپ کے پاس آئی اور باپ نے پوچھا تو لڑکی نے بتایا کہ اس نے مجھے چوما اور میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا کہ باپ سے کہنا کہ میں راضی ہوں ۔

نوٹ

ہماری مجبوری کو خدا بہتر جانتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم نے خدا اور رسولؐ سے معافی مانگ کر ان جگر سوز روایات کو پیش کرنے کی جسارت کی ہے اور نیز ہمارے مخاطب کو بھی معلوم ہو جائے یکسوا لناس واسقه عارية انہی کی شان ہے ہمارے مخاطب نے شیعوں کو توہین اہل بیت کا الزام دیا ہے

اور یہ نہیں سوچا کہ چھاج کو چھلنی کیا طعنہ دے گی جبکہ خود اس میں سیکڑوں چھید ہیں۔ ہمارے مخاطب نے شیعوں کو یہودی اور سبائی ہونے کا الزام دیا ہے اور ہم اتنا عرض کریں گے کہ المرءُ لقیس علی نفسہ ۔ مولوی صدیق کسی سبائی اور یہودی کا نطفہ ہے ۔ پس اس کو تمام دنیا سبائی نظر آتی ہے ۔ موصوف ذرا اپنے مذہب کی تاریخ بغداد ملاحظہ کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ توہین آلِ رسولؐ سُنی کرتے ہیں نہ کہ شیعہ ، مگر سچ ہے کہ

کسے نہ گوید دوغ من ترش است
اپنی لسّی کو کون کھٹا کہتا ہے ۔

الطبقات الکبری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

لما خطب عمر بن الخطاب إلی علی ابنته أم کلثوم قال۔
یا امیر المومنین إنها صبیة فقال انك والله ما بك ذلك
ولکن قد علمنا ما بك فأمر علی بها فصنعت ثم
امر ببرد فطواه وقال ۔ انطلقی بهذا إلی امیر المؤمنین
فقولی ارسلنی ابی یقرئك السلام و یقول إن رضیت
البُرد فامسکه وإن سخطته فردّه ۔ فلما اتت عمر
قال بارك الله فیك و فی ابیك قد رضینا قال فرجعت
إلی ابیها فقالت ما نشر البُرد ولا نظر إلا إلیّ ۔

ترجمہ ملخص :۔

عمر نے جب جناب امیر سے رشتہ مانگا آنجناب نے فرمایا وہ

بچی ہے عمر نے کہا خدا کی قسم وہ کمسن نہیں آپ مجھے ٹال رہے ہیں
جناب امیرؑ نے بچی کو مزیّن کرنے کا حکم دیا اور پھر ایک چادر لپیٹ
کر بچی کو دی اور عمر کی طرف روانہ کیا۔

نوٹ ۱ :۔

"ایک توے کی روٹی خواہ بڑی خواہ چھوٹی" یہ ملا نے ایک ہی مذہب
پیروکار ہیں اور فاروقِ اعظم کی طرفداری کے ٹھیکیدار ہیں۔ ابن سعد نے
طبقات میں وہی ڈفلی بجائی ہے جو سب بجاتے ہیں اور مذکورہ عبارت
بھی آلِ نبی کی توہین ہے کیونکہ جوان بچیوں کی شادی اس طرح نہیں کی جاتی

نوٹ ۲ :۔

"احتشام الدین مراد آبادی کی ہرزہ سرائی"
ملا موصوف نے اپنی کتاب نصیحۃ الشیعہ کی فہرست میں لکھا ہے کہ جناب ا
نے خوشامد میں اپنی لڑکی پیش کی۔

جواب ۱ :۔

"اجل سگ کہ آید بمسجد خواب کند"۔ کتے کی موت آئے تو مسجد میں سو
ہے۔ ملاں کے دین اور ایمان کی موت آئے تو آل رسولؐ کی شان میں بکواس
کرتا ہے۔ اگر تاریخ بغداد والا محقق حافظ ابوبکر اپنی تاریخ میں یہ ذکر
نیز طبقات الکبریٰ والا بھی یہ نہ لکھتا کہ جناب امیر نے بچی کو مزیّن کروا کے
صاحب کے پاس بھیجا تو ملاں مراد آبادی کو جناب امیرؑ کی شان میں گستاخی
موقع نہ ملتا۔

جواب ۲ :۔

البتہ اہلِ سنت کی بخاری شریف کتاب النکاح میں لکھا ہے کہ جناب عمر
نے اپنی بیٹی حفصہ کو جب وہ بیوہ ہوئی تھی تو ابوبکر اور عثمان کو خوشامد کے
طور پر پیش کی تھی اور حضرت کے خلقِ عظیم کی وجہ سے دونوں صاحب انکاری
ہو گئے تھے اور اہل حدیث کے مذہب میں یہ سنت عمر آج تک قائم ہے بخاری
شریف میں پورا ایک باب ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اہلِ خیر کی خدمت میں
اپنی بیٹی خود بخود پیش کرے اور ثبوت میں فعل عمر مذکور ہے۔

"تذکرہ خواص الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔"

ذکرہ جدّی فی کتاب المنتظم انّ علیًا بعثها الی عمر
وان عمر کشف ساقها و لمسها بیدہٖ قلت هذا
اقبح واللّٰه لو کانت امۃً لما فعل بها هذا باجماع
المسلمین لایجوز لمس الاجنبیۃ فکیف ینسب الی
عمر مثل هذا والذی روی لنا انّ علیاً لما قال لعمر
انها صغیرۃ قال ابعث بها الیّ الآخر۔

ترجمہ :۔

سبط ابن جوزی لکھتا ہے کہ میرے دادا نے اپنی کتاب میں
ذکر کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے عمر کی طرف اپنی لڑکی بھیجی تھی اور عمر
نے اس کی پنڈلی برہنہ کر کے ٹٹولی تھی۔ ابن جوزی کہتا ہے۔ یہ
بات خدا کی قسم قبیح ہے اگر وہ کنیز بھی ہوتی تو عمر ایسا نہ کرتا

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اجنبی عورت کے بدن کو چھونا حرام ہے۔ پس اس حرام فعل کی نسبت عمر کی طرف کس طرح جائز ہے اور جو ہم تک روایت پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے جب بچی کی کمسنی کا عذر پیش کیا تو عمر نے کہا کہ اس کو میرے پاس بھیجو۔ جناب امیرؑ نے بچی کو کپڑا دے کر بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ میرا باپ کہتا ہے کہ یہ کپڑا تجھے پسند ہے۔ جب بچی آئی تو عمر گھور گھور کر دیکھتا رہا۔ اور یہ پیغام دے کر لڑکی کو کہا کہ میں راضی ہوں۔ جب بچی واپس آئی تو باپ سے کہا: "یاابت لقد ارسلتنی الی شیخ سوء لقد صوب النظر فیّ حتی کدت اضربہ بالثوب انفہ" کہ باباجان آپ نے مجھ کو ایک خبیث بڈھے کے پاس بھیجا جو مجھے گھورتا رہا اور قریب تھا کہ میں اُس کا ناک توڑ دیتی۔

نوٹ :-

"بکری نے دودھ دیا مینگنیاں ڈال کر" علامہ سبط ابن جوزی نے اپنے خلیفہ کی بے شرمی سے خبردار ہوکر تھوڑا عذر تو پیش کیا مگر "عذر گناہ بدتر از گناہ" علامہ موصوف "فرّ من المطر وقام تحت المیزاب" کے مصداق آگے جو رام کہانی لکھتے ہیں یہ ساری داستان جھوٹی ہے۔ کیونکہ کوئی غیرت مند آدمی اپنی بارہ سالہ لڑکی کو اس طرح نہیں بھیجتا لیس جناب امیرؑ سے دشمنی کی وجہ سے مذکورہ جھوٹا فسانہ تیار کیا گیا ہے اور ان کذابوں سے خدا ہی بدلہ لے گا۔

عبّاسہ کا معاشقہ اور ابنِ خلدون کی قلابازیاں

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب صفحہ ۳۸۴/۳ ذکر ایام ہارون الرشید؟ ہارون عباسی اپنے وزیر جعفر ابن یحیٰی اور اپنی بہن عبّاسہ سے بہت ہی محبت کرتا تھا چونکہ پردہ داری ان کے اجتماع میں رکاوٹ تھی پس ان دونوں کو محفل میں جمع کرنے کی خاطر ہارون نے اپنی بہن عبّاسہ کا نکاح اپنے وزیر جعفر سے کر دیا اور یہ شرط سختی سے لگائی کہ جعفر عبّاسہ کے ساتھ ہمبستری نہ کرے صرف یہ دونوں میری محفل خصوصی میں اکٹھے ہوں۔ عبّاسہ نے جب جعفر کو دیکھا تو اس پر عاشق ہوگئی اور اُس کو اپنے خزانۂ حُسن کی جھنڈی توڑنے کی دعوت دی مگر جعفر نے ہارون کے خوف سے انکار کر دیا۔ پھر عبّاسہ نے جعفر کی ماں کو زنانہ مکاری سے اپنا ہم خیال بنایا اور جعفر کی ماں نے انجام سے غافل ہوکر ایک مکاری کے ذریعے عبّاسہ اور جعفر کو ایک رات اکٹھا کر دیا۔ جعفر شراب کے نشہ میں تھا حقیقت حال سے غافل ہوکر علاقہ ممنوعہ میں داخل ہوگیا۔ جب عبّاسہ کی آرزو پوری ہوگئی تو جعفر کو بتایا کہ کیف رایت حیل بنات الملوک کہ بادشاہوں کی لڑکیوں کے حیلوں کو تو نے کیسے دیکھا۔ وزیر صاحب کو بات سمجھ آتے ہی نشہ ہرن ہوگیا اور ماں سے کہا کہ آپ نے مجھے سستے داموں میں بیچا ہے پھر عبّاسہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہارون کے خوف سے اس بچے کو پرورش کی خاطر مکہ بھیج دیا گیا پھر زبیدہ (زوجۂ ہارون) کی شکایت سے راز کھل گیا۔

اور خاندانِ برامکہ کی تباہی کا حسبِ ظاہر مذکورہ واقعہ سبب بنا۔

نوٹ ۱ :-

جیسا کہ کنز مکتوم میں ہے کہ ابنِ خلدون اس حکایت کے بعد لکھتا ہے
ہیہات ہیہات۔ عباسہ بیٹی ہے چار پشتوں کے بعد عبداللہ بن عباس
کی اور نیز ایک خلیفہ کی بیٹی ہے اور ایک خلیفہ کی بہن ہے! اور رسولؐ کے چچا کی
پوتی ہے اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جعفر کے عشق میں مبتلا ہو کر مکاری سے
اس کے وصال کا جام پیئے کیونکہ عباسہ کے گھر اگر عفت و عصمت نہ ملے تو پھر طہارت
کا ٹھکانا کہیں نہ ملے گا اور نیز ہارون کی شان سے دور ہے کہ اپنے خاندان کے
آزاد کردہ غلام اور وہ بھی عجمی اُس کے بیٹے سے اپنی بہن کا نکاح کرے پس
قصۂ نکاح اور داستانِ عاشقہ غلط ہے۔

نوٹ ۲ :-

ہم نے مذکورہ قصہ اہل سنت کی کتاب سے پیش کیا ہے اور کتاب یا
اُس کی سند پر جرح کئے بغیر ابن خلدون نے صرف اس لئے ٹھکرایا ہے کہ اس
درباری مؤلف کے محبوب خلفاء کا وقار مجروح ہوتا تھا۔

نوٹ ۳ :-

واهيبتا على الاسلام

ارباب انصاف :-

ایک ظالم شرابی خلیفہ کی بہن کی خاطر تو ایک سُنّی مؤرخ کی رگِ غیرت تڑپی
ہے اور بغیر کسی ثبوت کے ایک تاریخی واقعہ کو ٹھکرا دیا حالانکہ خلفائے بنو عباس

خلفائے حق نہیں تھے اور اُن سے عقیدت و محبت رکھنا شرعاً واجب نہیں ہے
اور واقعۂ مذکورہ کو تسلیم کرنے میں شرعاً بھی کوئی قباحت نہیں ہے لیکن افسوس
صد افسوس سُنّی مسلمانو اور ملّاؤ تمہارے مذہب کی دس عدد کتب کی عبارت
ہم نے پیش کی ہے جس میں ہمارے رسولؐ کی اس نواسی کی توہین ہے جو صرف
ایک پشت کے بعد رسول اللہؐ کی بیٹی ہے اور حُبّ الشئ یعمی ویصم علمائے
اہلِ سنت فاروقِ اعظم کی محبت میں ایسے اندھے ہیں کہ ان کو ناموسِ رسولؐ
کا پاس بھی نہیں ہے ورنہ جس ابنِ خلدون نے بنو عباس کی طرفداری کرتے
ہوئے واقعۂ عباسہ کی تردید کی ہے۔ اسی طرح اگر ان اہلِ سنت ملّاؤں کے
دل میں آلِ رسول کی ذرا بھر بھی عقیدت ہوتی تو روایاتِ مذکورہ کی تردید
کرتے کیونکہ بنو علیؑ اور بنو فاطمہؑ جیسا کہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۲۳ پر مذکور ہے۔ بنو عباس
اور دیگر اصحاب کی اولاد سے افضل ہیں۔ عباسہ چار پشتوں کے بعد ایک صحابی کی بیٹی
ہے اور ام کلثوم صرف ایک پشت کے بعد رسول اللہؐ کی بیٹی ہے پس عباسہ کی خاطر
ابنِ خلدون کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنا اور رسولؐ کی بیٹی کی خاطر دس علمائے اہلِ سنت
کے کانوں پر جوں تک نہ رینگنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لمبے داڑھے والے
ملّانے پکے دشمن اہل بیت ہیں۔

اهلِ سُنّت سادات! خدارا کچھ تو انصاف کرو اگر ناموسِ نبیؐ کی
خاطر تمہارے ملّانے آواز نہیں اُٹھاتے تو تمہارا فرض ہے کہ باپ دادا کی عزت
کی خاطر فاروقِ اعظم اور اُس کے چمچوں کے خلاف آواز اُٹھاؤ اور اگر ملّاؤں کی
رائے سے آپ کو مکمل اتفاق ہے تو پھر آپ اپنے نسبوں کی دوبارہ تحقیق کریں

کیونکہ جسے ماں بہن کی عزت کا احساس نہ ہو وہ اُس خاندان سے نہیں ہو سکتا۔
ہم شیعوں کا عقیدہ یہ ہے عقدِ ام کلثوم والا مفروضہ افسانہ بالکل غلط ہے نہ ہی نکاح ہوا اور نہ ہی ملاقاتوں کی دوسری بکواس صحیح ہے خاندانِ رسالت کی غیرت ہرگز یہ باور نہیں کرتی کہ اُن کے گھر کی کوئی شہزادی کسی شیخ سو بُڈھے خبیث کے پاس گئی ہو تاکہ وہ اُسے شادی کی خاطر پسند کرے اور وہ خبیث بُڈھا اُس کے ساتھ بیہودگی سے پیش آ رہا ہو اور اگر تسلی نہیں ہوئی تو آئیے مباہلہ کرتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

نکاحِ اُمِ کلثوم کی مفروضہ داستان شیعوں کے نزدیک غلط ہے

بیانیہ :

شاہ عبدالعزیز سُنی نے اپنی کتاب تحفہ باب چھ صہ ۱۶۲ھ۔ لاہور۔ نیز تحفہ کید، ۳۰ میں لکھا ہے۔ اگر روایت کے الفاظ رکیک ہوں۔ تو یہ اُس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ مذکورہ دس عدد کتب اہل سنت کی روایات کے الفاظ چونکہ رکیک ہیں۔ اور ناموسِ رسولؐ کی توہین پر مشتمل ہیں۔ پس وہ جھوٹی ہیں۔

فاروقی وکلاء ابن حجر مکی اور شیخ صبان کا ایک بیمار عذر

ثبوت ملاحظہ ہو :۔ ۱

اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ آیت تاسعہ میاہلہ صہ ۹۴

۲ ، اہل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین باب ۲ ۔ صہ ۱۲۹

دونوں کتب کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

وتقبیلہ وضمہ لہا علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حد تشتہی حتی یحرم ذلک ولو لا صغرہا لما بعث بہا ابوہا۔

ترجمہ :۔

جناب عمر کا ام کلثوم کو چومنا اور چھاتی سے لگانا عزت کی رُو سے تھا کیونکہ وہ اپنی کم سنی کی وجہ سے اُس حد کو نہیں پہنچی تھی کہ جس کے بعد مذکورہ باتیں بغیر نکاح کے عورت کے ساتھ حرام ہوتی ہیں۔

نوٹ :۔

مذکورہ عذر جتنا خوش نما ہے اتنا ہی اہل سنت کے لیے نقصان دہ بھی ہے اور سب سے زیادہ نقصان اس کا اہل سنت کے مردان مولوی محمد صدیق کو ہے۔ کیونکہ علامہ موصوف اس بات پر مصر ہیں کہ ام کلثوم بنتِ علی سترہ ہجری میں بارہ سال کی تھی اور یہ دونوں ابن حجر اور شیخ صبان کہتے ہیں کہ وہ کم سن تھی شادی کے قابل نہ تھی۔ اربابِ انصاف خود ہی فیصلہ کریں کہ ان تینوں میں سے کون جھوٹا ہے۔ نیز۔ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ ام کلثوم جو کم سن تھی عمر نے اُس کو گود میں بٹھایا۔ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ (بقول اہل سنت) سترہ ہجری میں پانچ سال کی تھی۔ الخبر متی وجد لہ محمل صحیح لا یرد جب کسی روایت کا مصداق صحیح موجود ہو تو خبر کو نہ ٹھکرایا جائے۔

اہلِ سُنت کے مردان مولوی محمد صدیق کی ایک اور غلط تحقیق

اعلیٰ حضرت اپنے کتابچہ صہ ۳۵ پر فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے جب بی بی عائشہ سے نکاح کیا تو اُن کی عمر سات سال کی تھی۔ اور جب آپؐ اُن کو گھر لائے تو اُن کی عمر ۹ سال تھی۔ ہمارے نزدیک مذکورہ تحقیق جھوٹ کا پلندہ ہے اور ہم اس کا بیان آنے والی سطور میں کرتے ہیں۔

بی بی عائشہ کی عمر وقتِ ہجرت اور شادی سترہ سال تھی

بیانہ :-
اسماء بنت ابی بکر وقتِ ہجرت ۲۷ برس کی تھی ۔
ثبوت ملاحظہ ہو
۱ اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ ص ۲۲۵
۲ اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۷ ص ۹ ذکر
اسماء بنت ابی بکر ۔

دونوں کتابوں کی عبارت ملاحظہ ہو :-

قال ابو نعیم الاصفهانی ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرین سنة ۔

ترجمہ :-

اسماء بنت ابی بکر ہجرت سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئی ہے ۔ نیز اصابہ ص ۲۲۵ میں لکھا ہے کہ یہ لمبے قد کی تھی سو برس کی عمر پائی ہے اور آخر عمر تک اس کے دانت نہیں گرے تھے ۔ البتہ اندھی ہو گئی تھی اور نیز اسد الغابہ ص ۱۰ میں لکھا ہے کہ اس نے سو سال کی عمر پائی ہے اور یہ زوجہ تھی زبیر ابن العوام کی ایک مرتبہ زبیر کو ان کے بیٹے عبد اللہ نے کہا کہ میرے جیسے بہادر کو یہ گوارا نہیں کہ اس کی ماں سے ہم بستری کی جائے ۔ پس زبیر نے اس کی ماں اسماء کو طلاق دے دی ۔ اور الاستیعاب ص ۲۲۹ جلد ۴ میں لکھا ہے کہ جمادی الاول ۷۳ ہجری میں اسماء نے وفات پائی ہے ۔

نوٹ ۱ :-

دو باتیں محفوظ رکھیں ۱ اسماء وقت ہجرت ۲۷ برس کی تھی ۔ اور سو برس کی عمر میں ۷۳ ہجری میں وفات پائی ہے ۔
۲ :- عبد اللہ بن زبیر ابوبکر کا نواسہ کاش یہ مذکورہ غیرت اپنی خالہ عائشہ کے بارے میں بھی کرتا ۔ اور محترمہ کو نبی کریم سے طلاق دلوا دیتا تاکہ اسلام میں زیادہ اختلافات پیدا نہ ہوتے ۔

اسماء بنتِ ابی بکر بی بی عائشہ سے دس برس بڑی تھی

ثبوت ملاحظہ ہو :-
اہل سنت کی معتبر کتاب اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ولی الدین ص ۳ ۔

وهی اکبر من اختها عائشه بعشر سنین وماتت بعد قتل ابنها بعشرة ایام ۔ ولها مائة سنة وذلك سنة ثلاثه وسبعین بمکة ۔

ترجمہ :-

اسماء ابوبکر کی بیٹی اپنی بہن عائشہ سے دس سال بڑی تھی اور اپنے بیٹے (عبد اللہ) کے قتل کے دس دن بعد سو سال کی عمر میں وفات پائی تھی اور اُن کی وفات مکہ میں ۷۳ ہجری میں ہوئی ہے ۔

نوٹ :-

اگر ۷۳ ہجری میں اسماء سو سال کی تھی تو وقتِ ہجرت وہ یقیناً ۲۷ سال کی تھی اور اسماء دس برس عائشہ سے بڑی ہے ۔ پس وقتِ ہجرت عائشہ ۱۷ سال کی تھی ۔

بی بی عائشہ نبی اکرم سے شادی کے وقت مطلقہ تھی

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہل سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ ص ۵۹ ط بیروت۔

قال خطب رسولؐ اللہ عائشۃ الی ابی بکر فقال یا رسول اللہ انی کُنت اعطیتھا مطعماً لابنہ جبیر فدعنی حتیٰ اسلھا منھم فاستسلھا منھم فطلقھا فتزوجھا رسولؐ اللہ۔

ترجمہ :-

نبیؐ کریم نے ابوبکر سے عائشہ کا رشتہ مانگا۔ ابوبکر نے عرض کی کہ میں یہ رشتہ مطعم کو اُس کے بیٹے جبیر کی خاطر دے چکا ہوں۔ پس آپ مجھے مہلت دیں تاکہ میں اسے اُن سے واپس لوں پس ابوبکر نے مذکورہ رشتہ واپس لیا۔ اور انہوں نے بی بی عائشہ کو طلاق دے دی۔ اور پھر نبیؐ کریم نے اُس سے شادی کی۔

نوٹ :-

ہمارے مذکورہ حوالہ جات سے ہمارے مخاطب سپاہیوں کے ہاتھ کے شائع ہوئے مولوی محمد صدیق کی ساری تحقیق باطل ہو گئی۔ کہ کم سن لڑکی سے اگر نبی کا رشتہ ہو سکتا ہے۔ تو عمر فاروق کا رشتہ بھی کم سن لڑکی سے ہو سکتا ہے اور اہل حدیث کا یہ محقق شیعوں کو یہودی اور سبائی لکھتا ہے اور ہم اس مناظرِ اعظم کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اہلِ حدیث میں اسی طرح محقق ہیں جیسے خرس (ریچھ) در کوہ بو علی سینا۔

تنبیہ

اگر اہلِ سنت یہ عقیدہ رکھیں کہ نبیؐ کی نواسی ام کلثوم عمر فاروق کے

نکاح میں آئی تھی تو اُن پر ۱۶ عدد اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ نکاح جن روایات کے ذریعہ اہل سنت نے بیان کیا ہے اُن سے توہینِ اہل بیت ہتک ناموسِ رسولؐ شریعت کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ ہم ان ۱۶ خرابیوں اور اعتراضات کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں اور جملہ اہل اسلام کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض :-

اُمّ کلثوم کے خانوادہ کا شرف اور قیامت میں عظمتِ زہرؑا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۵۵ باب مناقب طبع حیدرآباد۔

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۷ ص ۲۲۵ ط بیروت ذکر فاطمہ بنتِ رسولؐ۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۸ ص ۱۴۱ ط بیروت۔

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص ۱۱۳ المقصد الخامس الفصل الثالث۔

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین ص ۱۷۱ باب مناقب فاطمہؑ۔

۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب نور الابصار ص ۴۵ ذکر اولادِ نبیؐ۔

۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۴۲ باب مناقب فاطمہ بنتِ رسولؐ۔

۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۱۹۹ باب ۵۶۔

اسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ منادمن وراء الحجاب یا اھل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد حتیٰ تمر۔

ترجمہ:۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی غیب سے آواز دے گا کہ اے اہلِ محشر آنکھیں بند کرو تاکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ گزر جائے

نوٹ:۔

یہ حدیث سیدہ زہراؑ کے شرف کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور نیز ماکان ابوکِ امراء سوء وما کانت امک بغیا۔

کہ اے مریم تیرے ماں باپ بُرے نہ تھے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کا خون اور ماں کا دودھ اور اُن کی تربیت اولاد میں مؤثر ہے۔ پس ام کلثوم بنتِ علیؑ جن کے خون میں جنابِ علیؑ و زہراؑ کے خون کی تاثیر تھی۔ ناممکن ہے کہ ۱۲ برس کے سن میں بغیر نکاح کے عمر کے پاس گئی ہوں۔ وہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس خاندان کی عورتیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے۔ نبیوں کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرتی تھیں اور بخاری شریف گواہ ہے کہ اپنے شوہر سے مل کر حبشیوں کا ناچ دیکھتی تھیں پس جو ام کلثوم عمر کے پاس گئی تھی اور عمر اُسے گھورتا رہا اور گود میں بٹھایا بوسہ لیا وہ بنتِ ابی بکر ہے۔ کیونکہ الخبر متی وجدلہ محمل صحیح لا یرد کہ جب روایت کا صحیح فرد مل جائے تو اُس روایت کو رَد نہ کیا جائے مذکورہ امور کی نواسیٔ نبیؐ کی طرف نسبت دینا بے شرمی ہے اور کوئی باعزت انسان مذکورہ

باتیں جس طرح اپنی بیٹی کے لئے گوارا نہیں کرتا اُسی طرح ان باتوں کو خاندانِ رسالت کی اُن شہزادیوں کے لئے گوارا نہ کرے گا جنہوں نے دُنیا کی عورتوں کو پردہ داری کے درس دیئے ہیں پس ناممکن ہے کہ فاطمہ زہراؑ کا دودھ پینے والی بچی بارہ سال کی عمر میں بغیر نکاح کے عمر کے پاس گئی ہو۔ اہل سنت دوستوں پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ آلِ رسول کا کوئی جرم تو بتاؤ کہ جس کے بدلے میں آپ اُن کی مستورات کی طرف ایسی باتوں کی نسبت دیتے ہیں کہ جنہیں غیر مسلم پڑھ کر اگر اعتراض کریں تو مسلمان شرم سے زمین میں گڑ جائیں مولانا صدیق نے شیعوں کو سبائی ہونے کا الزام دیا ہے حالانکہ اُن کے مذہب کی دس عدد کتب گواہ ہیں کہ اعلیٰ حضرت خود یہودیوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ یہودیوں نے جنابِ عیسیٰؑ کا کلمہ نہیں پڑھا اور ان کی والدہ ماجدہ جناب مریمؑ کی توہین کرتے ہیں اور مولوی صدیق جناب محمدؐ مصطفےٰ کا کلمہ پڑھتے ہوئے اُن کی نواسی کی توہین کرتا ہے۔

نتیجۂ بحث

مذکورہ دس عدد کتبِ اہل سنت کا انداز بتلا رہا ہے کہ جنابِ عمر کا رشتہ ام کلثوم بنتِ ابوبکر سے ہوا تھا اور اگر اہل سنت بجائے اُس کے بنتِ علی مراد لیں تو اُن کا ایمان خطرے میں ہے اگر ایمان بچانا ہے تو یارِ غار ابوبکر کی بیٹی مراد لیں۔

دُوسرا اعتراض:۔

علمائے اہلِ سنت نے روحِ زہراؑ کو اذیت پہنچائی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۹-۲۱ باب مناقب فاطمہؑ

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ باب فضائل فاطمہؑ۔

۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۳۶۶ ذکر بنتِ رسولؐ ۔

بخاری اور مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو :-

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی (بخاری)

انما فاطمة بضعة منی یؤذینی ما اذاها (مسلم)

ترجمہ :-

فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے - جس نے اُسے غضب ناک کیا اُس نے مجھے غضب ناک کیا جو چیز فاطمہ کو اذیت دیتی ہے وہ چیز مجھے بھی اذیت دیتی ہے -

نوٹ :-

جناب ابوبکر عمر عثمان کی بیٹیوں کے بارے میں ملوانے بڑے غیرت مند ہیں بلکہ تمام اصحاب جن میں کچھ تو یقیناً غیر مومن تھے اور تمام بنو امیہ اور بنو عباس جن میں زیادہ تر بدکردار تھے - اہلِ حدیث دوستوں نے ان کی تحفظِ ناموس کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور ان کے دلوں میں آلِ رسول کی دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ہم ان سے بعد ادب عرض کرتے ہیں کہ ان کی مایہ ناز بخاری شریف میں لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے اُسے اذیت دینا مجھے اذیت دینا ہے پس نبیؐ کی نواسی کی طرف یہ نسبت دینا کہ وہ بارہ سال کی عمر میں بغیر نکاح کے عمر کے پاس گئی یہ انتہا درجہ کی بے حیائی ہے اور جس غیرت مند ماں کی بیٹی کی طرف یہ چیز منسوب ہو گی یقیناً اُس ماں کو اذیت ہو گی پس مولوی صدیق نے جنابِ زہراؑ اور رسول اللہؐ کو اذیت پہنچائی ہے کیا مولوی صدیق

یا احسان الٰہی ظہیر یا غلام رسول یا کرم دین یا محمد نافع یا عبد الستار یا عبد العزیز کی ماں، بہن اور بیٹی کی شادی اسی طرح ہوئی تھی کیا ہونے والے داماد کے گھر بغیر نکاح کے پنڈی کی خاطر ان کی بیٹیاں جاتی ہیں ! جو بات ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے اُسے خاندانِ رسالت کی اُن بیبیوں کی طرف نسبت دینا جنہوں نے دنیا کی عورتوں کو شرم و حیا کا طریقہ تعلیم کیا یقیناً بے انصافی ہے - مولوی صدیق نے شیعوں کو الزام دیا ہے کہ وہ سبائی ہیں اور خود اعلیٰ حضرت ایسے ہیں کہ اسرائیل کے یہودیوں میں بھی اُن کی مثال نہیں مل سکتی -

نتیجۂ بحث

مذکورہ کتبِ اہلِ سنت کا اندازِ تحریر بتا رہا ہے کہ وہ ام کلثوم یارِ غار کی بیٹی تھی کیونکہ جنابِ ابوبکر کے خانوادہ کی عورتوں کا جنابِ عمر کے گھر میں آنا جانا تھا - جنابِ فاطمہؑ پر تو جنابِ عمرؓ نے ظلم کیا تھا اُن کا بچہ شہید کیا تھا اُن کا باغ فدک غصب کیا اور آگ لا کر اُن کا گھر جلانے کی کوشش کی انہیں حالات کی وجہ سے فاطمہؑ زہرا ہر نماز کے بعد جنابِ عمر کو بددعا کرتی تھیں پس ناممکن ہے - محال ہے - کہ جناب فاطمہؑ کی کسی بیٹی کا رشتہ جنابِ عمر سے ہوا ہو یہ بات فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی شخص اپنے دشمن کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے

تیسرا اعتراض

جناب عمر نے اذیت و حق تلفی رسول کا ارادہ کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۷ ذکر ازواجِ عمر -

لکنها حدثة نشئت فی لین و رفیق و فیك غلظة و نحن نهابك فکیف ان خالفتك فی شیء فسطوت بها کنت قد خلفت ابابکر فی ولده لغیر ما یحق علیك -

ترجمہ :-

(عمرو بن عاص نے جناب عمر سے کہا) کہ ام کلثوم بنت ابی بکر کمسن ہے اور ناز و نعم میں پلی ہے - اور تجھ میں بد خلقی ہے ہم بھی تجھ سے ڈرتے ہیں - پس اگر بچی نے تیری مخالفت کی کسی بات میں اور تو اُس پر ناراض ہوا تو تُو نے ابوبکر کی اولاد کے بارے میں ابوبکر کی حق تلفی کی ۔

نوٹ :-

عمرو بن عاص نے ابوبکر کی ہمدردی کی اور جناب عمر کو اُن کی بد خلقی کے باعث مذکورہ رشتے سے روکا تاکہ روح ابوبکر کو اذیت نہ پہنچے اور فاروقِ اعظم بھی اپنی بدمزاجی کو تسلیم کرتے ہوئے ابوبکر کی بیٹی لینے سے باز آ گئے ۔ اگر عمرو بن عاص کے دل میں عظمت رسول اللہ کا ذرا بھر بھی خیال ہوتا تو اُس پر فرض تھا کہ فاروقِ اعظم کو نواسی رسولؐ کا رشتہ لینے سے بھی منع کرتے مگر تاریخ کامل گواہ ہے کہ اس مکار نے فاروقِ اعظم کو بہکایا اور اکسایا اور جناب عمر نے بھی اس چیز کا خیال نہ کیا کہ جب میں حقوق ابوبکر کی حفاظت نہیں کر سکتا تو حقوق رسول اللہ کی حفاظت کیسے کروں گا ۔ ابوبکر کی خاطر تاکہ اُس کو اذیت نہ ہو یارِ غار کی لڑکی سے بقول اہل سنت منگنی توڑ دینا اور نواسی رسولؐ کی خاطر بقول اہلسنت اُن کے باپ کو مجبور کرنا اور جناب امیرؑ کے کسی عذر کو قبول نہ کرنا اور اس بات پر اصرار کہ لڑکی میرے گھر بھیجیں تاکہ میں پسند کروں یہ سب باتیں روشن ثبوت ہیں اس بات کا کہ عزت مآب فاروقِ اعظم نے جان بوجھ کر اذیتِ رسول اللہ کا ارادہ کیا ہے اور پاک پیغمبر کے حقوق کو پامال کرنے کا قصد کیا ہے ۔

نوٹ :-

مذکورہ جرح اہلِ سُنت کی کتاب کامل ابنِ اثیر کی عبارت پر ہے کہ جناب عمر کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے جو پکھنڈ اہلِ سنت دوستوں نے بنایا ہے وہ فضیلت خود اہلِ سنت کے الفاظ میں جنابِ عمر کے لئے مذمت بن جاتی ہے اور ہم شیعوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خاندانِ رسالت کی کسی بی بی سے جناب عمر کی دامادی کا فسانہ بالکل جھوٹا ہے بات صرف اتنی ہی ہے کہ یارِ غار ابوبکر کی ایک بیٹی ام کلثوم نامی تھی اور جنابِ عمر نے اُسے بغیر نکاح کے گھر بلایا گود میں بٹھایا بوسے لئے - پیار دیا اور تحفظ ناموسِ صحابہ کے ٹھیکہ دار مولوی صدیقؔ نے مذکورہ گندگی کی نسبت ایک پاک بی بی امّ کلثوم بنتِ علیؑ کی طرف دے دی اور پھر ہم شیعوں کو چیلنج کر دیا کہ میرے رسالہ عقدِ ام کلثوم کا جواب تمہارے سر ایک واجب الاداء قرض ہے ہم نے سوچا کہ یہ مولوی ، محمد صدیق نجیندی کچھ وچ چھری تے ناں غریب داس ہے " ہم شیعوں کی خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھ رہا ہے پس ہم مجبور ہو گئے کہ ناموسِ رسولؐ سے اس اہل حدیث مولانا کے اعتراضات کا دفاع کریں ۔

چوتھا اعتراض :-

اہل سنت کے عقیدہ میں نبی کی بیٹی کو سوکن کے ساتھ جمع
کرنے میں نبی ناراض ہوتے ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۸۳/۴ " کتاب الجہاد باب ، ذکر من درع النبی " ۔

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۲۳/۵ کتاب المناقب باب

"مناقب سعد بن ابی وقاص"

۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۳۷ کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ ۔

ملخص عبارت :-

فقالت یزعمون انک لا تغضب لبناتک و ھذا علی ناکح "بخاری صفحہ ۳۷" فلا آذن ثم لا آذن الا ان یطلق ابنتی "بخاری صفحہ ۳۷" ان فاطمۃ منی وانا اتخوف ان تفتتن فی دینھا "بخاری صفحہ ۳۷"

حاصل مراد :-

دشمنان جناب امیرؑ نے آنجنابؑ کے عزت و وقار کو مجروح کرنے کی خاطر کچھ جھوٹے فسانے بنائے ہیں۔

۱ - جناب امیرؑ کی لڑکی کا عمر سے نکاح ہوا تھا۔

۲ - جناب امیرؑ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا چونکہ آنجناب رسول اللہؐ کے داماد تھے پس نبیؐ کی بیٹی نے بابا سے شکایت کی کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی دھڑے بازی نہیں کرتے پس نبیؐ کھڑے ہو گئے خطبہ دیا کہ میں علیؑ کو دوسری شادی کی اجازت ہرگز نہیں دوں گا تا وقتیکہ وہ میری بیٹی کو طلاق نہ دے۔ فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے کسی آزمائش میں نہ پڑ جائے۔

نوٹ :-

ہم نے اس دوسری جھوٹی کہانی پر اپنی کتاب جاگیر فدک میں مفصل بحث کی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہاں اتنی گذارش کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے جب نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ ایک سوکن کو جمع کرنا چاہا تو نبیؐ کریم بقول اہل سنت ناراض ہوتے اور طلاق کا مطالبہ کیا اگر یہ کہانی اہلِ سنت کے عقیدہ میں صحیح ہے تو جناب امیرؑ کی لڑکی کا نکاح جناب عمر سے ہونا بالکل جھوٹ ہے کیونکہ فاروقِ اعظم کی ایک بیوی عاتکہ بنت عمرو بن نفیل سترہ ہجری میں موجود تھی۔ کتاب اسعاف الراغبین صفحہ ۱۱۷ ملاحظہ کریں اور ام کلثوم بنت فاطمہؑ بھی نبیؐ کی بیٹی ہے اور نبیؐ کی بیٹی کو سوکن کے ساتھ جمع کرنے سے بقول اہلِ سنت بخاری گواہ ہے کہ نبیؐ کریم ناراض ہوتے ہیں اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ فاروقِ اعظم نے نبیؐ کو ناراض نہیں کیا اور اگر مذکورہ قصہ کہ بنتِ فاطمہؑ سے عمر کا نکاح ہوا ہے صحیح ہے تو عمر فاروق نے بنتِ فاطمہؑ کو سوکن کے ساتھ جمع کر کے نبیؐ کریم کو ناراض کیا ہے پس جس فعل سے نبی ناراض ہو وہ فعل فاروق اعظم کیلئے باعثِ مذمت ہے نہ کہ باعثِ فضیلت ہے۔

ہماری مذکورہ جرح اعتراضِ چہارم کے ذیل میں بخاری شریف کی حدیثوں پر ہے کہ جنابِ عمر کی فضیلت بخاری شریف کی روشنی میں بجائے فضیلت کے مذمت ہے اور نیز قانونِ عدل کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے کیونکہ یہ کیا عدل ہوا کہ جناب امیرؑ اگر نبیؐ کی بیٹی پر سوکن لائیں تو نبیؐ ناراض ہوں اور اگر یہ فعل جنابِ عمر کریں تو نبیؐ ناراض نہ ہوں وہی بات ہوئی کہ "چوراں دے کپڑے تے ڈانگاں دے گز" شریعت نہ رہی موم

کی ناک ہو گئی جس کا جدھر دل آیا پھیر لی۔ مولانا صدیق کی تحقیق کو جو سرمایۂ ہدایت سمجھے گا اُس کا وہی حشر ہو گا کہ مَن کان دلیلہ الغراب رضی بمنزل الخراب۔

نتیجہ :-

دس عدد کتب گواہ ہیں کہ جو ڈھکوسلا نکاحِ عمر والا اہلِ سنت نے تیار کیا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ خاندانِ رسالت کی معظمہ بی بی فاطمہ زہرا سے جو سلوک جنابِ عمر نے کیا تھا اُس کی وجہ سے خاندانِ نبوت کا کوئی فرد جنابِ عمر کا مُنہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا البتہ جنابِ ابوبکر کی ایک بیٹی امِ کلثوم نامی تھی اور جنابِ عمر نے بی بی عائشہ کو سالی اور جنابِ ابوبکر کو سوہرا بنانے کی خاطر اُس ام کلثوم دختِ ابی بکر سے شادی کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ اور کامیاب بھی ہو گئے تھے۔

پانچواں اعتراض :-

اہلِ سنت کے عقیدہ میں جنابِ عمر بنتِ فاطمہ کا کفو نہیں ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب نور الابصار صفحہ ۲۳ النوع الثامن نیز صفحہ ۱۱۸

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعقِ محرقہ آیۃ التاسعہ صفحہ ۹۵ نیز صفحہ ۱۴۱ بابِ خصوصیاتہم۔

صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو :-

ومن خصوصیاتہ یطلق علیہ انہ اب لہم وانہم بنوہ حتی یعتبر ذلک فی الکفاءۃ فلا یکافی شریفۃ ھاشمیۃ غیر شریف۔

ترجمہ :-

نبی کریم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اولادِ فاطمہ کے باپ ہیں اور اولادِ فاطمہ اُن کی اولاد ہیں اور زن و مرد میں نکاح کے لئے ازروئے کفو کے بنی فاطمہ ہونا ضروری ہے پس شریفہ ہاشمیہ کا کفو غیر ہاشمی نہیں ہو سکتا۔

شریف سے مراد کیا ہے :-

اہل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صفحہ ۱۲۱ فصل فرایا اولادِ فاطمہ۔

ومنھا الاصطلاح علی اطلاق الاشراف علیھم دون غیرھم قال الجلال السیوطی فی رسالتہ الزینبیۃ اسم الشریف یطلق فی الصدر الاول علی کل من کان من اھل البیت سواء کان حسنیا ام حسینیا۔

ترجمہ :-

یہ اصطلاح خاص ہے کہ اشراف اولادِ فاطمہ کو ہی کہا جاتا ہے سیوطی نے رسالہ زینبیہ میں لکھا ہے کہ اسم شریف پہلے زمانے میں ہر اُس شخص پر بولا جاتا تھا جو اولادِ فاطمہ سے ہوتا تھا (یعنی اہل بیت سے) برابر ہے کہ وہ حسنی ہو یا حسینی ہو۔

نوٹ :-

یہ جرح اہلِ سنت کی کتاب صواعق پر ہے کہ علمائے اہلسنت تسلیم

کرتے ہیں کہ جو عورت اولادِ فاطمہؑ سے ہو۔ اس کا نکاح بھی اُسی مرد سے ہو گا جو اولادِ فاطمہؑ سے ہو۔

پس ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جنابِ عمر اہل بیت سے نہیں تھے۔ پس سیدہ زہراؑ کی کسی بیٹی سے اُن کا نکاح ہونا ناممکن ہے۔ لہذا نکاح فاروق والا فسانہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ خود علمائے اہلسنت اُسے غلط سمجھتے ہیں اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مرداں کو اپنے بزرگوں کی گردانیاں بھی ملاحظہ کرنا چاہیئں۔ خصوصاً ابن حجر مکی کی عیاری۔ کبھی لکھتا ہے کہ ام کلثوم بنتِ فاطمہؑ سے نکاح ہوا ہے اور کبھی لکھتا ہے کہ عمر۔ بنتِ فاطمہ کا کفو نہیں تھا۔

مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء

نوٹ ۲:-

اہلِ تشیع کا عقیدہ یہ ہے کہ جنابِ عمر کا ہاشمی ہونا تو کجا۔ وہ حضرت علیؑ کے غلام - قنبر جیسے بھی نہ تھے۔ پس۔ بنتِ فاطمہؑ سے اُن کا نکاح ہونا ناممکن تھا۔ البتہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر سے جنابِ عمر نے نکاح کر کے اُن کو ملکۂ عرب بنایا تھا۔ اور پھر جنابِ معاویہ کے ادارۂ تحقیقات اسلامی میں یہ کام ہوا کہ بنتِ ابی بکر کو بنتِ علیؑ دکھلایا گیا۔ اور اس فریب کا بدلہ عادلِ حقیقی اُن سے قیامت کے دن ضرور دے گا۔

پس مولانا صدیق کو بھی کچھ ہوش اور خوفِ خدا کرنا چاہیئے۔

اکاں نال اَمب نیں لگدے۔

چھٹا اعتراض:-

سید زادی کے قدموں کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل سنت کی معتبر کتاب نور الابصار باب الثانی صہ ۱۸۱ ۔

ولا ینظر الیھا اذا کانت اجنبیۃ وھی فی الازار ولا ینظر لوجھھا اذا ابتاعت منہ شیئا ولا ینظر الی رجلھا اذ اکان بائع الخفاف ولا یمر علیھا وھی جالسۃ علی الطرقات تسئل شیئاً لیقدر علیہ فلا یعطیھا ۔

ترجمہ:-

(سُنی عالم سید علی خواص کہتا ہے) سید زادی اگر اجنبیہ ہو۔ اور اگرچہ وہ چادر پوش بھی ہو تو اُسے نہ دیکھا جائے نیز اگر سید زادی سے کوئی چیز خرید کرے تو اُس کے چہرے کو نہ دیکھے نیز اگر کوئی جوتے بیچتا ہے اور سید زادی اُس سے جوتا خرید کرے۔ تو اُس کے پاؤں کی طرف نہ دیکھے۔ نیز اس راہ سے نہ گذرے جس میں کوئی سیدزادی بیٹھی ہے اور مانگ رہی ہے اور یہ کچھ دے سکتا ہے اور دینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

نوٹ:-

نور الابصار مذکورہ کتاب اہل سنت کی ہے اور مذکورہ احترام سید زادی کا۔ جب اہل سنت میں ہے۔ تو ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ناممکن ہے کہ کسی بنت فاطمہؑ کو جنابِ عمر نے گھر بلایا ہو۔ یونکہ جس ام کلثوم کو انہوں

نے گھر بلا کر اُس کی پنڈلیاں ٹٹولیں ۔ اور گود میں بٹھایا ۔ بفرضِ محال اگر وہ بنتِ فاطمہؑ تھیں تو جناب عمر کا دین ایمان خطرے میں ہے ۔

پس ۔ اگر اہل سنت نے جناب عمر کا ایمان بچانا ہے تو اُن کو ماننا پڑے گا کہ وہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر تھی ۔ اور ہمارے مخاطب اہلحدیث کے مروان مُردے کی طرح بولے ہیں تو کفن پھاڑا ہے ۔ خدمتِ دین سمجھ کر کتاب لکھی ہے تو وہ بھی تو ہینِ اہل بیت ہیں اور جس کو وہ اپنی مایۂ ناز تحقیق سمجھتے ہیں وہ اربابِ انصاف کے سامنے یوں ہے جیسے

ککڑ کھیہ اُڈائے تے سر وچ پائے ۔

ساتواں اعتراض :۔

جنابِ عمر نے معاذ اللہ جنابِ امیرؑ کی تکذیب کی ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ (ذکر اولادِ علی)

۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفت صحابہ جلد ۷ صفحہ ۳۹۷ ذکر ام کلثوم ۔

۳ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۶۹ باب اوّل ۔

۴ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (ذکر ام کلثوم)

۵ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ ، صفحہ ۴۶۳ ذکر ام کلثوم ۔

اسد الغابہ کی عبارت :۔

خطبها عمر الى ابيها علىؑ فقال انها

صغیرۃ ۔

تاریخ خمیس کی عبارت :۔

وقال انها صغیرۃ فقال عمر واللہ ماذاك بك ولكن اردت منعى ۔

دونوں عبارات کا ترجمہ :۔

(بقول اہل سنت) جب عمر نے رشتہ مانگا تھا تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ بچی کمسن ہے ۔ عمر نے کہا خدا کی قسم یہ بات نہیں آپ مجھ کو رشتہ دینے سے انکار فرما رہے ہیں ۔

نوٹ :۔

ہمارے دوست اہل سنت ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ کم سنی کا عذر اہل شیعہ جنابِ امیرؑ کی زبانی بیان کرتے ہیں اور یہ سبائی بہانے ہیں اور ہمارا اعتراض ۔ اپنے دوستوں پر یہ ہے کہ مذکورہ پانچ عدد کتب اہلسنت کی ہیں ، اور اُن کے مؤلفین کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہیں پس رشتہ دینے سے انکار اور عذرِ کم سنی کو علمائے اہلِ سنت نے کیوں نقل کیا ہے ۔

اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اہل سنت کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مطاعن ابی بکر طعن ۱۲ ۔ صفحہ ۲۷۴ میں لکھا ہے کہ جنابِ علی مرتضیٰ کی صداقت و سچائی پر اہلِ سنت کا اجماع ہے ۔

پس ہم شیعہ یہ کہتے ہیں ، کہ بقول اہلِ سنت جناب امیر نے جب امّ کلثوم کی کم سنی کا عذر فرمایا ۔ تو جناب عمر نے قبول کیوں نہ کیا ۔ پس یا تو عبد العزیز دعویٰ اجماع میں جھوٹا ہے ۔ یا جنابِ عمر پر الزام آتا ہے پس معلوم ہوا کہ بات یہ ہے ۔ کہ فاروقِ اعظم کو آلِ نبیؐ کی صداقت کا یقین نہ تھا اور ۔ آپ جو

برد یگ است کچھ نمی آید ۔ چونکہ فاروقِ اعظم آلِ رسول کو سچا نہیں سمجھتے تھے ۔ پس مولوی صدیق کا بھی یہی مذہب ہے ۔ الولد سر لابیہ ۔

آٹھواں اعتراض :-

جنابِ عمر کو اصحابِ نبیؐ نے بہکایا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۲۶۸ / ۴ ذکر ام کلثوم

۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب صفحہ ۲۶۸ / ۴ -

دونوں کتابوں کی عبارت ملاحظہ ہو :-

ان عمر بن الخطاب خطب الی علیؑ ابنتہٗ ام کلثوم فذکر لہ صغرھا فقیل لہ انہ ردّک فعاودہٗ -

ترجمہ :-

جنابِ عمر نے جنابِ امیرؑ سے رشتہ مانگا تھا آنجناب نے فرمایا کہ بچی کمسن ہے ۔ جنابِ عمر سے لوگوں نے کہا کہ جنابِ امیرؑ نے تجھکو ٹھکرا دیا ہے پس جنابِ عمر نے دوبارہ اصرار کیا ۔

نوٹ :-

ہمارے دوست اہل سنت بیچارے شیعوں کو یوں بھی کوستے ہیں کہ شیعہ لوگ جنابِ امیر کی زبانی کبھی عذر کمسنی اور کبھی رشتہ دینے سے انکار بیان کرتے ہیں اور یہ سب عبداللہ بن سبا کی مکاریاں ہیں پس ہم اپنے سُنی دوستوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں کتابیں اہل سنت کی ہیں اور نیز عذرِ کمسنی اور رشتہ دینے سے انکار بھی اُن میں لکھا ہے اگر یہ دونوں باتیں سبائی ہاتھوں کی کارگذاری ہے تو سُنی بھائیوں پر ہمارا یہ اعتراض

ہے کہ ابن سبا کی سازش آپ کی کتابوں میں کس طرح گھس گئی اور چونکہ عبدالعزیز سُنی نے جنابِ امیر کی سچائی پر دعویٰ اجماع کیا ہے پس دوسرا اعتراض ہمارا یہ ہے کہ اگر جنابِ امیرؑ کی سچائی پر اہل سنت کا اجماع ہے تو فاروقِ اعظم اور دوسرے اصحاب نے جنابِ امیرؑ کو عذرِ کمسنی میں سچا کیوں نہیں سمجھا اور اصحابِ نبیؐ نے جنابِ عمر کو یوں بہکایا کہ علیؑ نے تجھے ٹھکرا دیا ہے اور جنابِ عمر بھی بہک گئے ۔ اور دوبارہ اصرار کیا معلوم ہوا کہ جنابِ عمر کو اصحاب نے خوب بہکایا تھا اور ان سب نے فرمانِ نبیؐ کو کیوں فراموش کیا تھا کہ "علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ" -

نتیجہ بحث :-

۱ - مذکورہ جرح سُنی کتب کی عبارت پر ہے اور شیعوں کے عقیدہ میں عمر کا داماد علیؑ ہونا بالکل سفید جھوٹ ہے البتہ جنابِ عمر کو پچپن برس کی عمر میں جنابِ ابوبکر کی ایک ام کلثوم نامی لڑکی سے شادی کرنے کا شوق پیدا ہوا تھا اور اس شادی پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ چشم ما روشن و دلِ ما شاد ۔

نواں اعتراض :-

جنابِ عمر نے جنابِ امیرؑ کو مجبور کر کے اذیت دی ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد صفحہ ۱۸۲ / ۶ ذکر ابراہیم بن مہران المروزی

۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صفحہ ۹۳ مطبوعہ مصر آیت مباہلہ

۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صفحہ ۱۲۳

اسعاف اور صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو :-

ان عمر بن الخطاب خطب لنفسہ ام کلثوم من ابیھا

فاعتل بصغرها فالح علیہ عمر ثم صعد المنبر فقال
ایھا الناس واللہ ما حملنی علی الالحاح علی علی الا
لحدیث سمعت الخ -

ترجمہ :-

جناب عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تھا۔ آنجناب نے
کمسنی کا عذر کیا۔ پس عمر نے حضور کو مجبور کیا اور پھر عمر منبر پر
گیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے جناب امیرؑ کو اس لئے مجبور
کیا ہے کہ میں نے ایک حدیث سنی ہے۔

نوٹ :-

مولوی غلام رسول نارووالی نے ایک کتابچہ عقد امّ کلثوم کو موضوع پر لکھا
ہے سبحان اللہ "مٹے ہڈیاں نوں وی لگ گئے"۔ موصوف بھی محققین میں
شامل ہو گئے غلام رسول اور اُن کے مرشد مولوی عبدالرشید جھنگوی،
دونوں کو اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ شیعہ صاحبان نکاحِ فاروق کو نہیں
مانتے اور بعض شیعوں نے یہ عُذر پیش کیا ہے کہ نکاح ہوا ہی نہیں اور بالفرض
اگر نکاح ہوا بھی ہے تو با مرِ مجبوری ہوا ہے پس اس لفظِ مجبوری سے ان
دونوں کا کلیجہ شق ہو گیا ہے اور ہم ان دونوں بزرگوں سے عرض کرتے ہیں
کہ مذکورہ تین عدد کتابیں اہل سنت کے مذہب کی ہیں اور ان میں لکھا
ہے کہ آپ کے فاروقِ اعظم نے منبر پر قسم کھا کر کہا تھا کہ میں نے مذکورہ
رشتہ کی بابت علیؑ کو مجبور کیا ہے پس اگر لفظِ مجبوری ہی آپ کے لئے
ناقابلِ برداشت ہے تو معلوم ہوا کہ جناب عمر نے مسجدِ رسول میں منبرِ نبیؐ
پر کھڑے ہو کر اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ میں نے علی کو مجبور کیا ہے اور

اگر قسم سچی کھائی ہے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے جناب امیرؑ کو مجبور کیا تھا۔
پس جناب امیرؑ اہلِ سنت کے بھی چوتھے خلیفہ ہیں اور آنجناب کی مجبوری
کے بارے میں جو عذر اہل سنت پیش کریں گے وہی عذر ہی اپنے لئے کافی
سمجھیں اور نیز بخاری شریف کتاب المناقب باب مناقب علیؑ میں لکھا
ہے کہ رسولؐ نے فرمایا علیؑ منی وانا منہ کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ
سے ہوں اور ریاض النضرۃ صفحہ ۱۵۶ فصل ششم میں لکھا ہے کہ نبیؐ نے
فرمایا من آذا علیاً فقد آذانی کہ جس نے علیؑ کو اذیت پہنچائی اُس
نے مجھ کو اذیت دی ہے پس اہل سنت بھائیوں پر ہمارا یہ اعتراض ہے
کہ جناب امیرؑ کو مجبور کر کے جناب عمر نے نبیؐ پاک کو اذیت دی ہے۔

دسواں اعتراض :-

جنابِ عمر نے شریعتِ محمدیؐ کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ صفحہ ۴۶۳ ج ۸ ذکر امّ کلثوم
۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۶۹ ج ۸ ذکر امّ کلثوم -
۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۶۹ فصل ہشتم -

عبارتِ کتب :-

ان خطب عمر امّ کلثوم فقال علیؑ انما حبست
بناتی علی بنی جعفر -

ترجمہ :-

عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا تو آنجناب نے فرمایا کہ

میں نے اپنی بیٹیوں کے رشتے کو اپنے بھائی جعفر کے لڑکوں
سے منسوب کیا ہوا ہے ۔

نوٹ نمبر ۱

بخاری شریف کتاب النکاح صفحہ ۹ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ لا
یخطب علی خطبۃ اخیہ کہ ایک برادرِ مومن جب کسی رشتے
کا امیدوار ہو تو دوسرا وہاں پیغام نہ دے پس جناب امیر ع کی لڑکیاں
آنجناب کے بھتیجوں سے منسوب تھیں پھر جناب عمر کا رشتہ طلب کرنا
شریعت پاک کی مخالفت ہے ۔

گیارھواں اعتراض :۔

جنابِ عمر نے مذکورہ رشتہ طلب کرنے کی خاطر آلِ رسول ص کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الائمہ صفحہ ۱۸۱ باب ۱۱ ذکر
اولادِ فاطمہ ع ۔

فامتنع علیؑ من تزویجھا منہ وقال ھی صغیرۃ
وانی ارصدھا لابن اخی جعفر فشق ذلک علی
عمر فقال العباس زوجھا منہ فقد بلغنی عنہ
کلام ۔

ترجمہ :۔

جنابِ امیر ع نے عمر کو رشتہ دینے سے انکار کیا تھا اور

فرمایا کہ بچی کمسن ہے اور میں نے اس کو بھتیجے سے منسوب
کیا ہے ۔ یہ بات جنابِ عمر کو ناگوار گزری پس جنابِ عباس
نے حضرت امیر ع سے کہا کہ رشتہ دے دو مجھے عمر کی طرف سے
ناگوار کلام پہنچا ہے ۔

نوٹ نمبر ۱ :۔

آلِ رسول قطب الاولیاء ہیں آیت مودت کی رو سے ان کی اطاعت
اور تعظیم فرض ہے پس عمر نے اُن کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کر کے
قرآن کی مخالفت کی ہے اور عذرِ کمسنی کو ٹھکرا کر حضرت علی ع کی تکذیب
کی ہے اور منسوبۂ غیر پر خطبہ کر کے شریعت کی مخالفت کی ہے ۔

نوٹ نمبر ۲ :۔

پس اہل سنت دوستوں پر ہمارا پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ کوئی
غیور شخص یہ گوارا نہیں کرتا کہ بیٹی کی نسبت ایک جگہ سے توڑ کر دوسری
جگہ کر دے ۔ کیونکہ یہ بات شرعاً ۔ عقلاً اور عادتاً مذموم ہے ۔ پس جنابِ
امیر کو اہلِ سنت بھی چوتھا ۔ خلیفۂ رسول ص مانتے ہیں ۔ اور اہل سنت کی
تین عدد کتب بھی گواہ ہیں کہ جنابِ امیر ع نے یہ عذر پیش کیا تھا کہ میری
بچیاں میرے بھتیجوں سے منسوب ہیں ۔ پس جناب امیر ع نے یہ کسطرح
گوارا کیا کہ اپنے قریب ترین عزیزوں سے نسبت توڑ کر ایک اجنبی سے
رشتہ کر دیا ۔ پس معلوم ہوا کہ اہلِ سنت بھائی جنابِ امیر ع کو ایک
بے اصول شخص ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اس بُری نیت کا ۔ عادلِ
حقیقی روزِ قیامت اُن سے انتقام ضرور لے گا ۔

اور دوسرا اعتراض اہلِ سنت دوستوں پر یہ وارد ہوتا ہے کہ

اری شریف گواہ ہے۔ کہ جب ایک رشتہ ہو چکا ہے۔ یا ہونے والا ہے تو دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ وہی رشتہ مانگے۔ اگر بالفرض جناب عمر کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جناب امیرؑ کی لڑکیوں کا رشتہ اُن کے بھتیجوں سے ہو چکا ہے لیکن جب جناب امیر نے حضرت عمر کو آگاہ کر دیا تو جناب عمر پر فرض تھا کہ خاموش ہو جاتے لیکن بجائے خاموشی کے جناب امیرؑ کو مجبور کیا۔ پس مذکورہ نکاح بجائے فضیلت کے جناب عمر کے لئے باعثِ مذمت ہے۔

نتیجۂ بحث

مذکورہ جرح کتاب اہل سنت کے الفاظ پر ہے اور شیعوں کے نزدیک تو نکاحِ فاروق۔ محض ایک افسانہ ہے۔ البتہ ابوبکر کی ام کلثوم نامی ایک بیٹی تھی۔ اور وہ جناب عمر کی زوجہ تھی۔ اور یہ نام کی شراکت مذکورہ جھوٹا افسانہ تیار کرنے میں مددگار ثابت ہوئی ہے۔

بارھواں اعتراض

اہلسنت کے عقیدہ میں جناب عمر نے فعل حرام کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ذکر غیرت فاطمہ

ذکر الشیخ ابوعلی السبجی فی شرح التلخیص انہ یحرم التزویج علی بنات فاطمہؑ

ترجمہ

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ کی بیٹیوں کو سوکن کے ساتھ

جمع کرنا حرام ہے۔

نوٹ ۱

مذکورہ عبارت اس قصہ کے بعد لکھی ہے کہ حسن بن حسن نے مسور بن مخرمہ سے رشتہ مانگا تو اس نے کہا کہ آپ کو رشتہ دینا میرے لئے شرف ہے مگر نبیؐ کا فرمان ہے کہ میری بیٹی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور جو چیز فاطمہ کو اذیت دے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور مسور نے کہا کہ آپ کے گھر فاطمہ کی بیٹی ہے۔ پس اگر میں نے یہ رشتہ دیا تو بی بی فاطمہ ناراض ہو گی اور محب طبری کہتا ہے کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احترام کسی کا اس کی زندگی میں ہے وہی احترام اس کی موت کے بعد بھی واجب ہے۔

نوٹ ۲

از باب انصاف ۔ جناب عمر کی ایک بیوی پہلے موجود تھی پھر بنت فاطمہؑ کو سوکن کے ساتھ جمع کرنا بقول اہلسنت حرام ہے۔ پس جناب عمر نے فعل حرام کا قصد کیا اور فعل حرام قیامت کے دن بجائے فائدہ کے نقصان دے گا اور فعل حرام میں خلیفہ کے لئے رسوائی ہے نہ کہ فضیلت

تیرھواں اعتراض

جناب عمر کا یہ عذر کہ قیامت کے دن مذکورہ رشتہ فائدہ دیگا۔ رکیک ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کے عقیدہ میں نبیؐ کے والدین معاذاللہ دوزخی اور جہنمی ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر پ۱۱ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۵
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن پ۱۱ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۵ ص ۱۷۹/۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر پ۱۱ س توبہ
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند ابی عوانہ ص ۹۹/۱ بیان لا یدخل الجنۃ الا نفس المسلمۃ
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند ابو حنیفہ ص ۱۰۵
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند امام احمد حنبل مسند عبداللہ بن مسعود ص ۳۹۷/۵
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح علی الفقہ الاکبر ملا علی قاری ص ۱۳۸
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب فتاوی عبدالحی ص ۸۳ مطبوعہ کراچی
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ رکن سوم باب ۲ فصل ۲۱ ص ۷۹
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۳۶۰/۱ کتاب الجنائز
۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابن ماجہ ص ۱۱۱ باب ما جاء فی زیارۃ قبور المشرکین
۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی ص ۳۳/۱۱ س التوبۃ آیت ۱۱۵
۱۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد ص ۲۱۸/۳ باب زیارۃ القبور کتاب الجنائز
۱۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن ص ۳۰/۵ آیت ۱۱۵ س التوبۃ پ۱۱
۱۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور ص ۱۸۴/۳ س التوبۃ پ۱۱ آیت ۱۱۵
۱۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن نسائی ص ۹/۱ باب زیارۃ القبور
۱۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نووی شرح صحیح مسلم ص ۳۱۴/۱ کتاب الجنائز
۱۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۹/۱ باب زیارۃ القبور
۱۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۱۳/۴ مطبوعہ ملتان باب القبور
۲۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب السنن الکبریٰ ص ۷۶/۴ باب زیارۃ القبور کتاب الجنائز
۲۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری ص ۳۰۶/۴ س التوبۃ پ۱۱ آیت ۱۱۳

۲۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص ۳۹۲/۲ س التوبۃ پ۱۱ آیت ۱۱۵
۲۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۲۳۲/۱ ذکر احیاء ابویہ

اہلحدیث کے عقیدہ میں نبی کریم کی ماں (معاذاللہ) دوزخی ہے

صحیح مسلم کی عبارت ج ۳۶۰/۱ مطبوعہ مصر

عن ابی ھریرۃ قال زار النبی قبر امہ فبکی و ابکی من حولہ فقال استأذنت ربی فی ان استغفرلھا فلم یأذن لی

ترجمہ

(اہلحدیث کے مایہ ناز راوی) ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اور اتنا روئے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رُلا دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے حق تعالےٰ سے اجازت مانگی کہ اپنی ماں کی خاطر طلب مغفرت کروں پس مجھ کو اجازت نہیں ملی۔

نوٹ۔

نووی شرح مسلم ص ۳۱۴/۱ میں لکھا ہے فھو حدیث صحیح بلاشک کہ مذکورہ حدیث بغیر کسی شک و شبہ کے صحیح ہے۔

مسند احمد حنبل کی عبارت ملاحظہ ہو ص ۲۹۷/۴ مطبوعہ مصر

قال امکما فی النار فادبرا و الشر یری فی وجوھھما فامر بھما فردا فقال امی مع امکما

ترجمہ

(حضور کے پاس دو مرد اپنا جھگڑا لیکر آئے اور پوچھا ہماری ماں نیک خصال

نقی اور مرگئی ہے اب کہاں ہوگی) حضور نے فرمایا کہ تمہاری ماں دوزخ میں ہوگی۔ وہ دونوں واپس لوٹے اور ان کے چہروں سے شر ظاہر تھا پس حضور نے ان کو واپس بلایا اور فرمایا کہ میری ماں بھی آپ کی ماں کے ساتھ ہے (پس وہ دونوں خوش ہو گئے۔ ایک منافق نے یہ بات سنی اور کہا کہ یہ نبی اپنی ماں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہمیں اس کے پیچھے چلنے سے کیا ملے گا)

اہلحدیث کے عقیدہ میں نبی کریم کا باپ (معاذ اللہ) دوزخی ہے

مسند ابی عوانہ کی عبارت ملاحظہ ہو ص ۹۹/ا

قال یارسول اللہ این ابی قال فی النار قال فلما قفی دعاہ فقال ان ابی وابا ک فی النار

ترجمہ

ایک شخص نے نبی کریم سے عرض کی کہ میرا باپ کہاں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دوزخ میں۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اس کو واپس بلایا اور فرمایا کہ تحقیق میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔

نوٹ ۱

اہلسنت کی کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۴۶۳/۸ ذکر ام کلثوم میں لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا بروز قیامت ہر رشتہ ٹوٹ جائے گا سوائے میری رشتہ داری کے پس اسی وجہ سے جناب عمر نے ام کلثوم کا رشتہ مانگا تھا تاکہ مذکورہ قرابت قیامت کے دن فائدہ دے۔

ہم عرض کرتے ہیں اہلحدیث کا انصاف تجے بلے اگر نبی کے سسرال کا ذکر

ور نبی سے رشتہ داری قیامت کے دن نہیں ٹوٹے گی اگرچہ سسر میں شرک چیونٹی کی چال چلے اور وہ اولاد رسول پر ظلم کرتا رہا ہو اور جب نبی کے ماں باپ کا ذکر ہو تو نبی سے رشتہ داری قیامت کے دن ٹوٹ جائے گی

اہلسنت دوستو اور بھائیو! جب آپ کے نبی سے رشتہ داری نبی کے ماں باپ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی تو یقیناً جناب عمر کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

نوٹ ،

دعوتِ انصاف

مذکورہ تیس عدد اہلسنت کی معتبر کتابیں گواہ ہیں کہ ان کے عقیدہ میں نبی پاک کے ماں باپ آنجناب کی شفاعت سے محروم ہیں اور جنت میں بھی نہیں جائیں گے حالانکہ نبی پاک سے حضور کے والدین کا رشتہ ایک یقینی چیز ہے اور نیز اگر دین اسلام والدین کا کچھ حق اولاد پر فرض کرتا ہے تو یہ حکم نبی پاک کو بھی شامل ہے۔ پس ہم اپنے اہلسنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ شرم و حیا کی تمام حدوں سے آپ کیوں گزر گئے ہیں۔ ماں باپ کے رشتہ سے دنیا میں اور کوئی رشتہ مضبوط نہیں ہے پس جب آپ کے عقیدہ میں یہ مضبوط اور یقینی رشتہ حضور کے والدین کو قیامت کے دن کام نہ آئے گا تو آپ عقل کے ناخن لیں آپ کے عمر صاحب کو بھی ایک ایسا رشتہ جس کے صحیح ہونے میں شک ہے قیامت کے دن ہرگز کام نہ آئے گا پس ایک مشکوک بلکہ جھوٹی رشتہ داری پر عمر صاحب کے ایمان خلافت اور نجات کا بوجھ ڈال دینا آپ کی نادانی ہے اگر بغیر نیک کردار کے صرف نبی کریم سے رشتہ داری جنت میں لے جا سکتی ہے تو نبی پاک کے چچا ابولہب کو بھی جنت میں پہنچا دو اور اگر ابولہب کا کافر ہونا رشتہ داری کے نفع پانے سے مانع ہے تو آپ کے عمر فاروق کا آل نبی پر ظلم کرنا اور دین اسلام میں

بدعات پیدا کرنا بھی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ پس جناب عمر کا خاندانِ نبوت سے شرف دامادی حاصل کرنا ایک سفید جھوٹ ہے اولادِ فاطمہؑ میں سے کوئی ام کلثوم عمر کے نکاح میں نہیں تھی۔ پس اگر عمر صاحب کے ایمان کا ثبوت مذکورہ رشتہ داری ہی ہے تو پھر ان کا ایمان خلافت اور نجات سخت خطرے میں ہے۔ کیونکہ بناء الفلط علی الغلط غلط ہوا۔

نبی کے ماں باپ کے کفر کے بارے میں اہلسنت حنفیوں کے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کا فتویٰ

ثبوت ملاحظہ ہو

شرح علی الفقہ الاکبر ص۱۳۰ کی عبارت ۔ مطبع سعیدی کراچی

ووالدا رسول اللہ ماتا علی الکفر و رسول اللہ مات علی الایمان وابوطالب عمہ وابو علی مات کافرا

ترجمہ

نبی کریم کے والدین کفر کی حالت پر فوت ہوئے ہیں اور خود نبی کریم ایمان پر فوت ہوئے ہیں اور نبی کا چچا ابو طالب حضرت علی کا والد کافر فوت ہوا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

نوٹ ۱

ملاں علی قاری مذکورہ کلام کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا فتوے رد ہے اس شخص کے نظریئے کا جو کہتا ہے کہ وہ ایمان پر مرے۔ میں نے جناب کے والدین کو کافر ثابت کرنے کے لئے ایک رسالہ لکھا ہے اور سیوطی کے تینوں

رسالوں کا جواب دیا ہے اور کتاب و سنّت و قیاس و اجماع سے جناب کے والدین کو کافر ثابت کیا ہے۔

نوٹ ۲

شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر کا ایک نسخہ بندہ کی نظر سے گذرا ہے اور بددیانت ناشرین نے مذکورہ عبارت متن اور شرح کتاب سے نکال دی ہے جو کہ حنفی مذہب کی کمزوری کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ فتاویٰ عبدالحیٰ ص۱۰۰ مطبوعہ کراچی میں امام اعظم کا مذکورہ فتوے فقہ اکبر کے حوالہ سے مذکور ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ ہو ص۱۱۳ ج۴

قیل زیارتہ امہ مع انہا کافرۃ لتعلیم منہ للامۃ حقوق الوالدین والاقارب فانہ لم یترک قضاء حقہما مع کفرہا

ترجمہ

امت کو حقوق والدین کی تعلیم کی خاطر نبی کریم نے اپنی کافرہ ماں کی قبر کی زیارت کی تھی۔

نوٹ ۳

ارباب انصاف!

ان محافظ ناموس صحابہ کے ٹھیکیداروں نے ابو قحافہ کے سر پر بھی ایمان کا تاج رکھا ہے اور معاویہ کے باپ ابوسفیان کو بھی مومنین کی لسٹ میں شامل کیا ہے اور اس کی ماں ہند کو بھی جس نے نبی کے چچا حمزہ کا جگر چبایا تھا مومنات میں شامل کیا ہے۔

خلاصہ۔ اپنے ہر بزرگ کے تمام خاندان کو رحمت کے سمندر میں ڈبو کر

بخشش کے کنارے لگا دیا۔ گویا رحمت الٰہی کی پوری گاڑی ریزرو کروالی ہے۔ بنو عدی۔ بنو تیم۔ بنو امیہ۔ بنو مروان۔ بنو مخزوم۔ بنو مغیرہ ان سب کو بھر لیا ہے اور اگر سیٹ نہیں مل سکتی تو بیچارے بنو ہاشم کو خاص طور پر نبی کریم کے والد حضرت عبداللہ اور حضور کی ماں جناب آمنہ اور نبی کے چچا ابو طالب ان تینوں کو تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے

معارج النبوۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ترجمہ۔

نبی کریم فرماتے ہیں میں دوزخ کے کنارے معراج کی رات کھڑا تھا ایک مرد اور ایک عورت کو میں نے جہنم میں جلتے دیکھا اور میرا دل بہت دکھی ہوا۔ میں نے مالک جہنم سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے کہا ان کا حال بیان کرنے سے آپ کے سامنے مجھ کو شرم آتی ہے۔ آپ خود سوال کریں آپ فرماتے ہیں — از آں زن پرسیدم کہ تو کیستی وایں جوان بو تو کیست گفت کہ اے جان مادر مرانمی شناسی من مادر توم آمنہ وایں پدر تو عبداللہ است۔ صد ہزار عاصی را بہ تو بخشند و مادر و پدر تو از شفاعت محروم مند۔

ترجمہ۔ نبی کریم فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے سوال کیا کہ تو کون ہے اور یہ جوان جو تیرے ساتھ ہے یہ کون ہے اس نے جواب دیا میری جان مجھ کو نہیں پہچانا میں آپ کی ماں آمنہ ہوں اور یہ آپ کا باپ عبداللہ ہے۔ ایک لاکھ گنہگار تیری شفاعت سے بخشا گیا اور تیرے ماں باپ تیری شفاعت سے محروم ہیں۔ جناب یہ سن کر دکھی ہوئے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اچانک غیب سے آواز آئی کہ یا امت کی بخشش کروائیں یا اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں۔ جناب نے امت

کی شفاعت کو اختیار کیا اور ماں باپ کو اللہ کے حکم پر چھوڑ دیا۔

نوٹ

اہلسنت دوستو اور بھائیو۔ آپ کے ابو ہریرہ کی ماں کی خاطر اور بی بی عائشہ کی ماں کی خاطر تو رحمت الٰہی کے سمندر میں جوش اٹھے ہیں اور جب نبی کریم کی ماں کی نوبت آئی تو رحمت الٰہیہ کی جھیل بالکل سوکھ گئی ہے۔ نبی کریم تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں لیکن اس رحمت کے دریا پر آپ کے امام اعظم نعمان نے کچھ ایسا کنٹرول کیا ہے کہ نہ تو رحمت کی کوئی بوند بیچارے شیعوں کو اور نہ ہی کوئی قطرہ رحمت نبی پاک کے ماں باپ کو دینے کے لئے تیار ہے۔

اہلسنت دوستو! بیچارے شیعوں سے تو آپ کو کچھ مخصوص ناراضگیاں ہیں لیکن نبی پاک کے ماں باپ نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔ حفظ ناموس صحابہ کے ٹھیکیدارو! آپ کا امام اعظم نعمان کبھی عقل کو کام میں کیوں نہیں لایا کرتا تھا۔ جیسے نبی چھوٹا پیغمبر ہے اور عیسیٰ کی ماں کی شان میں اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے وامہ صدیقہ عیسیٰ کی ماں صدیقہ اور بڑی شان والی ہے۔ افسوس ہے آپ کے امام اعظم کی عقل پر جس نے اسلام میں ہر ہر مسئلے میں قیاس کر کے شریعت اسلامیہ کا جنازہ ہی نکال دیا لیکن یہ قیاس اور لوجیت اس کی عقل میں نہ آیا کہ جب چھوٹے نبی کی ماں صدیقہ ہے تو بڑے نبی کی ماں بدرجہ اولیٰ صدیقہ ہو گی۔ ہمارے رسول سے پہلے دین ابراہیم موجود تھا کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ حضور کے والدین دین ابراہیم پر ہوں آپ کے امام اعظم پر کون سی وحی نازل ہوئی ہے کہ نبی کے ماں باپ بھی آپ کے ابوبکر و عمر و عثمان کی طرح بت پرست اور کافر و مشرک تھے۔

خلاصہ

جس طرح آپ کے امام اعظم (نعمان) کے فتوے کے موجب نبی پاک کے والدین

کو حضور سے رشتہ داری بروز قیامت فائدہ نہیں دے گی اور یہ یقینی اور مضبوط رشتہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح آپ کے عمر صاحب کو بالفرض نبی کریم سے اگر یا کوئی رشتہ داری بھی حاصل ہے تو بھی جناب عمر کے آلِ نبیؐ پر ظلم کرنے کے باعث اور دین اسلام کو خراب کرنے کے باعث وہ رشتہ داریاں ٹوٹ جائیں گی۔ آپ کے امام نعمان کا یہ فیصلہ ہے کہ نبیؐ کے ماں باپ دوزخ میں جاسکتے ہیں بلکہ آپ کی کتاب معارج النبوۃ گواہ ہے کہ آپ کے عقیدہ میں حضور نے اپنے والدین کو دوزخ میں غوطے کھاتے دیکھا ہے اور بلا کر احوال پرسی بھی کی ہے اور پھر شفاعت بھی نہیں کی۔ پس اسی طرح جنہیں خاندانِ نبوت سے جھوٹی دامادی کے شرف دیئے جاتے ہیں وہ بھی جہنم میں جانے سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

نبی کے والدین کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل شیعہ کی کتاب اصول کافی ص ۲۴۲ کتاب الحجہ ابواب التاریخ باب مولد النبیؐ۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال نزل جبرئیل علی النبیؐ فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول انی قد حرمت النار علی صلب انزلک وبطن حملک وحجر کفلک فصلب صلب ابیک عبد اللہ بن عبد المطلب والبطن الذی حملک آمنہ بنت وھب واما حجر کفلک فحجر ابی طالب وفی روایۃ ابن فضال وفاطمۃ بنت اسد

ترجمہ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم پر جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی اے محمدؐ آپ پر آپ کا رب سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے دوزخ کی آگ حرام کردی ہے اس صلب پر جس میں تیرے نور کو اتارا اور اس شکم پر بھی جس میں تیرے نور کو اتارا اور جس نے تجھے اٹھایا اور اس گود پر بھی جس نے تیری پرورش کی۔ صلب سے مراد تیرے باپ عبداللہ کی صلب ہے اور شکم سے مراد تیری ماں آمنہ کا شکم ہے اور گود سے مراد ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد کی گود ہے۔

اعتراض

ہوسکتا ہے اہلسنت بھائی یہ عذر پیش کریں کہ ہماری کتابوں میں جو حدیثیں اور فتوے اس قسم کے ہیں جن سے نبیؐ کے ماں باپ کی توہین ہوتی ہے وہ حدیثیں اور فتوے جھوٹے ہیں۔

جواب

اہلسنت دوستو اور بھائیو! جس طرح تمہارے راویوں اور مفتیوں نے نبی کے ماں باپ کی توہین کی خاطر جھوٹی حدیثیں اور فتوے گھڑے ہیں اسی طرح حضرت علیؑ کے وقار کو مجروح کرنے کے لیے اور آنجناب کی اولاد کی توہین کے لیے اور سادات کرام کی دل آزاری کے لیے نکاح ام کلثوم والا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے اور پھر اس جھوٹے افسانے کی اس طرح ڈھیریاں ثابت کیں اور اس غلط بات کا ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ اس سے کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے۔

نوٹ ۲۱

حضرت عمر کا مذکورہ عذر اس لحاظ سے بھی باطل ہے کہ ان کی بیٹی حفصہ رسول کی

زوجہ تھی ۔ پس رشتہ داری تو حاصل ہو گئی ۔ رہی خونی رشتہ داری تو اس کا حصول ناممکن تھا اور نیز بخاری شریف صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر پر لکھا ہے کہ حضرت عمر وقت موت بہت بیقرار تھے ۔ عبداللہ بن عباس نے احوال پرسی کی تو فرمایا بنو ہاشم کے حقوق میں مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہیں ۔ اور نیز بخاری شریف صفحہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم نے اپنے کئی خونی رشتہ داروں سے فرمایا تھا کہ آپ کو بغیر نیک عمل کے صرف مجھ سے رشتہ داری کوئی فائدہ نہ دے گی ۔

اہلسنت کا نبی کریم کے نسب پر نازیبا حملہ

۱ ۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ دینوری ذکر انساب العرب صفحہ ۳۲

واما کنانۃ فھو کنانۃ بن خزیمۃ وکان خلف علی امرءۃ ابیہ بعدہ وھی برۃ بنت مر اخت تمیم بن مر فولد کنانۃ النضر

ترجمہ

کنانہ خزیمہ کا بیٹا ہے اور اس نے اپنے باپ کی عورت یعنی اپنی ماں سے نکاح کیا تھا ۔ اس عورت کا نام برہ بنت مر ہے یہ تمیم بن مر کی بہن ہے ۔ پس کنانہ سے نضر پیدا ہوا اس کی ماں برہ ہے ۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

نوٹ

نضر بن کنانہ بن خزیمہ بھی نبی کریم کا ایک پردادا ہے ۔ اہلسنت دوستو! جب تمہارے علماء نے رسول اللہ کے پاکیزہ نسب پر معاذ اللہ بدنما دھبہ لگایا ہے ان کا اولاد علی کی شان میں گستاخی کرنا تو معمولی بات ہے ۔ آپ کے شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ

کید صفحہ ۱۹ میں تسلیم کیا ہے کہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ اہلسنت سے ہی شمار ہوتا ہے اور کتاب المعارف اسی کی تصنیف ہے پس کتاب سے مکرنے کا بھی آپ کے لئے کوئی راستہ نہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ یہ افسانہ جھوٹا ہے کیونکہ اس سے نبی کے اجداد کی توہین ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عقد ام کلثوم کا افسانہ بھی جھوٹا ہے کیونکہ اس سے اولاد نبی اور اولاد علی کی توہین ہوتی ہے ۔

اہلسنت کا خود نبی کریم کے ایمان پر نازیبا حملہ

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۴ پ ۳۰ مطبوعہ مصر آیت ووجدک ضالاً

فاعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافراً فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیاً قال الکلبی ووجدک ضالاً یعنی کافراً فی قوم ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ

ترجمہ

بعض اہلسنت کا یہ نظریہ ہے کہ نبی بعثت سے پہلے کافر تھے پھر اللہ نے ان کو توحید کی ہدایت کی اور نبی بنایا ۔ کلبی کہتا ہے کہ حضور کافر تھے پھر نبی بنے اور سدی کہتا ہے کہ حضور چالیس برس تک بت پرست قوم کے دین پر تھے ۔

نوٹ نمبر ۱

شاہ عبدالعزیز سنی نے تحفہ اثنا عشریہ کید صفحہ ۱۹ میں فرمایا ہے کہ سدی کبیر از معتبرین وثقات اہلسنت است کہ سدی کبیر اہلسنت کے معتبر اور قابل اعتماد بزرگوں

میں سے ایک ہے

اہلسنت دوستو! جب تمہارے علماء نے رسول کا پاس نہیں کیا تو اولادِ علیؑ کی عزت کی ان سے توقع نہیں کی جا سکتی اور اگر آپ یہ کہیں کہ مذکورہ قصہ جھوٹ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نکاح ام کلثوم والا افسانہ بھی جھوٹ ہے۔

اہلحدیث کے مولوی محمد صدیق کو شیعہ ذاکروں سے شکوہ

موصوف نے اپنے رسالہ کے صـ۱۶ پر لکھا ہے کہ یہ ذاکر حضرات گلے پھاڑ پھاڑ کر مظلومیت فاطمہؑ و علیؑ کا جو ذکر کرتے ہیں محض کذب و افترا ہے اور عبداللہ بن سبا کی تحریک ہے۔

جواب عـ۱

موصوف کا مذکورہ تحریک کو ابن سبا کی طرف نسبت دینا سفید جھوٹ ہے جناب فاطمہ کی مظلومیت بخاری شریف میں لکھی ہے اور نیز مسلم شریف میں بھی لکھی ہوئی ہے تفصیل بمعہ حوالہ جات ہم اپنی کتاب جاگیر فدک میں دے چکے ہیں اور مولوی صدیق سے اتنی گزارش ہے کہ یہ آپ کے دونوں امام مسلم اور بخاری کیا کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ ہیں؟

جواب عـ۲

شیعہ ذاکر حضرت فاطمہؑ کی مظلومیت کے بارے میں اسی طرح گلے پھاڑ پھاڑ کر بیان کرتے ہیں جس طرح آپ کی مادر عائشہ نے جنگ جمل میں قتل عثمان کی داستان گلا پھاڑ پھاڑ کر بیان کی تھی۔

جواب عـ۳

ہم رسول اللہ کی ماں آمنہ اور ان کے باپ جناب عبداللہ کی خاطر بھی افسوس کرتے

ہیں۔ بندہ نے آپ کی تئیس عدد کتب کی فہرست دی ہے جن میں آپ کے بزرگوں نے نبی کریم کے والدین کو دوزخی لکھا ہے۔ نکاح ام کلثوم پر رسالہ لکھ کر آپ مغرور ہو گئے اور اس کے جواب کو واجب الاداء قرضہ کے نام سے تعبیر کیا اور بقول خود اس رسالہ میں حوالے بارش کی طرح برسائے۔ کیا مذکورہ تئیس عدد کتب آپ کے اپنے مذہب کی سرکار کو نظر نہیں آئی تھی۔ تمہارے علماء نے نکاح ام کلثوم کا جھوٹا افسانہ اسی طرح گھڑا ہے جس طرح نبی کریم کے ماں باپ کے دوزخی ہونے کا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے۔

جھوٹ آکھاں تاں کجھ بچدا اے   سچ آکھاں تے بھانبڑ مچدا اے

چودھواں اعتراض

حق مہر کا ڈھونگ

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب صـ۴۶۹ ج۴ ذکر ام کلثوم
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صـ۴۶۹ ج۴ ذکر ام کلثوم
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صـ۳۸۷ ج۵ ذکر ام کلثوم

اصابہ کی عبارت ملاحظہ ہو

ان عمر امہرھا اربعین الفاً

ترجمہ

عمر نے ام کلثوم کو چالیس ہزار حق مہر دیا تھا

نوٹ عـ۱

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبد العزیز نے باب مطاعن عمر طعن ۷ صد ۲۹۸ مطبوعہ لاہور میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب عمر نے اپنے وعظ میں لوگوں کو زیادہ حق مہر دینے سے روکا اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر پانچ سو درہم سے زیادہ دو گے تو زیادتی بحق سرکار ضبط کر لوں گا۔ یہ تقریر دلپذیر سننے کے بعد ایک عورت نے جناب عمر کو ٹوکا کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ تم حق مہر ایک خزانہ بھی دے سکتے ہو۔ جناب عمر نے فرمایا کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال کہ عمر سے ہر شخص فقہ کے مسائل زیادہ جانتا ہے حتی کہ پردہ نشین عورتیں بھی۔

نوٹ ۲

چونکہ مذکورہ واقعہ میں جناب عمر کی مسئلہ شریعت سے ناواقفی اور سبکی ظاہر ہوتی ہے اور یہ چیز ان کی مصنوعی خلافت پر ضرب کاری ہے اور شیعہ اعتراض کرتے تھے لیس فاروقی وکیل کی شامت آگئی اور عوج بن عنق کے قد کی طرح تاویل کا ایک لمبا باب کھولا ہے۔ شاہ عبد العزیز خلیفہ کے بلا اجرت وکیل نے ایک تاویل یہ کی ہے کہ جناب عمر آیت قرآن کے سامنے ازراہ ادب خاموش ہو گئے تھے۔ ہم شیعہ یہ کہتے ہیں کہ کاش! جب نبیؐ نے قلم دوات طلب فرمائی تھی تو نبی کے سامنے بھی حضرت عمر ازراہ ادب خاموش ہو جاتے۔ جناب عمر کو جب مسئلہ نہیں آیا تھا تو ایک عورت کے سامنے اپنی جہالت کا اقرار کیا اور فاروقی وکیل نے اسی کا نام ادب رکھ دیا۔

نوٹ ۳

دوسری تاویل یہ کی ہے کہ اگر اس عورت کی آیت سے مراد یہ تھی کہ حق مہر زیادہ کو خدا محبوب رکھتا ہے تو یہ چیز نہیم پیغمبر کے خلاف ہے کیونکہ احادیث صحیحہ میں زیادہ حق مہر سے روکا گیا ہے اور پھر شاہ عبد العزیز نے چار عدد احادیث

تحریر فرمائی ہیں ان کا مضمون یہی ہے کہ حق مہر زیادہ نہ دیا جائے۔ اور ہم اپنے سنی دوستوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ احادیث جناب عمر کے زمانہ میں نہیں بنی تھیں اگر اس زمانہ میں بنی ہوتیں تو عمر فاروق خود ان پر عمل کرتے۔ حالانکہ نکاح ام کلثوم کا جو جھوٹا افسانہ گھڑا گیا ہے اس میں یہ ایک جھوٹی کڑی بھی ملائی گئی ہے کہ ام کلثوم کو عمر نے چالیس ہزار حق مہر دیا تھا۔

اولباب انصاف! جب حضرت عمر نے دوسرے لوگوں پر یہ پابندی لگائی تھی کہ پانچ سو درہم سے زیادہ حق مہر نہ دیں تو خود کیوں چالیس ہزار دیا۔

لا تنہ عن خلق وتاتی مثلہ
عار علیک اذا فعلت عظیم

پندرھواں اعتراض

جناب امیر کی طرف علماء اہلسنت نے ظلم کی نسبت دی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب صد ۲۶۸/۴
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صد ۳۸۷/۷
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صد ۱۶۸
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صد ۳۸۴/۲

انک بعثتنی الی شیخ سوء

ترجمہ۔ آپ نے مجھے ایک خبیث بڈھے کی طرف بھیجا

نوٹ۔
مذکورہ کلام ام کلثوم کی زبانی جناب عمر کی شان میں اہلسنت نے تحریر کیا ہے۔

اور اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ معصومہ مذکورہ نکاح سے راضی نہ تھی۔ پس جناب امیرؑ نے گویا بچی کی رضا کے بغیر نکاح کر دیا اور یہ سراسر ظلم ہے اور عبدالعزیز محدث نے اپنے تحفہ کیدیہ ص۸۵ میں تسلیم کیا ہے کہ امام مثل نبی معصوم ہے اور رتبہ پیغمبر رکھتا ہے۔ پس ہمارا اعتراض یہ ہے کہ "یبنی قصراً و یتھدم مصراً" علمائے اہلسنت عمر فاروق کی خاطر عترت رسولؐ کی توہین کیوں کرتے ہیں اور جناب امیرؑ کی طرف ظلم کی نسبت کیوں دیتے ہیں۔

سولھواں اعتراض

اگر کسی واقعہ میں اختلاف زیادہ ہو تو وہ بقول اہلسنت جھوٹا ہوتا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۲۳۱ مطبوعہ لاہور تتمہ بحث الامامۃ

کثرۃ الاختلاف فی شئی دلیل کذبہ

ترجمہ۔

کسی چیز میں اختلاف کی زیادتی اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے

نوٹ۔

اہلسنت کی کتب کو بنظر انصاف پڑھا جائے تو نکاح ام کلثوم میں چالیس اقوال ہیں۔

۱۔ جناب امیرؑ نے خود نکاح کر دیا ۲۔ عباس کو متولی نکاح بنایا

۳۔ مذکورہ نکاح بنو ہاشم کو مجبور کر کے کیا گیا ۴۔ مذکورہ نکاح بنو ہاشم کی رضا سے ہوا

۵۔ عمر کی اولاد ام کلثوم سے ہوئی ہے ۶۔ ام کلثوم سے عمر کی اولاد نہیں ہوئی

۷۔ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی ہے ۸۔ زید بن عمر کی اولاد نہیں ہوئی ہے

۹۔ زید بن عمر قتل ہوا ہے ۱۰۔ زید بن عمر خود مرا ہے

۱۱۔ زید اور اس کی ماں ایک وقت میں مرے ۱۲۔ زید ماں کے بعد زندہ رہا

۱۳۔ حق مہر چالیس ہزار درہم تھا ۱۴۔ مذکورہ مقدار سے کم تھا

۱۵۔ جناب امیرؑ نے عذر کمسنی کیا ۱۶۔ جناب امیرؑ نے عذر کمسنی نہیں کیا

۱۷۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس معاملہ میں میرے ساتھ اور بھی امیر ہیں۔

۱۸۔ ابنائے جعفر سے منسوب ہونے کا عذر کیا ۱۹۔ عقیل نے مخالفت کی

۲۰۔ کشف ساق وغیرہ ۲۱۔ عمر گھورتا رہا

۲۲۔ موت عمر کے بعد بی بی کا عون بن جعفر سے نکاح ہوا

۲۳۔ اس کے بعد محمد بن جعفر سے نکاح ہوا۔

۲۴۔ ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود نہ تھی ۲۵۔ ام کلثوم واقعہ کربلا میں موجود تھی

نوٹ۔

باقی اقوال اختصار کی خاطر ہم ترک کرتے ہیں کیونکہ واقعہ ہی جھوٹا ہے اس لئے جتنے منہ اتنی باتیں ورنہ جو شادی فاروق اعظم نے اپنی مغفرت کی خاطر کی تھی اس کا کوئی منہ سر ہوتا۔ ہمارے مخاطب نے نکاح فاروق پر رسالہ لکھا اور بال حمار "فاستبال اتمرۃ" دیکھا دیکھی میں سب ملوانوں نے اسی مسئلہ پر زور قلم صرف کرنا شروع کر دیا مگر بنظر انصاف تاریخ اسلام کو دیکھنے کی کسی نے زحمت گوارا نہیں فرمائی اور ضروری باتوں کو نظر انداز کر دیا۔

تواتر معنوی کا غلط فائدہ

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے شیعوں کی کتاب معالم الاصول کے المطلب السادس فی الاخبار ص۱۹۴ سے ایک عبارت تواتر معنوی کے بارے میں اپنے کتابچہ عقد ام کلثوم کے ص۲۸ پر نقل کی ہے اور پھر اس عبارت سے اپنا جھوٹا دعوے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جواب

اہلسنت کے مایہ ناز عالم شاہ عبدالعزیز جن کے پیچھے محدث دہلوی کی دُم بھی لگی ہوئی ہے اپنے تحفہ میں صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لاہور میں فرماتے ہیں کہ کثرۃ اختلاف فی شئی دلیل کذبہ کہ کسی واقعہ میں جب اختلاف زیادہ ہو تو وہ اختلاف اس واقعہ کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے۔ ہم اپنے مخاطب سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ کا یہ خاتم المناظرین شاہ عبدالعزیز کسی مبانی کی تحریر کا نتیجہ نہیں ہے آپ اس کے تحفہ کی عبارت اور کتاب معالم کی عبارت ملا کر کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں آپ کی پیش کردہ روایات سے تواتر معنوی کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ تب مفید ہے جب روایات میں ایک امر مشترک پایا جائے اور آپ کی مطلوبہ روایات میں جو امر مشترک پایا جاتا ہے وہ کسی ام کلثوم سے عمر کا نکاح اور ہم اس نکاح کے قطعاً منکر نہیں ہیں کیونکہ چار عدد ام کلثوم نامی عورتیں عمر کے نکاح میں تھیں

۱۔ ام کلثوم ملیکہ بنت عمرو بن جرول خزاعیہ
۲۔ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم
۳۔ ام کلثوم بنت عقبہ
۴۔ ام کلثوم بنت ابی بکر

پس اگر جناب عمر کی ازواج کا نام ام کلثوم تھا تو اس سے آپ کے فاروق داماد علیؑ و فاطمہؑ ثابت نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ کسی عائشہ یا حفصہ نامی عورتوں کے شوہر کو آپ ابوبکر و عمر کا داماد نہیں مانتے۔

ہمارا اختلافی مسئلہ ہے ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ سے عمر کا نکاح اور اس کی صحت کے بارے میں آپ کا دعوے بلا ثبوت ہے اور سفید جھوٹ ہے۔ چودہ سو سال گزر گئے ہیں آپ کے بزرگوں نے اور آپ نے مذکورہ دعوے کی صحت پر کوئی ایسی ضعیف خبر واحد بھی پیش نہیں کی جس کی آپ کے جھوٹے دعوے کی صحت پر کچھ ٹوٹی پھوٹی

دلالت بھی ہو اور ضعیف خبر واحد کے نہ ہوتے ہوئے پھر دعویٰ تواتر معنوی کرنا آپ کے ڈھیٹ ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا

پایہ تحقیق سے وہ گری ہوئی روایات و عبارات جنھیں کئی بار علماء شیعہ غلط ثابت کر چکے ہیں مولوی صدیق نے انہیں جمع کر کے رسالہ عقد ام کلثوم کو ترتیب دے کر فاروق اعظم پر احسان عظیم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور مظلوم شیعوں کے دُکھے ہوئے دلوں کو دوبارہ دکھانے کی ہمت کی ہے اور پھر اپنے ایک چمچے کے ذریعے اپنے رسالہ کی جواب طلبی کی ہے۔ اور واجب الاداء قرضے کا طعنہ دیا ہے شیعوں کی مذہبی غیرت کو للکارا ہے شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چپ بیٹھے رہتے اور مولوی صدیق جیسے بے شمار ملوانوں کے ہر روز طعنے سہتے رہتے۔ اہلحدیث نے مظلوم شیعوں کو ہر طرح سے ستانا عبادت سمجھ رکھا ہے اور مسئلہ عقد ام کلثوم کو ہر طرح سے اچھالنا اپنا ایک اہم فریضہ سمجھ رکھا ہے۔ اہلحدیث شیعوں کو ستانے کا عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ شیعوں کی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے ہم حوالہ دے سکتے ہیں۔ میری گزارش ہے۔ اپنی تمام ملوانہ برادری سے کہ میں نے اپنے اس رسالہ میں عمر صاحب کے جو پول کھولے ہیں قدم قدم پر بندہ نے اہلسنت کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ پس اس رسالہ میں عمر صاحب کی شراب نوشی اور نسب نامہ اور ان کی علۃ المشائخ کا ذکر اگر میرے اہلسنت دوستوں کے لئے تکلیف کا باعث بنے تو میری طرف سے بھی اسی عذر کو کافی سمجھیں کہ رافضی شیعہ ملوانے نے مذکورہ باتوں کے اہلسنت کی کتابوں سے حوالے دیئے ہیں۔ اہلحدیث کے مفکر و محقق اعظم کان کھول کر سن لو فاروق اعظم کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو جو درد زہ شروع ہوا ہے آپ کی اس تکلیف کا علاج تا قیامت

ناممکن ہے۔ ان البغاث بارضنا لا یستنسر کو پری ہمارے سامنے عقاب کی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم یا علی مدد کا وہی نعرہ لگا کر میدان میں اترے ہیں جس نعرے سے آپ نے اپنی تکلیف کا تذکرہ اپنے رسالے میں کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ شریعت پاک میں حکم ہے کہ قرضہ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ ہم انشاء اللہ آپ کا قرضہ پرافٹ سمیت (ربعہ سود) لوٹائیں گے اور اگر آپ نے اس وصول شدہ مال کو سلیقے سے اور سنبھال کر رکھا تو وہ اہلحدیث کے لئے تاقیامت کافی رہے گا۔ ہم نے مذکورہ مسئلے میں آپ کی طرح مکروفریب سے کام نہیں لیا بلکہ خدا گواہ ہے کہ پوری دیانت سے فریقین کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے اور حتی الوسع مذکورہ افسانے کی تمام کڑیاں کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور جن باتوں کو آپ نے جان بوجھ کر یا ناواقفیت کی وجہ سے چھپایا ہے ان سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا
ویاتیک بالاخبار من لم تزود ی

نتیجہ بحث

مذکورہ سولہ عدد اعتراضات اہلسنت دوستوں کی کتابوں کی عبارات سے لئے گئے ہیں اور ان عبارات سے جناب عمر اور آل نبی کی توہین ہوتی ہے۔ جہاں تک جناب عمر کی ذات کا تعلق ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بقول عبدالعزیز سنی صاحب تحفہ صد۱۳۳ مطبوعہ لاہور گوشت خرگوش دان سگ فاروق اعظم کی توہین اہلسنت دوستوں کو مبارک ہنیئا مریا، ہمیں کوئی افسوس نہیں البتہ بقول عبدالعزیز سنی صاحب تحفہ ذکر مطاعن صحابہ طعن ۔۔ کہ شیوہ اہلسنت دروغ بندی در روایات نیست کہ اہلسنت حدیثوں میں جھوٹ نہیں بولتے۔ ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار من جملہ شیخ فرید ملل میں شم

جتنا جھوٹ آل نبی پر ان لوگوں نے بولا ہے اس کی مثال گزری ہوئی امتوں میں بھی نہیں ملتی۔ مولوی نافع جھنگوی کا یہ عذر کہ روایات بلا سند ہیں اور مقطوع ہیں۔ یہ عذر بالکل مرض ہے کیونکہ تمام روایات بلا سند و مقطوع نہیں نیز روایات میں آل نبی کو صاف گالیاں لگی ہیں۔ کسی پر تہمت لگانا کہ اس نے اپنی بیٹی کو بار شنگار کر کے بغیر نکاح کے کہیں بھیجا ہو وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں کو اگر کوئی گالیاں نہ سمجھے تو پھر اللہ ہی اس کو ہدایت کی توفیق عطا کرے۔ "تنحانا امتنا عن الغی حاتد واخیہ

ارباب انصاف

ان بزرگوں کی شان دکھانے کی خاطر جن کی شان میں کوئی کہہ گیا ہے
ڈھولے دیئے نبی کو خلافت کے باب میں

ہمارے اہلسنت بھائیوں نے ایک بے ہودہ افسانہ نکاح عمر والا بنایا ہے ہم نے اس کو دوستوں کی تاریخ میں دیکھا ہے اور مچھلی کے گوشت کی طرح ہر لقمے میں دو چار کانٹے الجھے ہوئے ہیں اور چودہ سو برس گزر گئے علمائے اہلسنت اپنی کتابوں کی صفائی پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ کسی چیز کا عقیدہ رکھنا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مذہب کے قانون کے مطابق ہو اگر مذکورہ نکاح صحاح ستہ سے صحیح روایات کے ذریعے ثابت کرنا چاہیئے حالانکہ صحاح ستہ میں اس داستان کے متعلق اہلسنت کو کوئی فائدہ بخش مواد حاصل نہیں ہوتا اور جب کسی گھر میں باسی ہانڈی میں ابال آئے تو اس کی بو ہمسائے کے گھر پہنچتی ہے۔ نکاح فاروق کے جھوٹے فسانے کا اہلسنت نے اتنا پرچار کیا کہ اس کی بو سے شیعوں کی کتابیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔ قانون انصاف کے پیش نظر ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے مذہب شیعہ کی کتابوں کی صفائی پیش کریں۔ جہاں تک اہلسنت کی کتابوں کا تعلق ہے ان میں مذکورہ نکاح جیسے بھی لکھا ہو وہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ کسی مذہب والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کی

کتابوں سے دوسروں کا گلا دبائے علمائے اہلِ سنت کی یہ انتہا درجہ کی جہالت ہے کہ وہ جب شیعوں کے خلاف کوئی کتابچہ تحریر کرتے ہیں تو ایک آدھ عبارت ٹوٹی پھوٹی سی جو پایۂ تحقیق سے گری ہوئی ہوتی ہے، کسی شیعہ کتاب سے پیش کرتے ہیں اور ساتھ اپنی دس کتابوں کا حوالہ دے دیتے ہیں اور یہی مکاری مولوی نافع جھنگوی نے کتاب "رحماء بینھم" میں اختیار کی ہے۔ اور اس پُر فریب کوشش کا صلہ پسرِ صادق کی سرکار سے ان کو ضرور ملے گا۔

اہلِ سُنت کی طرف سے شیعوں کے خلاف انکی کتابوں سے پیش کردہ روایات پر مفصّل جرح

چلتو یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کے خلاف پہلا گولہ
اہلِ شیعہ کی کتاب فروع کافی، کتاب النکاح، باب المؤمن کفو المؤمنۃ ص۳۴۲ مطبوعہ تہران۔

علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ہشام بن سالم وحماد عن زرارہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی تزویج ام کلثوم فقال انّ ذلک فرج غصبناہ

ترجمہ:-

امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ آپ نے ام کلثوم کی تزویج کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک رشتہ ہے جو ہم سے غصب اور چھین لیا گیا۔

مذکورہ روایت کے تیس عدد جوابات ملاحظہ ہوں

جواب ۱:-

یہ وہ روایت ہے جسے مولوی محمد صدیق اہلِ حدیث، مولوی عبدالستار تونسوی، مولوی غلام رسول ناروالی، مولوی محمد نافع جھنگوی، مولوی کرم دین وغیرہ نے کتاب شیعہ میں دیکھا اور خوشی سے پھولے نہ سمائے سوچا کہ فاروقِ اعظم کی مصنوعی خلافت کو سہارا دینے کے لئے بہت بڑا ثبوت مل گیا۔ ان علماء سے پہلے ان کے پیر و مرشد صاحبِ تحفہ نے یہ ڈفلی بجائی ہے اور روایتِ مذکورہ میں خوب رنگ بھرے ہیں اور پھر ان ملانوں کی نوبت آئی ہے تو انہوں نے زاد نغمۃ علی الطنبور کے موجب مذکورہ روایت کے ملنے پر خوب رقص کیا ہے اور جمعیتِ محبین صحابہ جسین آگاہی ملتان نے تو شیعوں کو کنجر اور بھڑوا کے خطابات سے نوازا ہے ہم اراکین جمعیت کی خدمت میں اتنا عرض ضرور کریں گے کہ "انہیں گئے تے چڑھے شکار کرنا" ان ملانوں نے جس طرح تاریخ کے جنگل میں فضیلتِ عمر کو ڈھونڈنا شروع کیا ہے آخر یہ مُنہ کے بل گریں گے۔

جواب ۲:-

ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے مروان نے اس روایت کے ملنے کے بعد شیعوں کو شبارِ عب دکھایا ہے کہ ہم حوالہ جات بارش کی طرح برسائیں گے تاکہ روزِ قیامت شیعوں کو یہ عذر نہ ہو کہ ہماری کتابوں میں یوں بھی لکھا تھا۔ مخاطب موصوف سے گذارش ہے کہ دائی کو یوں نہ گھبرا پیٹ ہونڈا۔ شیعوں سے ان کی کتابوں کی کوئی روایت چھپی ہوئی نہیں ہے اور

کافی شریف کی جس روایت پر آپ حضرت عمر کی فضیلت کا محل کھڑا کرنا چاہتے ہیں یہ بنیاد بالکل کھوکھلی ہے اور جنابِ عمر اپنی شومئی قسمت سے جس خوبی سے روزِ اوّل سے محروم ہیں وہ خوبی مذکورہ روایت سے ثابت نہیں ہو سکتی اور ہم آپ کی تحقیق کے وہ ٹانکے اُدھیڑیں گے کہ نوک تلا ایک نہیں رہے گا اور اگر مولوی حیدر علی موچی (کفش دوز) یا مولوی چراغ دین اف رنیٹری بھی قبر سے اُٹھ کر آجائیں تو وہ بھی دوبارہ مرمت سے اپنی بے بسی کا اظہار کریں گے۔ آپ شیعوں کو للکار کر مغرور نہ ہوں۔ ملک و ملت کی سالمیت کی خاطر شیعوں کی خاموشی کو آپ نے اُن کی کمزوری سمجھا ہے اور اُن سے اپنے رسالے کے جواب کو بعنوان واجب الادا قرضہ تعبیر کیا ہے ہم آپ کا قرضہ انشاء اللہ اپنے اس رسالہ میں پرافٹ سمیت مع سُود لوٹائیں گے۔

ان کنتَ ریحاً فقد لاقیت اعصاراً۔

جواب ۳

کسی دلیل کو تب تسلیم کیا جاتا ہے جب دعویٰ کے مطابق ہو

اہلِ سنت کا دعویٰ ہے کہ جنابِ امیرؑ نے ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا نکاح عمر بن خطاب سے کیا تھا اور علمِ منطق کا قانون ہے کہ دلیل تب درست ہوتی ہے جبکہ وہ مدعی پر کسی قسم کی دلالت بھی کرے اور مذکورہ روایت کی اہل سنت کے مدعی پر نہ تو دلالتِ مطابقی ہے اور نہ ہی دلالتِ تضمنی و التزامی ہے مذکورہ روایت میں نہ تو لفظِ عمر ہے اور نہ ہی لفظِ نکاح ہے نہ ہی جنابِ امیرؑ کا ذکر ہے اور نہ ہی بنت فاطمہؑ (ام کلثوم) کا ذکر ہے جنابِ عمر سے ہمیں کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے مگر انصاف بھی تو کوئی شئے ہے

جس روایت سے عمر کا شرف ثابت کیا جاتا ہے اُس میں جنابِ عمر کے ذکر کی کوئی بو تک نہیں۔ پس کافی شریف سے ایک مجمل روایت پیش کر کے شور و غل مچانا بے فائدہ ہے۔ شیعوں کو عمر فاروق کی کسی فضیلت کا قائل کرنا آسان کام نہیں ہے۔ انہا لیست بخدعتہ الصبیّ۔

جواب ۴

کسی دلیل کو تب تسلیم کیا جاتا ہے جب دعوے پر اس کا منطوق یا مفہوم دلالت کرے

اہلِ سنت دوستو! آخر آپ کو بھی مرنا ہے اور خدا کو حساب دینا ہے اپنے دعویٰ کو بھی بنظرِ انصاف دیکھو اور اپنی دلیل کو بھی بنظرِ انصاف دیکھو، علمِ اصول کا مسلّمہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی کلام کا کسی دعویٰ پر منطوق اور مفہوم دلالت نہیں کرتا تو اس کلام سے وہ دعویٰ ثابت نہیں ہو گا آپ کا دعویٰ ہے کہ بنتِ فاطمہؑ کا نکاح جنابِ امیرؑ نے عمر سے کیا تھا۔ مذکورہ دعویٰ پر کافی شریف کی مذکورہ روایت کا نہ تو منطوق دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مفہوم دلالت کرتا ہے۔ مولوی صدیق نے ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھا۔ اور اپنے ایک چمچے کے ذریعے ہماری مذہبی غیرت کو للکارا ہے اور جب بلغ السکین العظم چھری ہڈی تک پہنچ گئی تو ہم نے سوچا کہ مولوی صدیق صاحب پتے نہیں دھیلا تے کردی میلہ میلہ۔ علامہ صاحب کے پاس ثبوت تو ہے نہیں اور شور بڑا مچایا ہوا ہے۔ پس ہمیں بھی مجبوراً قلم اُٹھانا پڑا۔

جواب ۵

بُرھان کی اعلےٰ اقسام دو ہیں قیاس اقترانی اور قیاسِ استثنائی

مذکورہ روایت سے اہلِ سنت دوست نہ تو قیاسِ اقترانی بنا سکتے ہیں اور نہ ہی استثنائی۔ پس ہماری گذارش پر غور فرماویں کہ علمِ منطق کی روشنی میں کافی شریف کی مذکورہ روایت دلیل ہی نہیں بن سکتی تو اس سے آپ کا مدعی کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

جواب ۶

اگر کسی شارح یا محشی نے اپنی طرف سے مذکورہ روایت میں لفظِ اُمّ کلثوم کے ساتھ بنتِ فاطمہؑ یا بنتِ علیؑ لکھا ہے تو اُن کے پاس دلیل اگر یہی روایت ہے تو اس روایت میں امّ کلثوم کے ماں باپ کا نام مذکور نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اور ثبوت ہے تو وہ انہوں نے پیش نہیں کیا۔ اس واقعہ کو ہزار برس سے زیادہ وقت گذر چکا ہے لہٰذا اُس واقعہ کو انہی لوگوں کے الفاظ میں دیکھا جائے گا جو ہزار برس سے پہلے موجود تھے اور اُن کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں۔ اُن کے الفاظ میں روایت کے کل پانچ لفظ ہیں

۱۔ فقال ۔ ۲۔ انّ ۔ ۳۔ ذلك ۔ ۴۔ فرجٌ ۔ ۵۔ غصبناہ

ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے ان مذکورہ پانچ عدد الفاظ میں نہ تو لفظِ عمر کہیں آیا ہے نہ لفظِ نکاح کہیں آیا ہے اور نہ ہی لفظِ بنتِ فاطمہؑ و علی کہیں آیا ہے۔

اھلِ سنت دوستو! اپنے دعویٰ پر بھی غور کرو اور

اس کی دلیل پر بھی غور کرو اگر مولوی کرم دین یا غلام رسول ناروالی یا عبدالستار تونسوی کے دل میں رائی برابر بھی انصاف ہوتا تو مذکورہ روایت کو شیعوں کے سامنے پیش کرنے سے وہ خود بخود شرم کرتے۔

ان کنت لا تستحی فاصنع ما شئت بخاری شریف کتاب الادب صفحہ ۳۹/۸۔

جواب ۷ :-

اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب منہاج السنۃ صفحہ ۱۳۶/۱ مطبوعہ مصر

فصل انّ النبیؐ لم ینصّ علی احدٍ وانما الحجۃ فی روایتھما لا فی قولھما۔

ترجمہ :-

(ابن تیمیہ کہتا ہے کہ جناب عمر اور عائشہ) کی روایت میں حجت ہے نہ کہ اُن کی ذاتی رائے اور قول میں حجت ہے۔

نوٹ :-

ہم کہتے ہیں کافی شریف کی روایت ہمارے سامنے موجود ہے اور اُس میں ام کلثوم کی ولدیت مذکور نہیں پس یہ احتمال قوی ہے کہ وہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر ہے اور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور اہلِ سنت جب جنابِ عائشہ اور حضرت عمر جیسی بزرگ ہستیوں کی ذاتی رائے کو حجت نہیں مانتے تو ہمارے لئے

بھی کسی محشیؒ اور شارح کی ذاتی رائے بغیر دلیل قطعی کے حجت نہیں ہے۔ اور ہمارے مخاطب تو اپنے دعوے پر پکے ہیں۔

اثبت من قراد حالانکہ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اور مذکورہ روایت سے ام کلثوم بنتِ ابی بکر مراد لیں تو شیعہ سنی کا ایک مسئلہ پر تو اتحاد ہو جائے گا اگر امِ کلثوم بنتِ ابی بکر زوجۂ عمر ہے تو چشم ما روشن و دل ما شاد۔

جواب ۸ :-

ذلک اسم اشارہ ہے شرح جامی ذکرِ اسمائے اشارات ملاحظہ فرمائیں :- ذا للقریب و ذلک للبعید و ذاک للمتوسط جب کسی دور شئی کی طرف اشارہ کرنا ہو تو اس کے لئے لفظ ذلک ہے پس معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں لفظِ ذلک سے جس ام کلثوم کی طرف اشارہ ہے وہ خاندانِ رسالتؐ سے بہت دور تھی اولادِ رسولؐ سے اس کو قریبی رشتہ نہ تھا ورنہ اس کے لئے لفظ ذلک استعمال نہ ہوتا اور خاندان نبوت سے جس کا قریبی رشتہ نہیں تھا وہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر ہے۔ آٹھ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر کا رشتہ عمر نے مانگا تھا اور بی بی عائشہ کا وظیفہ زیادہ کر کے اس کو بھی رضامند کیا تھا۔ دونوں خاندان آپس میں شیر و شکر بھی تھے اور فاروقِ اعظم کو ٹھکرانے کی وجہ بھی نہ تھی اور لڑکی بھی کمسن نہ تھی۔ اور چشم بد دور جوڑ بھی نرالا تھا۔ پس امِ کلثوم بنتِ ابی بکر ہی زوجۂ عمر ہے۔ البتہ اہلسنت راویوں نے چالاکی کی اور بنتِ ابی بکر کے نکاح کو مسخ کر کے بیان کیا جس سے کئی مورخ ٹھوکر کھا گئے۔ ترافدوا ترافد

[؟]وا لخمس بالیوا لھا۔

اعتراض :-

امام نے غصبناہ کیوں فرمایا کہ وہ رشتہ ہم سے غصب کیا گیا۔

جواب ۹

اگر کافی شریف کی مذکورہ روایت میں لفظِ غصبناہ کو اس کے معنی حقیقی پر حمل کیا جائے تو یہ چیز شرعاً عقلاً اور عادتاً ناممکن ہے اور اگر ام کلثوم سے مراد بنتِ فاطمہؑ لی جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ ثبوت میں یہی روایت پیش کی گئی ہے اور اس میں ولدیت مذکور نہیں۔ امّ کلثوم کا عمر سے رشتہ محلِ اختلاف ہے اور ام کلثوم بنتِ ابی بکر کا رشتہ جنابِ عمر سے محل اتفاق ہے پس عقلمند کو چاہیئے کہ جس میں اختلاف ہے اس کو چھوڑ دے اور جس میں اتفاق ہے اس کو زوجۂ عمر تسلیم کرے اور وہ جس پر اتفاق ہے ابوبکر کی لڑکی تھی اور ذلک کا اشارہ بھی اس کا مؤید ہے بنو ہاشم میں سے کسی کو امّ کلثوم بنتِ ابی بکر کا رشتہ درکار تھا۔ مگر اربابِ سقیفہ کی مکر و فریب چالوں سے اس ہاشمی کو محروم کر دیا گیا پس اسی لئے امام نے مجازاً فرمایا ہے غصب۔ حقیقت مثلِ سورج روشن ہو گئی ہے ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں لیکن ہمارے مخاطب نے پکا ارادہ کر رکھا ہے کہ جعل کلامی دیرا ذنیہ۔

جواب ۱۰ :-

اگر لفظِ فرج کی کسی قبیلہ کی طرف اضافت ہوتی تو اس میں کچھ تعیین ہو جاتی مگر یہ لفظ نکرہ ہے اور جس طرح لفظِ ام کلثوم میں کئی احتمال ہیں مثلاً وہ بنتِ ابی بکر ہے یا غیر اسی طرح مذکورہ لفظ میں بھی کئی احتمال ہیں

اور قوی احتمال بلکہ صحیح یہی ہے کہ اس فرج سے مراد فرج بنتِ ابی بکر ہے اور الروایۃ اذا وجد لہٗ محمل صحیح لا یرد، پس زوجۂ عمر ام کلثوم یا بیغار کی بیٹی ہے پس حقیقت روشن ہوگئی اور ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ہمارے صحابہ پرایک ہی بھوت سوار ہے اور وہ اس غلط گمان میں مبتلا ہیں کہ عمر داماد علیؑ ہے۔

تشنہ در خواب آب می بیند

جواب ۱۱ ۔

اگر لفظِ ام کلثوم کا ہی ہمارے اہلِ سنت بھائیوں نے رٹا لگانا ہے تو پہلی گذارش یہ ہے کہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن جنہیں لاہ ستی کوئی اُتھے کی کرے کوئی ۔ اور دوسری یہ گذارش کہ ہم اربابِ انصاف کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں کہ اگر کوئی عورت عائشہ نامی ہو تو کیا اُس کا شوہر دامادِ ابوبکر ہے یا کسی عورت کا نام حفصہ ہو تو کیا اس کا شوہر دامادِ عمر ہے حقیقت اربابِ انصاف کے سامنے پیش کر دی ہے مگر مولانا صدیق اور مولانا احسان الٰہی ظہیر اپنی ضد نہیں چھوڑیں گے

خلق الاعوج اعوج

جواب ۱۲

بالقطع والتواتر ثابت ہے ادلہ یقینیہ موجود ہیں کہ جب عمر بن خطاب نبی کی بیٹی کا گھر جلانے آیا تھا تو قنفذ نے جنابِ عمر کی بھرپور مدد کی مگر عبدالعزیز سُنی اپنے تحفہ میں باب مطاعنِ صحابہ طعن ۸ میں لکھتا ہے کہ قنفذ مجہول الاسم والمسمیٰ ہے اور ہم اہلِ سنت سے گذارش کرتے ہیں کہ کافی شریف کی مذکورہ روایت میں

ام کلثوم بھی مجہول الاسم والمسمیٰ ہے مگر قوی احتمال بلکہ صحیح یہی ہے کہ موصوفہ ابوبکر کی بیٹی ہے کما تدین تدان ۔

جواب ۱۳

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شیعوں کی کتاب میں جس امِّ کلثوم کا ذکر ہو گا وہ بنتِ علیؑ ہی ہو گی یہ کہنا اُس شخص کی نادانی ہے ۔ قرآن پاک میں ابولہب کی زوجہ دشمنِ نبیؐ کا ذکر ہے کیا وہ اہلِ سنت کی نظر میں محترمہ ہو گئی شیعوں کی کتابوں میں تو عائشہ و حفصہ کا ذکر بھی ملتا ہے اُسی انداز سے مذکورہ روایت میں ام کلثوم کا ذکر ہے پس معلوم ہوا کہ یہ محترمہ بھی بی بی عائشہ کے قبیلہ کی ہے اور اگر عائشہ کی بہن ام کلثوم زوجۂ عمر ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے چشم ما روشن و دل ما شاد ۔ حقیقت بھی یہی ہے البتہ مولانا صدیق ، مولانا احسان الٰہی ظہیر اور مولانا عبدالستار تونسوی سے انصاف طلب کرنا ایسے ہی ہے جیسے تضرب فی حدید بارد ۔

جواب ۱۴ :۔

"مذکورہ روایت میں الفاظ رکیک اور بھدے ہیں اور عبدالعزیز سُنی نے اپنے تحفہ کید ۳۷ اور نیز باب ۷۷ صہ ۱۶۲ مطبوعہ لاہور میں لکھا ہے کہ رکاکتِ الفاظِ روایت اُس روایت کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں یا تو راوی کو اشتباہ ہوا ہے اور یا جن بزرگوں کی عورتوں کا ذکر تاریخ اسلام میں رکیک الفاظ میں آیا ہے پس یلحق الشئ باعمہ الاغلب ام کلثوم بھی انہی بزرگوں کی کوئی بیٹی ہے مثلاً اسماء بنتِ ابی بکر اور انگیٹھی کا ذکر عقد الفرید صہ ۱۱۳/۲ ، مروج الذہب صہ ۱۰۳/۲ ذکر عبداللہ بن زبیر

ملاحظہ فرمائیں اور نیز حفصہ بنت عمر اور مسئلہ "عورت کی بیقراری شوہر کیلئے" تاریخ الخلفاء، اخبار الاول ذکر عمر اور ازالۃ الخفا صـ ۱۸/۲ فصل ۳ مطبوعہ کراچی ملاحظہ ہو اور نیز "دو محل فتنہ کی لڑائی اور بی بی عائشہ" مشکوٰۃ شریف باب الفصل، ازالۃ الخفا صـ ۳۱۸/۳ ذکر رسالہ فقہ عمر اور موطا امام مالک کتاب الغسل ملاحظہ فرمائیں۔

ہم شیعوں پر ہمارے دوست یوں بھی برستے ہیں کہ رکیک الفاظ کی روایت ان کی کتاب میں ہے اور ہم نے تین عدد نمونے رکاکتِ الفاظ کے دوستوں کی کتابوں سے پیش کر دیے ہیں۔

ع اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جواب ۱۵:۔

علمِ اصول کا مسلّم قانون ہے کہ اذا تعارضا تساقطا مذکورہ روایت سے بفرضِ محال اگر ام کلثوم بنتِ علی مراد لی جائے تو اس روایت کا تعارض ہے مرآۃ العقول کی اس روایت سے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ رشتہ ہوا ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ اس کی صحت کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اور والدلیل یتمسک اذا سلم عن المعارض پس ان دونوں حدیثوں کا تعارض ہو گیا اور تساقط ہو گیا اور اگر کسی واقعہ کے ہونے میں شک ہو تو اصل عدم وقوع ہے حوادث میں۔

جواب ۱۶:۔

مذکورہ اعتراض شیعوں پر اہلِ سنت نے وارد کیا ہے اور

اس کا جواب اگر وہ اپنے قانون مذہب کے مطابق طلب کرنا چاہتے ہیں تو بے انصافی ہے کیونکہ ہر مذہب اپنے قانون کے مطابق جواب دیتا ہے مگر ہم اہلِ سنت کو ایسے قانون کی روشنی میں جواب دیتے ہیں جو شیعہ سنی دونوں کے ہاں مسلّم ہے اور وہ یہ کہ جناب مولوی نافع جھنگوی نے اپنی کتاب رحماء بینہم کے صـ ۲۲ میں اپنے بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں تسلیم کیا ہے کہ جس روایت میں قبیح تعبیر پائی جائے اور جو روایت متناً شاذ ہو وہ قابلِ قبول نہیں ہوتی اور کافی شریف صـ ۶۸/۱ باب ذکر اختلاف الحدیث میں لکھا ہے ویترک الشاذ الذی لیس بمشھور کہ جو روایت شاذ ہو اس کو ترک کیا جائے پس مذکورہ حدیث شیعہ سنی دونوں کے قانون کے مطابق حجت نہیں ہے کیونکہ مذکورہ روایت شاذ ہے اور بقول اہلِ سنت اس میں قبیح تعبیر پائی جاتی ہے۔

جواب ۱۷:۔

شیعہ سنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو اُسے ترک کر دیا جائے اللہ قرآن میں فرماتا ہے لا ترکنوا الی الذین ظلموا کہ ظالموں کی طرف میلان نہ کرو اور کسی ظالم کو رشتہ دینا اس کی طرف میلان ہے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے بیٹی کا رشتہ عمر بن خطاب کو دیا ہو جبکہ دلیل یقینی سے ثابت ہے کہ جناب عمر نے فاطمہ زہراؑ پر ظلم کیا ہے اور بی بی کی شان یہ ہے کہ ان کے حق میں ادنیٰ سی گستاخی سے انسان مورد غضبِ الٰہی بن جاتا ہے۔

جواب ۱۸ :-

کافی شریف ص ۲۹ باب ذکر اختلاف الحدیث میں لکھا ہے کہ جو روایت سنتِ نبیؐ کے مخالف ہو اُسے قبول نہ کیا جائے اندر اہلِ سنت کی کتاب ریاض النضرہ ص ۱۸۲ باب ۳ فصل ۶ میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے نبی کریم سے فاطمہؑ زہرا کا اپنے لئے رشتہ مانگا تھا اور نبی کریم نے عمر کو ٹھکرا دیا تھا پس معلوم ہوا اگر عمر بنتِ نبیؐ کا رشتہ مانگے تو اس کو ٹھکرانا سنتِ نبیؐ ہے پس ناممکن ہے کہ جنابِ امیرؑ نے سنتِ نبوی کی مخالفت کرتے ہوئے نبیؐ کی بیٹی کا رشتہ حضرت عمر کو دیا ہو۔ پس مذکورہ روایت کے بارے میں اگر اہلِ سنت کا دعویٰ صحیح ہے تو روایت قابلِ قبول نہیں اس لئے کہ کافی شریف میں لکھا ہے: یترک ما خالف حکمہ حکم الکتاب والسنۃ۔ کہ قرآن و سنت کے حکم کے مخالف جو روایت آئے اس کو چھوڑ دیا جائے۔

جواب ۱۹ :-

کافی شریف ص ۲۹ باب ذکر اختلافِ حدیث میں لکھا ہے کہ جب حدیثوں میں اختلاف ہو جائے تو یترک ما وافق العامۃ جو روایت اہلِ سنت کے عقیدہ کے موافق ہو اس کو چھوڑ دیا جائے پس مذکورہ روایت سے اگر دعویٰ اہلِ سنت ثابت ہے تو چونکہ وہ روایت اہلِ سنت کے عقیدہ کے موافق ہے پس اُسے چھوڑ دیا جائے گا۔

اعتراض :-

مولوی کرم دین کے پیٹ میں سخت مروڑ اُٹھے ہیں اور فرماتے

ہیں کہ کافی شریف کی عبارت میں نہایت مکروہ لفظ فرج استعمال کیا گیا ہے۔

جواب ۲۰ :-

والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین

پ ۱۷ س الانبیاء آیت ۹۲ -

(کہ مریم) جس نے اپنی فرج کی حفاظت کی الخ -

نوٹ :

اگر مذکورہ لفظ مکروہ ہوتا تو خدا اُسے بی بی مریم کے بارے میں استعمال نہ کرتا۔

جواب ۲۱ :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف کتاب الغسل ص ۴۱ مطبوعہ مصر -

عن عائشۃ قالت اذا اراد النبیؐ ان ینام و ھو جنب غسل فرجہ و توضاء للصلوٰۃ

ترجمہ :-

دوڈتی اماں جی بھاگاں والی) بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ جب جنابت کی حالت میں نبیؐ کریم سونا چاہتے تھے تو فرج کو دھو لیتے تھے -

نوٹ :-

لفظِ فرج بخاری شریف کتاب الغسل میں نبیؐ کریم کی بیویاں

کی زبانی سات مرتبہ آیا ہے اور نیز لفظ مذاکیر زوجۂ نبی میمونہ کی زبانی بخاری کتاب الغسل میں آیا ہے نیز لفظ ذکر جناب عمر اور جناب عثمان کی زبان پر آیا ہے ۔ بخاری کتاب الغسل گواہ ہے اگر مذکورہ لفظ مکروہ ہوتا تو اُس بخاری میں نہ آتا جس کا پڑھنا اہلِ سنت عبادت سمجھتے ہیں نیز مثل مشہور ہے کہ ہر ملکے و ہر رسمے یعنی ہر ملک اور زبان کا اپنا دستور ہے ایک لفظ ایک زبان میں معیوب ہوتا ہے اور دوسری زبان میں معیوب نہیں ہوتا ۔

ع ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ
لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔

اعتراض :-

شاہ عبدالعزیز کی ہرزہ سرائی

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ سہیل اکیڈمی (فارسی عبارت کا ملخص)

اوّل فرج غصبناہ (وہ پہلا رشتہ ہے جو ہم سے غصب ہوا)

یہ وہ کلمہ ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین پھٹ پڑے یہ کیسی بے ادبی ہے جو طاہرہ مطہرہ بی بی ام کلثوم کی شان میں کی گئی ہے یہ کلمہ تہمت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام پر اور نیز یہ کلمہ شیعوں کے اعتقاد میں ایک بے غیرتی ہے یہ کلمہ بزرگان بلکہ بازاری لوگ بھی زبان پر نہیں لاتے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔

جواب صفحہ ۲۲

اہل سنت کے امام شافعی کی ماں کی فرج سے مشتری ستارہ نکلا ۔

ثبوت ملاحظہ ہو ۔

۱ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد صفحہ ۵۹/۲ ذکر محمد بن ادریس الامام الشافعی ۔

۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ صفحہ ۹۲/۱ باب ذکر مولد رسول اللہ

۳ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ذکر امام شافعی صفحہ ۱۲ ۔

۴ ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین صفحہ ۲۴۳ ذکر امام شافعی ۔

سیرۃ حلبیہ کی عبارت ملاحظہ ہو :-

وذکر ان ام امامنا الشافعی رأت وھی حامل بہ ان النجم المسمّی بالمشتری خرج من فرجھا فوقع فی مصر ثم وقع فی کل بلدۃ منہ شظیۃ فتاول ذلک اصحاب تاویل الرؤیا بانھا تلد عالما یکون علمہ بمصر اوّل ثم یتشر الی سائر البلدان ۔

ترجمہ :-

ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے امام شافعی کی ماں نے جبکہ وہ حاملہ تھی ایک خواب دیکھا کہ ستارہ مشتری اُن کی فرج سے نکلا ہے پس اُس ستارے نے پہلے مصر میں ضیا پاشی کی اور پھر اُس کے نور کی چمک ہر شہر میں پہنچی خواب کی تعبیر بتانے والوں نے کہا

کہ خلیفہ بی بی ایک بچہ جنے گی جس کا علم پہلے مصر والوں کو پہنچے گا
اور پھر دوسرے شہروں کو پہنچے گا۔

نوٹ :-

شاہ عبدالعزیزؒ نے جب لفظ فرج شیعہ کتب میں دیکھا تو اپنے گھر کی
خبر لئے بغیر ہی شیعوں پر برس پڑے۔

بیت چرا کار کند عاقل کہ بعد آید پشیمانی

ہم نے شاہ صاحب کے مذہب کی کتابوں سے ثابت کر دیا ہے کہ
ان کے جد تھے امام شافعی کی والدہ محترمہ خلیفہ بی بی کی فرج کا ذکر ایسے الفاظ
میں کیا گیا ہے کہ اگر چار یاری مذہب میں کچھ بھی شرم ہو تو ڈوب کر مر
جائیں۔ امام شافعی کے بیوقوف دوستوں نے اپنے گمان میں اُن کی ایک
نسبت بنائی ہے اور درحقیقت وہ اُن کے لئے باعثِ رسوائی بن گئی
کیونکہ سائنس نے تحقیق کی ہے کہ مشتری ستارہ بہت بڑا ہے اگر وہ درہ
بولان سے بھی گذرے تو پھنس جائے نکل نہ سکے اور خواب ہمیشہ امرِ ممکن کا
آتا ہے کیا اتنے بڑے ستارے کا فرج سے نکلنا ممکن ہے بڑے شرم
کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔

جواب ۲۳

اسماء بنتِ ابی بکر کی فرج یا رحم کا گریہ

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بخاری منقول از شرح کنز مکتوم ص ۱۵۳
۲- اہل سنت کی معتبر کتاب حبیب السیر جزو دوم از جلد دوم ص ۲۳۳ ذکر

عبداللہ بن زبیر۔

تاریخ بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو:-

یا عبداللہ لقد بکی علیک کل شئی فی جسمی حتی فرجی
اور بعض نسخوں میں رحمی بکت علیک بھی لکھا ہے

حبیب السیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

چوں خبر قتل عبداللہ بمادرش رسید بوجود آنکہ
سنش از نود تجاوز کردہ بود حائض گشت وگفت
یا عبداللہ الی آخرہ۔

دونوں عبارتوں کا ملخص ترجمہ :-

جب عبداللہ بن زبیر کے قتل کی خبر اُس کی ماں اسماء بنت
ابی بکر کو پہنچی تو باوجودیکہ اُس کا سن نوے سال سے زیادہ ہو چکا
تھا مگر اُس کو خونِ حیض آگیا اور فرمایا اے بیٹے اللہ تجھ پر رحمت
کرے تیرے غم میں میرے جسم کی ہر شئے رو رہی ہے حتیٰ کہ
میری فرج یا رحم بھی۔

نوٹ :-

اربابِ انصاف !

عبدالعزیز سُنّی کی مزخرفات کا جواب ہم نے پیش کر دیا ہے اور العاقل
تکفیہ الاشارۃ والغافل لا تنفعہ الف عبارۃ۔

جواب :۔ ۲۳۰

حنفی مذہب میں پیش نماز کی پہچان کا تھرمامیٹر

اہل سنت کی معتبر اور مایہ ناز کتاب الدر المختار ص ۴۲ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ۔

ثم الاحسن زوجۃ ثم الاکثر مالا ثم الاکثر جاھا ثم الانظف ثوبا ثم الاکبر راسا والاصغر عضوا

ترجمہ :۔

(حنفی مذہب میں یہ قانون ہے جب ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے جماعت کرانے کی خاطر دو امام موجود ہوں تو زیادہ حق کس کا ہے اور افضل کون ہے تو چند طریقے اعلیٰ کی پہچان کے ہیں)

۱۔ جس کی زوجہ زیادہ خوبصورت ہو۔

۲۔ پھر یا جس کے پاس مال زیادہ ہو۔

۳۔ پھر یا جس کی شان و شوکت زیادہ ہو۔

۴۔ پھر یا جس کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔

۵۔ پھر یا جس کا سر بڑا ہو اور عضوِ تناسل چھوٹا ہو۔

نوٹ ۱ :۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

نوٹ ۲ :۔

طلحہ اور زبیر کی پیش نمازی کے بارے میں لڑائی

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۱۸۱ ج ۲ ذکر جنگِ جمل۔

فلما حضر وقت الصلوٰۃ تنازع طلحۃ والزبیر جذب کل واحد منھا صاحبہ حتی فات وقت الصلوٰۃ وصاح الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا اصحاب محمدؐ فقالت عائشۃ یصلی محمد بن طلحہ یوماً وعبداللہ بن زبیر یوماً فاصطلحوا علی ذلک۔

ترجمہ :۔

جب وقت نماز ہوا طلحہ و زبیر کا آپس میں جھگڑا ہو گیا اور اُن دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو پیچھے ہٹاتا تھا (اور خود امامت کے لئے آگے بڑھتا تھا) حتیٰ کہ نماز قضا ہو گئی لوگوں نے شور و غل مچایا کہ اے اصحاب محمد نماز کا خیال کرو نماز کا خیال کرو پس بڑی اماں عائشہ جی نے فرمایا کہ ایک دن محمد بیٹا طلحہ کا جماعت کرائے اور ایک دن عبداللہ بیٹا زبیر کا نماز پڑھائے پس دونوں نے اپنی سالی کے فیصلہ پر صلح کر لی۔

نوٹ :۔

جس طرح سائنس نے ترقی کی ہے حنفی مذہب اسلام کی ترقی ہے۔ مگر جنگِ جمل کے وقت مذکورہ تھرمامیٹر عبدالعزیز سنی کے بزرگوں نے ایجاد نہیں

فرمایا تھا ورنہ جھگڑے کی نوبت ہی نہ آتی یہ سچ ہے بیت الاسکاف فیہ من کل جید دقعۃ ۔

جواب ۲۵ :۔

اہلِ سنت کے ساتویں خلیفے کا محرابِ مسجد میں پیشاب کرنا اور پانچ بیٹوں کیلئے خلافت لینا

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف صفحہ ۱۹۳ ذکر سعید بن المسیب ۔

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مجمع الامثال صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ مصر موئف ابو الفضل میدانی ۔

اَبْوَلُ من کلب یجوز ان یراد بہ کثرۃ الولد فان البول فی کلام العرب یکنیٰ بہ عن الولد قلت و بذالک عبّر ابن سیرین رؤیا عبد الملک بن مروان حین بعث الیہ انی رأیت فی المنام انی کنت فی محراب المسجد و بلت فیہ خمس مرات فکتب الیہ ابن سیرین ان صدقت رؤیاک فسیقوم من اولادک خمسۃ فی المحراب ویتقلدون الخلافۃ بعدک فکان کذالک ۔

ترجمہ :۔

عرب کی یہ مثل اَبْوَلُ من کلب کہ کتے سے زیادہ پیشاب کرنے والا اس سے مُراد کثرتِ اولاد لینا بھی جائز ہے کیونکہ کلامِ عرب میں پیشاب سے مراد کنایۃً اولاد مُراد لی جاتی ہے

(ابو الفضل میدانی فرماتے ہیں کہ) ابن سیرین نے عبد الملک بن مروان کے خواب کی اسی طرح تعبیر کی تھی عبد الملک نے اُسے یہ خواب تحریر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ محرابِ مسجد میں میں نے پانچ مرتبہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے ۔ ابن سیرین نے یہ جواب لکھا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے پانچ بیٹے تیرے بعد خلیفے بنیں گے ۔ اور محراب میں کھڑے ہوں گے اور ہوا بھی اسی طرح ۔

نوٹ ۱ :۔

شرح فقہ اکبر سے حوالہ مذکور ہو چکا ہے کہ عبد الملک بن مروان اہلِ سُنت کا ساتواں مایۂ ناز خلیفہ برحق ہے ۔ شرم و حیا کی ڈھونگ بجانے والے مسجد، محراب، اور خلافت کی پاکیزگی کا خیال بھی کریں اور اپنے محبوب خلیفے کے پیشاب کا بھی لحاظ کریں ۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

نوٹ ۲ :۔

کافی شریف میں لفظِ فرج ہمارے اہلِ سنت دوستوں نے لکھا ہوا دیکھا تو تھانیدار کی طرح بیچارے شیعوں پر برس پڑے لیکن ان شرم و حیا کے ٹھیکہ داروں نے اس بات کی طرف توجہ نہ دی کہ لفظِ فرج قرآن پاک میں جنابِ مریم کے بارے میں بھی استعمال ہوا ہے اور بخاری شریف میں نبیٔ کریم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور تاریخ بخاری میں جنابِ ابوبکر کی بیٹی اسماء کے لئے بھی لفظِ فرج استعمال ہوا ہے نیز تاریخ بغداد میں اہلِ سنت کے امام شافعی کی ماں کی فرج سے ستارہ مشتری کے نکلنے کا بھی ذکر

ہے نیز لفظ ذکر کا جناب عمر و عثمان کی زبانوں پر آنا بخاری شریف میں لکھا ہے نیز ہمارے سنی بھائیوں کی کتاب "الدر المختار" میں وقتِ نماز پیش نماز کے عضوِ تناسل کی پیمائش کا بھی ذکر ہے اور نیز سنی دوستوں کی کتاب مجمع الامثال میں سنی بھائیوں کے محبوب رہنما اور خلیفہ عبد الملک بن مروان کا حالتِ خواب میں محرابِ مسجد میں پانچ مرتبہ پیشاب کرنا بھی مذکور ہے پس اگر ہمارے اہلِ سنت دوستوں میں غیرت ہو تو ڈوب کر مر جائیں۔ جب انہوں نے اپنے امام کی والدہ گرامی کی فرج سے مشتری ستارے کا نکلنا ذکر کیا ہے اور اپنے خلیفے ابوبکر کی بیٹی اسمار کی فرج کا رونا بھی ذکر کیا ہے تو ہم ان سے اور کیا کہیں شرم۔ شرم۔ شرم۔

جواب ۲۶

واکنم زخم دل اگر سے طاقتِ دیدن داری
سر کنم نالۂ اگر تابِ شنیدن داری

اسلام میں صحتِ نکاح کیلئے مرد اور عورت کا ایک دوسرے کا کفو ہونا ضروری ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الھدایۃ مع الدرایۃ کتاب النکاح فصل فی الکفاءۃ ص $\frac{۳۲۰}{۲}$۔

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح وقایہ کتاب النکاح ص $\frac{۱۷}{۲}$۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق کتاب النکاح ص ۱۰۰۔

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الدر المختار کتاب النکاح ص $\frac{۷}{۲}$۔

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا رسالہ فقہ العمر کتاب النکاح ذکر کفو ص $\frac{۱۴۰}{۲}$۔

۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان کتاب النکاح ص $\frac{۱۶۱}{۱}$

۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ کتاب النکاح ص $\frac{۵۵}{۴}$

۸۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب البحر الذخار کتاب النکاح ص $\frac{۳۸}{۲}$۔

۹۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سنن دار قطنی کتاب النکاح ص

کتاب الفقہ کی عبارت ملاحظہ ہو:-

ان الکفاءۃ ھی مساواۃ الرجل للمرأۃ فی امور مخصوصۃ وھی ستۃ النسب والاسلام والحرفۃ والحریۃ والدیانۃ والمال۔

ترجمہ:-

کفاءت کا معنیٰ ہے کہ مرد عورت کے ساتھ چند امور میں برابر ہو اور وہ چھ ہیں۔

۱۔ نسب۔ ۲۔ اسلام۔ ۳۔ پیشہ۔ ۴۔ آزادی۔ ۵۔ پاکیزگی و شرافت و دیانت۔ ۶۔ مال و دولت۔

بحر الذخار کی عبارت ملاحظہ ہو۔

والکفاءۃ المماثلۃ قلت وفی العرف المماثلۃ فی الشرف والدناءۃ وھی معتبرۃ فی النکاح اجماعاً

ترجمہ:-

کفاءت کا معنیٰ مماثلت ہے مرد و عورت شرف اور پستی میں برابر ہوں اور برابری اجماعاً نکاح میں معتبر ہے۔

نوٹ:-

اہلِ سنت میں کفو ہونے کے لئے مذکورہ چھ امور ضروری ہیں۔
اور اہلِ تشیع کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ مرد مخنث نہ ہو نامی
نہ ہو۔ شرابی نہ ہو۔ حلال زادہ ہو حرام زادہ نہ ہو۔ ورنہ وہ کسی پاکیزہ
نسب والی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر فاروق ام کلثوم بنتِ
علیؑ کے کفو نہیں تھے کیونکہ بی بی کا نسب پاکیزہ تھا اور حضرت عمر صحیح
النسب نہ تھے اور اس کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ولید
بن مغیرہ کے نسب سے بحث کی جائے کیونکہ ولید بن مغیرہ صحیح النسب
نہ تھے اور رسول اللہؐ نے عمر فاروق کو ولید بن مغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔

ولید بن مغیرہ کا نسب صحیح نہ تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو:- (قرآن مجید)

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ
ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ○ پ ۲۹ س نون والقلم۔

ترجمہ:-

اُس شخص کی اطاعت نہ کریں جس میں یہ نو صفتیں ہوں
۱۔ زیادہ قسمیں کھانے والا۔ ۲۔ ذلیل۔ ۳۔ طعنے
دینے والا۔ ۴۔ چغلی کرنے والا۔ ۵۔ نیکی سے روکنے والا
۶۔ حد سے گزرنے والا۔ ۷۔ گناہ گار۔ ۸۔ متکبر
۹۔ حرام زادہ۔

مذکورہ آیت ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صہ ۱۸۸/۸ سورۃ نون والقلم۔
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری صہ ۳۴/۱۰۔
۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صہ ۱۲۰/۷۔
۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف صہ ۸۵/۲ ۲۔
۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر دُرِّ منثور صہ ۲۵۲/۶۔
۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر جواہر پ ۲۹
۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۲۹ صہ ۲۸
۸۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر جلالین پ ۲۹ سورۃ نون والقلم
۹۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الفتوحات الالٰہیہ صہ ۳۸۲/۴۔
۱۰۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابی سعود برحاشیہ رازی صہ ۲۱۶/۸

تفسیر الفتوحات الالٰہیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:-

لما نزلت هذه الاية قال وليد لامه ان محمداً
وصفني بتسع صفات الخ۔ فما غير التاسع منها
فان لم تصدقيني الخبر ضربت عنقك
فقالت له ان اباك عنين فخفت على
المال فمكنت الراعي من نفسي فانت هنه۔

ترجمہ :-

جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ولید نے اپنی ماں سے کہا کہ محمدؐ نے میری نو صفتیں بیان کی ہیں جن کو میں جانتا ہوں سوائے آخری صفت (حرام زادہ ہونے) کے اور اگر تو مجھ سے سچی بات نہیں بتائے گی تو تیری گردن اُڑا دوں گا پس ولید سے اُس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا اور مجھ کو مال و دولت کے ضائع ہونے کا ڈر ہوا پس میں نے ایک چرواہے کو اپنے اوپر قدرت دی اور تو اُس چرواہے کا بیٹا ہے۔

نوٹ :-

تفسیر مظہری، تفسیر رازی، تفسیر خازن، تفسیر کشاف، چاروں میں زنیم کا معنی یہی لکھا ہے کہ زنیم وہ ہے جو ولدالزنا ہو حلالی نہ ہو جو کسی قوم میں شمار ہو اور اُن سے نہ ہو۔ اور یہ ولید ایسا ہی تھا۔

جنابِ عمرؓ اور ولید بن مغیرہ کا نسب پیغمبر کی نگاہوں میں ایک جیسا تھا،

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صفوۃ الصفوۃ صـ ۱۰۳/۱ ذکرِ عمرؓ۔
۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ صـ ۱۶۸/۳ ذکرِ عمرؓ
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفا صـ ۱۱۱ ذکرِ عمرؓ۔
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الصواعق المحرقہ صـ ۵۵ بابِ پنجم۔

۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ صـ ۱۵/۲
۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب روضۃ الاحباب صـ ۱۳۴/۱
۷ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید صـ ۲۱۱/۳
۸ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ صـ ۱۱/۲ فصل ۲۔
۹ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب نورالابصار صـ ۲۶ فصل ذکرِ عمرؓ
۱۰ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صـ ۱ ذکر اسلام عمرؓ۔

صفوۃ الصفوۃ کی عبارت ملاحظہ ہو :-

فقام رسول اللہ حتی اتی عمر فاخذ بمجامع ثوبہ وحمائل السیف فقال ما انت منتھیا یا عمر حتی ینزل اللہ یعنی بک من الخزی والنکال ما نزل بالولید بن مغیرۃ۔

ترجمہ :-

(جب جنابِ عمرؓ تلوار لے کر رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کیلئے آئے تھے اور نبیؐ کریم کو اطلاع مل چکی تھی) پس حضورؐ اُٹھے حتیٰ کہ گریبانِ عمرؓ اور نیامِ عمرؓ سے پکڑ کر فرمایا کہ تو باز نہیں آئے گا اے عمرؓ؟ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اُس رسوائی والی بات کی خبر دے جو ولید بن مغیرہ کے متعلق دی ہے

دربارِ نبویؐ میں نسب کی تحقیق اور عمرؓ کا گھبرانا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری کتاب العلم صـ ۲۶ مطبوعہ مصر

فقام عبداللہ بن حذافتہ فقال من ابی فقال ابوک حذافتہ ثم اکثران یقول سلونی فبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا الخ۔

ترجمہ :-

عبداللہ بن حذافہ نے عرض کی یا نبیؐ اللہ میرا باپ کون ہے نبیؐ کریم نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر آنجنابؐ نے فرمایا دوسرے لوگو! مجھ سے پوچھو جناب عمر باادب حضورؐ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی ہم راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے

نوٹ ۱ :-

مذکورہ دس عدد کتب گواہ ہیں کہ جب جناب عمر تلوار لے کر رسول اللہ کے قتل کرنے کے لئے آیا تو جس طرح ولید بن مغیرہ اپنی ماں کے سر پر تلوار لے کر آیا تھا تو ماں نے اس کے نسب کا راز فاش کر دیا تھا کہ تو صحیح النسب نہیں ہے اسی طرح نبیؐ کریم نے عمر فاروق کو ان کے راز کو فاش کرنے کی دھمکی دی کہ تیرے بارے میں آسمان سے رسوا کن بات کی اللہ خبر دے گا جو ولید بن مغیرہ کے متعلق خبر دی ہے ۔ الحاصل تکفیہ الاشارۃ جناب عمر اور جناب ولید بن مغیرہ دونوں نسب شریف میں مناسبت رکھتے ہیں اور دونوں صحیح النسب نہیں ہیں ۔ ہم جواب کی تمہید میں عرض کر چکے ہیں کہ مرد کو عورت کے ساتھ نسب میں برابر ہونا چاہیئے پس کجا راشن کجا خایہ کجا بنی ہاشم کا پاکیزہ نسب اور کجا حضرت عمر کا مشکوک اور مشتبہ نسب۔ پس حضرت عمر فاروق ام کلثوم بنت فاطمہؑ جیسی پاکیزہ

نسب شہزادی کا کفو نہ تھا لہذا ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے بیٹی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کیا ہو۔ اگر کسی کتاب میں اس کے خلاف کچھ مواد ملے تو وہ راویوں کا اشتباہ ہے۔ خاندان نبوت کا اس میں کوئی قصور نہیں ۔

نوٹ ۲ :-

ہم نے اہلسنت بھائیوں کی لاکھ منت کی کہ اور مسئلے بہت ہیں جن پر طبع آزمائی کی جا سکتی ہے اور مسئلہ عقد ام کلثوم کا تعلق ہمارے جذبات سے ہے اور ناموس رسولؐ ہے اور ہم کو مل کر ایک ملک میں رہنا ہے لہذا اسے نہ چھیڑا جائے لیکن ہمارے دوستوں نے، اہل سنت علماء نے رہ رہ کر اس مسئلے کو چھیڑنے کی کوشش کی ۔ کچھ عرصہ پہلے قاری غلام رسول نارووالی، مولوی محمد صدیق تاندلوی ۔ مولوی عبدالستار تونسوی اور انجمن محبین صحابہ کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا گویا باسی ہانڈی میں ابال آیا اور چار عدد پمفلٹ مختلف قسم کے دامادی عمر کے سلسلے میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کر دیئے ۔ ہمارے مذکورہ جواب سے حضرت عمر کے عقیدت مندوں کو سخت تکلیف ہو گی لیکن ہم بھی انسان ہیں دفاع کا حق ہر انسان کو حاصل ہے ہماری مذہبی غیرت کو ہمارے مخاطب مولوی محمد صدیق نے للکارا ہے ہماری کو ... نے کمزوری سمجھا ہے ہمیں صاحب الادا قرضہ کا طعنہ دیا ہے ۔ ہم اپنے مخاطب یہودی سبائی ہاتھوں کے ستائے ہوئے مولانا محمد صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کا قرضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ مع سود سمیت آپ کا قرضہ لوٹائیں گے ۔

اعتراض :-

اگر جنابِ عمر کا نسب غیر صحیح تھا تو نبی کریم اور شیعوں کے امام اور صحابہ کرام اُن کو ابنِ خطاب کہہ کر کیوں پُکارتے تھے۔

جواب :-

لفظِ الله (خدا) کا معنیٰ ہے سچا معبود، خدائے حق، لیکن قرآن مجید پ۱۷ میں انبیاء آیت ۹۹ میں لفظِ اللہ بتوں پر بھی بولا گیا ہے

لوکان ھولآءِ الھتۃ ماورد وھا۔

ترجمہ :-

اگر یہ بُت خدا ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے نیز لفظِ ربّ خدا تعالیٰ کے لیے ہے لیکن سورۃ انعام پ۷ میں شمس قمر اور ستاروں پر بھی بولا گیا ہے۔

فلمّارای الشمس بازغۃ قال ھذا ربّی۔

ترجمہ :-

جب ابراہیم نے طلوع ہوتا ہوا آفتاب دیکھا تو فرمایا یہ میرا ربّ ہے۔

پس ہم اپنے دوستوں سے سوال کرتے ہیں کہ بُت خدا تو نہیں تھے اور شمس و قمر اور ستارے رَب بھی نہیں تھے پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ چیزوں پر لفظِ الہ یا رَب کا اطلاق کیوں کیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ لفظ جب کسی معنی میں مشہور ہو جاتے تو پھر اس لفظ کا استعمال اُس معنی میں درست ہوتا ہے چونکہ لفظِ الٰہ یا ربّ کا استعمال اُن زمانوں میں بُتوں پر شمس و قمر پر بھی ہوتا تھا۔ پس اُسی شہرت کی بنا پر اللہ نے ان الفاظ کا استعمال

کیا ہے اور اسی طرح جنابِ عمر چونکہ خطاب کے گھر پیدا ہوئے پس ابنِ خطاب مشہور ہو گئے۔ جس طرح کوئی شخص کوئی بچہ پالے تو وہ پالنے والا اس کا باپ مشہور ہو جاتا ہے اسی طرح خطاب نے عمر کو پالا تھا اور عمر خطاب کا بیٹا مشہور ہو گیا جیسا کہ ولید کو ابنِ مغیرہ ہی کہا جاتا تھا اُسی طرح جنابِ عمر کو ابنِ خطاب ہی کہا جاتا تھا۔

جواب ۲۷ :-

مومنہ عورت کا ناصبی سے نکاح صحیح نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو :-

کتاب فروعِ کافی کتاب النکاح باب مناکحۃ النصاب ص ۳۴۹/۵ مطبوعہ تہران۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال لا یتزوج الناصب المؤمنۃ۔

ترجمہ :-

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ (دشمن اہلِ بیت) ناصبی مرد کی تزویج مومنہ عورت سے نہ کی جائے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام عن النکاح الناصب فقال لا واللہ ما یحلّ۔

ترجمہ :-

(راوی کہتا ہے کہ) میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ناصبی مرد کو رشتہ دینا جائز ہے ۔ امام علیہ السلام نے (تاکید کی خاطر) قسم کھا کر فرمایا کہ ناصبی کو رشتہ دینا جائز اور حلال نہیں۔

نوٹ :-

جناب عمر بن خطاب ناصبی اور دشمن اہلِ بیت تھے آٹھ عدد کتب اہلِ سنت سے بمعہ حوالہ جات ثابت کیا جا چکا ہے کہ اولادِ نبی کا گھر جلانے کے لئے اور ابوبکر کی جبری بیعت کروانے کے لئے جناب عمر پیش پیش تھے اور جاگیرِ فدک کے سلسلہ میں جناب عمر کے مظالم کی داستان ہماری کتاب جاگیرِ فدک میں ملاحظہ فرمائیں اور جناب امیرؑ کی خلافت بلافصل سے انکار کرنا یہ بھی حضرت عمر کا حضرت علی علیہ السلام پر ایسا ظلم ہے جو محتاجِ بیان نہیں اور امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ناصبی دشمنِ اہلِ بیت کو رشتہ نہ دیا جائے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے اس دشمنِ اولادِ نبیؐ کو بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

جواب ۲۸ :-

بدخلق کو رشتہ نہ دیا جائے

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل شیعہ کی کتاب وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۳۰ کتاب النکاح ۔

لا ینبغی للمرأۃ ان تختار زوجاً سیئ الخلق ۔

حضرت عمر کا خلق اچھا نہیں تھا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری کتاب النکاح باب مناقب عمر ص۱۱/۵ طبع مصر۔

فقلن نعم انت افظ واغلظ من رسول اللہ فقال رسول اللہ یا ابن خطاب ما لقیک الشیطان سالکا فجاً قط الا سلک فجاً غیر فجک ۔

ترجمہ :-

قریشی عورتوں نے کہا (جناب عمر سے) کہ تو زیادہ بدخلق ہے اور نبی کریمؐ نے فرمایا اے پسر خطاب شیطان جس راہ آ رہا ہو اگر وہ تجھے دیکھ لے تو وہ بھی (تیری بدخلقی کی وجہ سے) دوسری راہ اختیار کرے ۔

جنابِ عمر کی بداخلاقی سے تمام اصحابِ نبیؐ تنگ تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص۱۲۸ ذکر عمر ۔

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ص۱۹۹/۳ ذکر وصیت ابی بکر۔

۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری صفحہ ۲۱۳۷ جلد ۴ سنہ ۱۳
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰ جلد ۲ ذکر استخلافہ عمر بن الخطاب -
۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۹ ذکر وفات ابی بکر

تمام کتابوں کی ملخص عبارت -

ما انت قائل لربک اذا سألک عن استخلاف عمر وقد تری غلظتہ -

ترجمہ :-

(جب جناب ابوبکر نے انصاف اور جمہوریت کا جنازہ نکالتے ہوئے بغیر کسی الیکشن کے خلافت کی خاطر عمر کو نامزد کرنا چاہا تو اصحابِ نبیؐ چلا اُٹھے اور عمر کے غلط اخلاق کی ابوبکر سے ان الفاظ میں شکایت کی) تو خدا کو کیا جواب دے گا جب وہ تجھ سے پوچھے گا کہ تو نے عمر کو خلیفہ کیوں بنایا باوجودیکہ تجھے اُس کی بد خُلقی معلوم ہے -

جنابِ عمر کی بد خلقی کی وجہ سے حضرت علیؑ عمر کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے -

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۳۹ باب غزوہ خیبر مطبوعہ مصر -

فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یأتنا احد معک کراهیۃ لمحضر عمر فقال عمر لا واللّٰہ لاتدخل علیھم وحدک -

ترجمہ :-

(جنابِ فاطمہ زہراؑ کی وفات کے بعد) جنابِ امیرؑ نے ابوبکر کی طرف پیغام بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور تمہارے ساتھ کوئی اور نہ آئے یہ حضور نے اس لئے فرمایا کیونکہ عمر کے آنے کو جنابِ امیرؑ ناپسند کرتے تھے -

نوٹ :-

مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمر کی بداخلاقی کا ذکر مدینے کی عورتوں نے نبیؐ کریم کے سامنے کیا ہے۔ اور نبیؐ کریم نے اُن عورتوں کی تائید میں فرمایا کہ ہاں شیطان بھی اس کی بد اخلاقی کی وجہ سے اس سے گریز کرتا ہے اور اصحابِ نبیؐ نے بھی وقتِ وفاتِ ابوبکر اُن کے سامنے جنابِ عمر کی بد خلقی کا رونا رویا ہے اور حضرت علیؑ تو جنابِ عمر کی بد خلقی کی وجہ سے اُن کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ شریعت کا اٹل فیصلہ ہے کہ بد خلق سے پرہیز کیا جائے اور اسی کتاب میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ عمرو بن عاص نے جنابِ عمر کو اُن کی بد خلقی کی وجہ سے ام کلثوم بنتِ ابی بکر کا رشتہ لینے سے روکا تھا اور نیز یہ بھی ثابت کر آئے ہیں بقول اہل سنت کہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر نے جنابِ عمر کی بد خلقی کی وجہ سے اُن کے رشتے کو

ٹھکرایا تھا اور نیز یہ بھی ثابت کر آئے ہیں بقول اہل سنت کہ جناب عائشہ نے حضرت عمر کی بد خلقی کی وجہ سے اپنی بہن ام کلثوم کی طرف داری کی اور خلیفہ جی کی منگنی توڑ دی رشتہ دے کر مکر گئی۔ پس ارباب انصاف غور کرنا چاہیئے کہ جتنی ہمدردی عمرو بن عاص اور بی بی عائشہ کو ام کلثوم بنت ابی بکر سے تھی کیا اتنی ہمدردی حضرت علیؑ کو اپنی بیٹی ام کلثوم سے نہ تھی جبکہ اُن کی والدہ بھی عمر کے ظلم سے شہید ہوئی تھیں اور خود بھی جناب عمر کے ظلم سے پچیس ۲۵ سال مظلومیت کے بسر کئے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے اور دیگر امور عادیہ کی مخالفت کرتے ہوئے ایک بد خلق شخص کو اپنی بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

جواب ۲۹ نمبر:۔

شرابی کو رشتہ نہ دیا جائے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہل شیعہ کی کتاب فروع کافی کتاب النکاح باب الکفو ص۳۴۷ ج۵

۲۔ اہل شیعہ کی کتاب عروۃ الوثقیٰ کتاب النکاح باب مستحبات التزویج ص۵۵

۳۔ اہل شیعہ کی کتاب مرآۃ العقول ص۴۵ ج۳ کتاب النکاح۔

فروع کافی کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ قال ابو عبد اللہ من زوج کریمتہ من شارب الخمر فقد قطع رحمها۔

۲۔ قال رسول اللہ شارب الخمر لا یتزوج اذا خطب۔

۳۔ قال رسول اللہ ص شرب الخمر بعدما حرمه الله علی لسانی فلیس باھل ان یزوج اذا خطب۔

تمام عبارتوں کا ملخص ترجمہ:۔

معصوم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنی بیٹی کا رشتہ شرابی کو دیا اُس نے بیٹی سے قطع رحمی کی۔ نبی کریم فرماتے ہیں شراب کے حرام ہونے کے بعد جو شخص شراب پیئے اُس کو رشتہ نہ دیا جائے۔

جناب عمر شراب پیتے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب المستطرف فی کل فن مستظرف ص۲۲۹ ج۲ باب ۷۴ مطبوعہ مصر۔

قد انزل اللہ فی الخمر ثلاث آیات الاولی قوله تعالیٰ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس الایۃ فکان من المسلمین من شارب ومن تارک الی ان شرب رجل ودخل فی الصلوٰۃ فھجر فنزل قوله تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لا

تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی حتی تعلموا ما تقولون فشربھا من شربھا من المسلمین وترکھا من ترکھا حتی شربھا عمر رضی اللہ عنہ فاخذ بلحی بعیر وشج بہ راس عبدالرحمٰن بن عوف ثم قعد ینوح علی قتلی بدر بشعر الاسود بن یعفر یقول ۔۔۔۔۔ الی آخرہ ۔

ترجمہ (ملخص)

اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے کے لئے تین آیات نازل فرمائی ہیں ۱ جوئے اور شراب کے متعلق لوگ آپ سے پوچھتے ہیں۔ اے رسول آپ کہہ دیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور کچھ نفع ہے اس آیت کے بعد کچھ مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی اور کچھ پیتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص شراب پی کر مسجد میں آیا اور وہ حالتِ نماز میں بکواس کرنے لگا پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ ۔ ۔ پھر کچھ مسلمانوں نے شراب چھوڑ دی اور کچھ پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر نے پی اور اونٹ کے نچلے جبڑے والی ہڈی لے کر عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر دے ماری اور اُس بے چارے کا سر پھوڑ ڈالا اور پھر جنگِ بدر کے کفار مقتولین پر نوحہ کرنے بیٹھ گیا اور اسود بن یعفر کے ایسے

اشعار پڑھے جن سے کفر اور فسق ٹپکتا ہے اُن اشعار کے ذریعے خدا کو الٹی میٹم دے دیا کہ میں رمضان کے روزے چھوڑتا ہوں اور تو اگر میرا شراب روک لے۔ نبی کریمؐ کو جب اس دوسرے یار کی حرکت معلوم ہوئی تو غضبناک ہو کر بیت الشرف سے باہر آئے اُن کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی وہ عمر کے سر میں دے ماری اور پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

انما یرید الشیطان الی فھل انتم منتھون فقال عمر انتہینا انتہینا۔

ترجمہ :-

(شراب اور جوئے کی وجہ سے) شیطان تم میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے۔ نماز اور ذکرِ خدا سے تمہیں روکنا چاہتا ہے پس کیا تم شراب نوشی سے رُکو گے نہیں۔ جنابِ عمر نے کہا ہم رُک گئے ہم رُک گئے۔

نوٹ ۱ :-

شریعت کا اٹل فیصلہ ہے کہ شرابی کو رشتہ نہ دیا جائے اور جنابِ عمر کا شراب پینا ہم نے اہلِ سنت کی مایہ ناز اور معتبر کتاب سے ثابت کر دیا ہے کہ جنابِ عمر نے شراب کے حرام ہونے کے بعد بھی نبی کریمؐ کی موجودگی میں شراب کو نہیں چھوڑا تھا اور یہ لال پری آخر ایک روز رنگ لائی اور جنابِ عمر نے اپنی مستی میں اُونٹ کی ہڈی مار کر عبدالرحمٰن کا سر پھوڑ ڈالا پس ناممکن ہے کہ

جناب امیرؑ نے ایسے شخص کو اپنی معصومہ بیٹی کا رشتہ دیا ہو۔

نوٹ مـ۲ ،۔

ہمارے مخاطب سبائی اور یہودی ہاتھوں کے ستائے ہوئے مولوی محمد صدیق کو مذکورہ حوالہ پڑھ کر سخت تکلیف ہو گی لیکن جب انہوں نے یہ سفید جھوٹ شائع کیا تھا کہ عمر بن خطاب جناب امیرؑ اور حضرت فاطمہؑ کے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ داماد تھے تو شیعیانِ حیدر کرار کا بھی خون کھولا تھا لیکن شیعوں نے ملک کی سالمیت کی خاطر خاموشی اختیار کی اور مولوی صدیق نے اُن کی خاموشی کو اُن کی کمزوری سمجھا اور پھر اپنے ایک چمچے کے ذریعے شیعوں کی غیرت کو للکارا کہ نکاحِ امّ کلثوم کے رسالہ کا جواب ہمارا شیعوں کے سَر پہ واجب الادا قرضہ ہے۔

مخاطب موصوف سے ہماری گذارش ہے کہ آپ کو حوالہ جات پہ ناز تھا اور ہم بھی آپ کے خلیفہ کے متعلق حوالہ جات پیش کر رہے ہیں اور آپ کا قرضہ ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جب آپ کو پورا قرض وصول ہو جائے تو اطلاع دینا ہم نے آپ کے رسالہ کو ضبط نہیں کروایا اور نہ ہی کسی عدالت میں چیلنج کیا بلکہ صبر کا گھونٹ بھر لیا اور جب ہمیں فرصت ہوئی تو قرضہ ادا کرنے کی کوشش کی اگر ہمارے حوالہ جات پڑھنے سے آپ کا بھی خون کھولے اور کلیجہ شق ہو تو آپ بھی صبر کا گھونٹ بھریں عوام الناس کو نہ بھڑکائیں۔ آپ کا اور ہمارا ایک خالص علمی مقابلہ ہے جس کا فیصلہ علماء کرام فرمائیں گے۔

اگر تسلّی نہیں ہوئی تو سعید بن ذی لعوہ کا واقعہ سُنیئے

ثبوت ملاحظہ ہو،

اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری جـ۱۰ صـ۳۱ ۔

کما نقل فی ذو الفقار صفدری قال البیہقی اشار الی واقعۃ سعید بن ذی لعوۃ انہ شرب من سطیحۃ لعمر فسکر فجلدہ عمر قال انما شربت من سطیحتہ و قال اضربک علی السکر۔

ترجمہ ،۔

سعید بن ذی لعوہ نے ایک مرتبہ عمر صاحب کے کوزۂ سفری سے پانی پیا تو سعید کو نشہ ہو گیا۔ جناب عمر نے اُس کو کوڑے مارنے شروع کر دیئے۔ اُس نے عرض کی (حضور میرا تو بس اتنا ہی قصور ہے) کہ میں نے آپ کے کوزہ سے پانی پیا ہے۔ جناب عمر نے کہا کہ میں آپ کو اس لئے مار رہا ہوں کہ تجھ کو نشہ کیوں ہوا ہے۔

نوٹ ،:۔

ارباب انصاف!

مذکورہ واقعہ سے آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ عمر صاحب کے کوزہ میں ہر وقت شراب رہتا تھا ظاہراً اُس میں پانی ملا ہوا ہوتا تھا لیکن دراصل

وہ ایسا سخت شراب ہوتا تھا کہ عام آدمی جس کے پینے سے مست ہو جاتا
تھا البتہ جناب عمر پر اُس شراب کا اثر اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ
اُس کے پُرانے عادی تھے۔ ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مردان نے
پایۂ تحقیق سے گری ہوئی عبارات شیعہ کتب سے ڈھونڈ کر ہماری دل آزاری
کے لئے پیش کی ہیں پس ہم نے بھی خدا گواہ ہے مذکورہ واقعہ خود نہیں گھڑا
بلکہ اہل سنت دوستوں کی معتبر کتاب سے پیش کیا ہے اگر ہمارے مخالف
کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ہر قسم کی عبارات شیعہ کتب سے ہمارے خلاف
پیش کرے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی مخالف
کی کتب سے ہر قسم کی عبارات اس کے خلاف پیش کریں

جنابِ عمر کا وقتِ موت شراب پینا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ صفحہ ۱۸۲/۲ فصل ۱۱ :۔

فقال اُدعوا الیّ الطبیب فدعوا الطبیب فقال
ای شراب احبّ الیک فقال النبیذ فسقی النبیذ۔

ترجمہ :۔

جناب عمر نے وقتِ موت کہا کہ طبیب کو بلاؤ حکیم صاحب نے
عمر سے پوچھا کہ کونسا شراب آپ کو زیادہ پسند ہے۔ عمر صاحب
نے کہا نبیذ نامی شراب مجھے زیادہ پسند ہے پس وہی شراب

عمر کو پلایا گیا۔

نوٹ :۔

نبیذ وہ شراب ہے جو انگور یا کھجور کا رس نچوڑ کر تیار کیا جاتا ہے۔
ثبوت کے لئے المنجد لغت کی کتاب ملاحظہ کریں۔ کیا کہنا اُس پارسا خلیفے کا
جس کی دُنیا سے جاتے وقت آخری غذا شراب تھی لیں ایسے پارسا خلیفے
کو اگر بیچارے شیعہ خلیفۂ حق تسلیم نہ کریں تو قصور شیعوں کا ہی ہے ورنہ
خلیفہ کی اعلیٰ شان میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔

جواب ۳۰ :۔

مخنّث کو رشتہ نہ دیا جائے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱ ۔ اہلِ شیعہ کی کتاب عروۃ الوثقیٰ کتاب النکاح صفحہ ۵۵
۲ ۔ اہلِ شیعہ کی کتاب وسیلۃ النجاۃ کتاب النکاح صفحہ ۳۰۰

وسیلۃ النجاۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

لاینبغی للمرأۃ ان تختار زوجاً سیّئ الخلق و
المخنّث والفاسق و شارب الخمر۔

عروۃ الوثقیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

یکرہ تزویج سیّئ الخلق والمخنّث والفاسق وشارب
الخمر۔

دونوں عبارتوں کا ترجمہ :۔

جس مرد میں یہ چار عیب ہوں ۱ بدخلق ۲ مخنّث ۳ فاسق

شرابی ۔ اُس کو رشتہ نہ دیا جائے اور مکروہ ہے کہ عورت اُس سے شادی کرے۔

مخنث کا معنی کیا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث باب الجامع النون مولف علامہ وحید الزمان ۔ صہ ۱۴۱/۴ ۔

لانری ان نصلی خلف المخنث ۔

ترجمہ:۔

ہم مخنث کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں سمجھتے قسطلانی نے کہا ہے مخنث (بفتح النون) وہ ہے جس کی کون مارتے ہیں ۔

مخنث ہونے کا شرف تین ہستیوں کو حاصل تھا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۲۹ س النون و القلم صہ ۲۸ مطبوعہ مصر۔

قولہ تعالیٰ عتل بعد ذلک زنیم و فی روایۃ ابن ابی حاتم الزنیم انّہ معروف بالأبنۃ ولا یخفی ان المابون معدن الشرور والمراد من ھذہ الایۃ ولید بن المغیرۃ المخزومی،

حکم بن العاص، ابوجہل،

ترجمہ:۔

قرآن کی اس آیت میں عتل بعد ذلک زنیم جناب ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ زنیم وہ شخص ہے جو مرض اُبنہ میں مبتلا ہو اور شخصِ مابون ہر قسم کے شر کی کان ہے اور اس آیت میں زنیم سے مراد، ولید بن مغیرہ مخزومی، حکم بن عاص اور ابوجہل ہیں ۔

نوٹ ۱:۔

حضرت ابوجہل اور حکم بن عاص کے متعلق کتاب حیوٰۃ الحیوان دمیری لغت اُلوزغ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ دونوں علتِ اُبنہ کے مریض تھے اور نیز اہل سنت کی کتاب صواعق محرقہ صہ ۱۰۹ خاتمہ کتاب مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ یہ دونوں علتِ اُبنہ کے مریض تھے پھر ابن حجر نے فرمایا ہے کہ ابوجہل تو کافر تھا اُس کے بارے میں تو کوئی حرج نہیں البتہ حضرت حکم صحابی رسولؐ ہے وقبیح ای قبیح ان یرمی صحابی بذلک اُن کے لئے یہ عیب ہے پس اگر بات صحیح ہے تو حضرت حکم اسلام لانے سے پہلے مرواتے تھے۔ ہم اپنے مخاطب مولانا صدیقی سے عرض کرتے ہیں کہ یک نہ شد دو شد پہلے حکم کو رونا آپ کے بزرگ روتے تھے اور ابن ابی حاتم نے اُس کے ساتھ ایک اور صحابی رسول کو بھی ملا دیا جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی ولید بن مغیرہ ہے اور آپ کے محبوب خلیفے عمر کا جگری یار تھا۔

ع ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا،

نوٹ ۲ :-

صاحب تفسیر روح المعانی نے آپ کے مایۂ ناز مفسر نے جن کا ابن ابی حاتم
کا قول نقل کیا ہے کہ زنیم وہ شخص ہے جس میں مرض اُبنہ پائی جائے یہ ابنِ
ابی حاتم اہلِ سنت کا بہت بڑا بزرگ ہے اس کے بارے میں اہلِ سنت
کی کتاب وفاۃ الوفیات جلد اول ص۳۵۳ مطبوعہ مصر اور اہلِ سنت کی کتاب
طبقات الشافعیۃ جلد دوم ص۲۳۷ میں لکھا ہے کہ

الامام ابن الامام الحافظ ابن الحافظ قال ابو علی خلیلی کان
یعد من الابدال وقد اثنی علیہ جماعۃ بالزھد و
الورع التام والعلم والعمل ۔

ترجمہ :

(عبدالرحمن ابو محمد ابن ابی حاتم التمیمی الحنظلی فرماتے ہیں کہ امام بیٹا
امام کا ہے، حافظ بیٹا حافظ کا ہے اور ابو علی خلیلی فرماتے
ہیں کہ مذکورہ امام صاحب ابدال میں سے شمار ہوتے ہیں اور
اُن کے زہد و تقویٰ، پرہیزگاری، علم و عمل کی ایک جماعت
نے تعریف فرمائی ہے اور ہمارے مخاطب سیاہی ہاتھوں کے
ستائے ہوئے اپنے امام صاحب کے فرمان پر ذرا غور فرمائیں ۔

مابون کا معنی کیا ہے ؟

اہلِ سنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث ص۹ مؤلف وحیدالزمان [illegible]
مابون وہ شخص ہے جس میں مفعولیت کی بیماری ہو ۔

ولید کے مرض اُبنہ میں مبتلا ہونے سے خدا نے پردہ اُٹھایا ہے اور جناب عمر کا راز نبی کریم نے فاش کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱- اہلِ سنت کی معتبر کتاب صفوۃ الصفوۃ ص۱۰۳ ذکر عمر
۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ص۱۱ فصل ۳ ذکر اسلام عمر
۳- اہلِ سنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ ص۲۶۹ ذکر عمر
۴- اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص۱۱۱ ذکر عمر

(تمام کتابوں کا ملخص)

فخرج رسول اللہ حتی اتی عمر فاخذ بمجامع ثوبہ
وحمائل سیفہ فقال اما انت منتھیا یا عمر
حتی ینزل اللہ بک من الخزی ما انزل
بالولید بن مغیرۃ ۔

ترجمہ :-

(جب جناب عمر تلوار لے کر نبی کریم کو قتل کرنے آیا تھا) تو حضور
اطلاع پاکر باہر آئے اور عمر کو گریبان اور نیام سے پکڑ کر فرمایا
کہ تو اے عمر رُکے گا نہیں؟ حتی کہ تیرے متعلق بھی اُسی جیسی بات اور
رسوائی کی خبر آئے جو اللہ نے ولید بن مغیرہ کے متعلق دی ہے ۔

نوٹ ۱ :-

ولید بن مغیرہ کے متعلق ہم اہلِ سنت کی کتاب تفسیر روح المعانی سے
ثابت کر چکے ہیں کہ وہ مخنث تھا اور نبی کریم نے حضرت عمر کو ڈرایا ہے کہ تمہارے

متعلق بھی وہی خبر نہ آئے جو ولید بن مغیرہ کے متعلق آئی ہے تو معتمد کتب اہل سنت گواہ ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ مرض اُبنہ جس طرح ولید بن مغیرہ میں تھی اسی طرح حضرت عمر میں بھی تھی ان دونوں کے بڑے گہرے مراسم تھے اور جب تک کسی کے ساتھ صفات میں شراکت نہ ہو اُس وقت تک اُس سے پیار و محبت نہیں ہوتی۔ یہ دونوں لنگوٹیے یار یقیناً صفات میں ایک دوسرے کے شریک تھے مرض اُبنہ کو علمائے اہل سنت کی اصطلاح میں علت المشائخ بھی کہا جاتا ہے اور مذکورہ مرض کو یہ دوسرا نام دینا اس میں بھی کوئی خاص راز ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا تنفعہ الف عبارۃ۔

نوٹ ۲ :-

شریعت پاک کا حکم ہے کہ مخنث یعنی جس میں مرض اُبنہ ہو علت المشائخ کا شکار ہو اُسے عام لوگ بھی رشتہ نہ دیں اور ارباب شرف کے لئے تو سخت توہین ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو رشتہ دیں۔ پس جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علت المشائخ کے مریض تھے تو ناممکن ہے کہ خاندان نبوت کی کسی شہزادی کا اُس سے رشتہ ہوا ہو کیونکہ خاندان نبوت وہ پاکیزہ خاندان ہے کہ جن پر تمام خوبیوں اور شرافتوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

نوٹ ۳ :-

ہمارے مخاطب مولانا صدیق نے مظلوم شیعوں کی مذہبی غیرت کو للکارا تھا اور اپنے لیک چھچے کے ذریعے واجب الادا قرضے کا طعنہ دیا تھا اور حوالہ جات کی بارش برسانے پر ناز کیا تھا پس اہل حدیث کے آئے روز طعنوں سے تنگ آ کر ہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اُن کے مرض

اُبنہ میں مبتلا ہونے کے کچھ حوالہ جات پیش کئے ہیں اگر ہمارے اہل حدیث دوست ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری نہ سمجھتے اور ہماری مذہبی غیرت کو نہ للکارتے تو ہم بھی اُن کے فاروق اعظم کی شان میں اُن کی کتابوں سے مذکورہ قسم کے حوالہ جات پیش کرنے کی جسارت نہ کرتے ہم نے اہل حدیث کے رسالوں کو پڑھا تو ہمارا کلیجہ شق ہو گیا لیکن ہم نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو پریشان نہیں کیا قلم کا جواب صرف قلم سے دیا ہے اور انصاف کرنا صرف مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

ع ۔ نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اہل حدیث بھائیوں کا ساتواں امام عبدالملک اور باقی پانچ خلیفے حضرت حکم مخنث کی اولاد ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل حدیث کی ماٰخذ اور معتبر کتاب صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس ص۲۹

قال لما بایع الناس عبدالملک کتب الیہ عبداللہ بن عمر الی عبداللہ عبدالملک امیر المومنین انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبداللہ عبدالملک امیر المومنین علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ فیما استطعت وان بنی قد اقروا بذلک۔

ترجمہ:-
لوگوں نے جب عبدالملک بن مروان بن حکم کی بیعت کی تھی
تو اس کی طرف عبداللہ بن عمر نے خط لکھا کہ میں عبدالملک امیرالمومنین
کے فرمان کو سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں
سنتِ خدا اور سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے اور میری
اولاد نے بھی یہی اقرار کیا ہے۔

نوٹ:-

اہلحدیث بھائیو! عبدالملک آپ کا ساتواں امام
ہے ورنہ اس روایت کو بخاری شریف کے مذکورہ باب میں ذکر نہ کیا جاتا
اور اس کا نسب شریف یہ ہے کہ اس کا دادا بزرگوار حضرت حکم رضی اللہ
عنہ مرض ابنہ (علت الشائخ) کے مریض تھے مبارک ہو۔ اور خود عبدالملک
کا اپنا کردار یہ ہے کہ اس نے محراب مسجد میں بوقتِ خواب پانچ مرتبہ
پیشاب کیا تھا اور ابن سیرین نے اسے مذکورہ خواب کی تعبیر یہ بتائی تھی
کہ تیرے پانچ بیٹے خلیفے ہوں گے پس اس کے چار بیٹے اور ایک بھتیجا
بھی آپ کے امام ہیں کیونکہ حکم الامثال فیما یجوز و فیما لا یجوز سواء۔
پس اپنے خلفاء کے تاریخوں میں حالات بھی پڑھو اور اگر آپ میں
شرم ہو تو ڈوب کے مر جاؤ۔

اہلِ حدیث کا چھٹا امام یزید ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:-
اہل حدیث کی معتبر کتاب صحیح بخاری کتاب الفتن ص۵۹۔

لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن
عمر حشمه و ولده فقال انى سمعت النبى يقول
ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة وانا قد بايعنا
هذا الرجل على بيع الله ورسوله وانى لا اعلم
غدراً اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله
ورسوله ثم ينصب له القتال وانى لا اعلم
احداً منكم خلعه و بايع فى هذا الامر الا
قامت الفيصل بينى و بينه۔

ترجمہ (ملخص)
جب اہلِ مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو عبداللہ
بن عمر نے اپنے خاندان کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبیؐ سے سنا
تھا حضورؐ نے فرمایا تھا کہ ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے
دن ایک علم نصب کیا جائے گا اور ہم نے یزید کی بیعت اس
طرح کی ہے گویا خدا و رسولؐ کی بیعت ہے اور میں اس سے
بڑا دھوکا نہیں جانتا کہ کسی کی بیعت اللہ نبیؐ کی بیعت کی طرح
کی جائے اور پھر اس سے جنگ کی جائے۔

نوٹ:

اہلحدیث دوستو! کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ
بروز قیامت آپ نے اللہ کے دربار میں پیش ہونا ہے اور کوئی شخص
بھی ہو وہ نبی کریمؐ کی شفاعت کا محتاج ہے پس جب آپ نے ایسے
فاسق، فاجر اور ظالم شخص کو امام تسلیم کیا ہے جس نے آلِ رسولؐ کو اس

ظلم بے دردی سے ذبح کرایا کہ آج تک تاریخ کے اوراق خون کے آنسو روتے ہیں پس جب قیامت کے دن آپ رسول اللہؐ سے شفاعت کے طلبگار ہوں گے تو کیا آپ کو شرم نہیں آئے گی۔ اگر نجات چاہتے ہو تو یزید پر لعنت بھیجا کرو اور ہر اس شخص پر بھی لعنت بھیجا کرو جس نے آلِ نبیؐ پر ظلم کئے ہیں۔

نتیجہ بحث:-

کافی شریف کی وہ روایت جسے شیعوں کے خلاف پیش کر کے ہمارے دوست اہلِ سنت بغلیں بجاتے ہیں ہم نے اس روایت کو ٹھکرانے کی خاطر تئیس عدد جوابات پیش کئے ہیں اور اگر کوئی شخص ضد اور ہٹ دھرمی پہ اُتر آئے تو اس کے سامنے تو تئیس ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں لیکن جو شخص حق کو تلاش کرنا چاہتا ہے وہ مذکورہ تئیس عدد جوابات کو توجہ اور انصاف کی نگاہ سے پڑھے تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ناممکن ہے محال ہے کہ خاندانِ رسالت کی کسی شہزادی کا عقد جنابِ عمر سے ہوا ہو اور جو جھوٹا افسانہ نکاحِ فاروقی والا اہلِ سنت دوستوں نے تیار کیا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جنابِ عمر کی نقلی اور مصنوعی خلافت کو سہارا دیا جائے لیکن جھوٹی رشتہ داری کا شور مچانے سے کسی ظالم کے ظلم کو نہیں چھپایا جا سکتا۔ ہابیل اور قابیل بھی دونوں بھائی تھے۔ لیکن قرآن گواہ ہے کہ ایک ظالم تھا اور دوسرا مظلوم تھا۔ یوسف نبی اور ان کے بھائی ایک ہی باپ کے بیٹے تھے لیکن قرآن گواہ ہے کہ یوسف مظلوم تھے اور دوسرے بھائی ظالم۔ پس جنابِ عمر کا خاندانِ رسالت سے کوئی دامادی والا رشتہ نہ تھا اور بفرضِ محال اگر تھا بھی تو جنابِ عمر خاندانِ رسالت پر جو ظلم کرتے تھے اُن مظالم سے بَری نہیں ہو سکتے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ

کئی ایسے داماد گزرے ہیں جنہوں نے اپنے ساس اور سسرے پر ظلم کیا ہے بلکہ اُن کو قتل کیا ہے پس اہلِ سنت دوستوں کی یہ بہت بڑی نادانی ہے کہ اگر جنابِ عمر بالفرض خاندانِ رسالت کے داماد تھے تو پھر وہ اُن پر ظلم نہیں کر سکتے داماد بھی ہو اور ظالم بھی ہو یہ ممکن ہے مذکورہ قضیہ منفصلہ مانعۃ الجمع نہیں ہے بلکہ ظالم اور داماد میں نسبت اعم اخص من وجہ کی ہے پس دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

تنبیہ

کافی شریف کی مذکورہ روایت خبرِ واحد ہے اور ظنی الصدور اور ظنی الدلالت ہے اور اٹھائیس عدد دلائل اس معنی کی نفی کرتے ہیں جو معنی اہلِ سنت مذکورہ روایت سے مراد لیتے ہیں۔ پس عقدِ امِ کلثوم والا مسئلہ ایک تاریخی اختلافی مسئلہ ہے۔ پس مذکورہ روایت سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی خاطر ہمارے دوستوں کا استدلال کرنا ان کے دعویٰ کی کمزوری کا روشن ثبوت ہے۔ نیز مذکورہ روایت عنعنہ پر مشتمل ہے۔ یعنی راوی نے سمعت یا سالت یا حدثنی یا اخبرنی نہیں کیا۔ اور یہ عن عن بھی روایت کے مضمون کو کمزور کرتا ہے۔ نیز مذکورہ روایت کا ایک راوی ہشام بن سالم ہے جس کے بارے کتبِ رجال مثلاً رجال کشی و مامقانی میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے اس راوی کے ضعیف ہونے کا استشمام ہوتا ہے اور نیز اس روایت کا دوسرا راوی حماد ہے اور اس نام کے راوی ثقہ بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں۔ پس حماد ولدیت مذکورہ نہ ہونے کے باعث ثقہ اور ضعیف میں مشترک ہے اور اس وجہ سے بھی روایت میں ایک ضعف ہے۔

اعتراض :-

فرج غصبنا والی روایت کافی شریف میں ہے اور یہ شیعوں کے امام مہدیؑ کی تصدیق شدہ کتاب ہے۔ پس مذکورہ کتاب کو قبول کرنا شیعوں پر لازم ہے۔

جواب :-

ہم نے پوری دیانتداری سے وہ حدیث تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس میں ہمارے امام مہدی نے ایسی تصدیق فرمائی ہو کہ کافی شریف کی ہر روایت صحیح ہے لیکن تلاش کے باوجود ایسی کوئی حدیث نہیں ملی۔ البتہ کافی شریف کے مقدمہ کو[۳۱] ان میں بعض کتب شیعہ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ و

ولیعتقد بعض العلماء انہ عرض علی القائم فاستحسنہ وقال کاف لشیعتنا

ترجمہ :-

بعض علماء عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے اسے امام مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ خوب ہے۔ اور ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔

ارباب انصاف!

ہم ضد نہیں کرتے لیکن انصاف بھی تو کوئی شے ہے۔ مذکورہ عبارت میں چند خامیاں ہیں۔

۱ :۔ لفظ لبعض العلماء مجہول الاسم والمسمّٰی ہے۔ یعنی نامعلوم وہ کون عالم ہے جس کا یہ عقیدہ تھا۔ پس کسی نامعلوم شخص کا عقیدہ

ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

۲ :۔ مذکورہ عبارت مجمل ہے کہ نامعلوم خود صاحب کافی نے یا اس مجہول الاسم عالم نے کافی شریف کو امام کے سامنے پیش کیا تھا۔ اگر صاحب کافی نے خود اسے امام کے سامنے پیش کیا تھا تو مؤلف کو چاہئے تھا کہ اس کی وضاحت کرتے کہ کس تاریخ کس سن اور کس جگہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

۳ :۔ کیا مذکورہ کلام کو حدیث کا درجہ حاصل ہے بالفرض اگر حاصل بھی ہو تو یہ کلام بلا سند روایت ہے۔ اور نیز اگر کافٍ کا یہ معنی مراد لیا جائے کہ مذکورہ کتاب کی ہر روایت حجت ہے اور کسی روایت کی سند دیکھنے کی ضرورت نہیں تو یہ چیز ضروریات مذہب شیعہ کے خلاف ہے۔

کافٍ لشیعتنا کے معنیٰ کی تشریح

مذکورہ عبارت کا ایک معنیٰ درست بھی ہے مثلاً کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرے باغ کا میوہ میرے گھر کے لئے کافی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس باغ کے میوؤں میں جس میوے کے کھانے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہے وہ بھی اس کی اولاد کے لئے کھانا ضروری ہے بلکہ اس کے گھر والوں کا فرض ہے کہ اس باغ کے میوؤں کو دیکھ بھال کر کھائیں۔ جو گلا سڑا ہے اس کو پھینک دیں یا مثلاً کوئی شخص کہے کہ یہ زمین میرے گذارہ کے لئے کافی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایکڑ میں سیم یا کلر ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ قابل کھیتی باڑی نہیں

ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص کہے کہ یہ گندم میرے سال بھر کے لئے کافی ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے دانوں میں سرا ڑی یا مٹی یا پتھر کا کوئی روڑا ہو تو اسے پھینک دے۔ یا مثلاً کوئی کہے کہ یہ آٹا کافی ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں گھنڈ یا کوئی اور کیڑا ہو تو اسے نکال دے۔

ارباب انصاف :-

اگر ہم شیعوں کے امام نے بفرض محال یہ فرمایا ہے کہ کاف لشیعتنا تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ اُس کتاب کی روایات کو دیکھ بھال کر عمل کریں۔ اگر کسی روایت کی سند کمزور ہے یا دلالت ناتمام ہے تو اسے چھوڑ دیں اگر ہمارے مخالفین نے صرف لفظ کافی کا رٹا لگانا ہے اور عمر صاحب کی خاطر انصاف سے دشمنی کرنی ہے تو پھر ان کی لگام ان کی گردن پر ہم ضد نہیں کرتے لیکن انصاف بھی تو کوئی شے ہے۔ قرآن و سنت میں ابو بکر عمر و عثمان کی خدا گواہ ہے کوئی فضیلت نہیں لکھی اور اگر کچھ لوگوں نے ان کو خلیفہ مانا ہے تو کیا ہوا۔ لوگوں نے تو یزیدؔ جیسے ظالم کو بھی خلیفہ مانا تھا۔

چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کیخلاف دوسرا گولہ

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل شیعہ کی کتاب فروع کافی ج۲ ص۳۴۶ کتاب النکاح مطبوعہ تہران۔

محمد بن ابی عمیر عن هشام ابن سالم عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المؤمنین انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ ما لی ابی بعث قال وما ذاك قال خطبت الی ابن اخیك فردنی

اما واللّٰہ لاعورن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ھدمتہا ولاقیمن علیہ شاھدین بانہ سرق ولاقطعن یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ فسئلہ ان یجعل الامر الیہ فجعل الیہ۔

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے جب اُس نے اُس سے رشتہ مانگا تو امیر المومنین نے اُسے فرمایا وہ ابھی بچی ہے۔ راوی کہتا ہے پس وہ رشتہ مانگنے والا جناب عباس سے ملا اور اُس نے کہا مجھے کیا ہے کیا مجھ میں کوئی عیب یا بیماری ہے جناب عباس نے کہا کیا ہوا اُس نے کہا میں نے تیرے بھتیجے سے رشتہ مانگا پس اُس نے مجھے ٹھکرا دیا۔ خبردار خدا کی قسم میں تم سے زمزم واپس لے لوں گا۔ اور تمہارے لئے کوئی عزت کا مقام نہیں چھوڑوں گا۔ میں اُس پر دو گواہ کھڑے کردوں گا کہ اُس نے چوری کی ہے اور اُس کا دایاں ہاتھ کاٹوں گا پس اُن کے پاس عباس آیا اور تمام قصے کی خبر دی۔ اور اُن سے سوال کیا کہ معاملہ اُس کے سپرد کیا جائے پس معاملہ اُن کے سپرد کیا گیا۔

نوٹ :-

ہم نے روایت کا لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اور قارئین اس کو غور سے پڑھیں کیونکہ دار و مدار دلیل کے الفاظ پر ہوتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ دلیل کے الفاظ کیا کہتے ہیں کسی کے کلام کے الفاظ کی تشریحات جو کی جاتی ہیں اُنہیں میں زیادہ تر گڑبڑ ہوتی ہے پس ہم نے اپنے خدا کو جواب دینا ہے

اور اپنی طرف سے بغیر کسی تشریح کے روایت کا لفظی ترجمہ پیش کیا ہے جو عربی زبان خود سمجھتے ہیں وہ الفاظِ روایت پر خود غور کریں اور جو عربی دان نہیں ہیں وہ ترجمے پر غور کریں اور پھر بنظرِ انصاف سے سوچیں کہ مذکورہ روایت کس مقام پر پہنچاتی ہے؟ کوئی نتیجہ اُن کے ہاتھ آتا ہے؟ اور اہلسنت کا دعویٰ کیا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے؟

مذکورہ روایت کے گیارہ عدد جوابات ملاحظہ ہوں

پہلا جواب :۔

مذکورہ روایت کافی شریف میں جب ہمارے مخاطب مولانا محمد صدیق کو نظر آئی تو انہیں عید جتنی خوشی ہوگی جس طرح بے نماز کو قرآن میں لا تقربوا الصلوٰۃ (کہ نماز کے قریب مت جاؤ) نظر آیا وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ الغریق یتشبث بالحشیش، لیس فی المحبۃ مشاورۃ عشقِ عمر کے نشہ میں صدیق صاحب ایسے سرشار ہوئے کہ بغیر کسی دوست کے مشورہ کئے روایت کو اپنے رسالہ میں جڑ دیا۔

ع مسکین خر آرزوئے دُم کرد
نایافتہ دُم دو گوش گم کرد

روایت کو فضیلت کی خاطر لکھا ہے لیکن وہ ملتِ فاروق کے لئے باعثِ ندامت ہوگئی۔ عدلِ فاروقی کا جو ڈنکہ بجایا جاتا ہے اُس روایت کی روشنی میں سارا کا سارا جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ جو شخص اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دوسرے پر چوری کا الزام لگائے، دو گواہ کھڑے کردے، ہاتھ کاٹنے کی دھمکی دے وہ عادل نہیں ہے بلکہ انتہا درجہ کا ظالم ہے۔ عزت مآب

فاروقِ اعظم کے وقار کا اگران جوانوں کو ذرا بھر بھی خیال ہوتا تو کافی شریف کی مذکورہ روایت کو پیش کرنے سے شرم کرتے۔

۲ :۔

جھنگوی صاحب نے کتاب رحماء بینھم میں مذکورہ روایت تحریر کرنے کے بعد بیچارے انصاف کا جنازہ نکالا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں پس معلوم ہوا ام کلثوم عمر کے نکاح میں تھی عباس کی وساطت سے نکاح ہوا جس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں نے جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کیا تھا اُسی طرح جھنگوی صاحب بھی شرم وحیا کا بارڈر پار کر گئے کافی شریف کی روایت میں نہ ہی لفظ ام کلثوم ہے نہ ہی لفظ نکاح ہے اور نہ ہی عباس کی وکالت کا ذکر ہے۔ البتہ لفظ خطب کا فاعل اگر عمر ہے تو اُن کے ظلم کا تذکرہ روایت میں ہے کہ وہ دین و دیانت میں ایسے لاپرواہ تھے کہ لوگوں پر جھوٹے کیس بنانے کی دھمکی دیتے تھے اور مذکورہ روایت سے نکاح عمر ثابت کرنا ناممکن ہے محال ہے حتیٰ یرجع الدرّ فی الضرع اور جھنگوی نے مظالم عمر پر یوں پردہ دیا ہے جیسے ماں بیٹی کے عیب پر پردہ دیتی ہے۔

۳ :۔

مولوی کرم دین نے کافی شریف کی روایت تحریر کرنے کے بعد یوں گل ریزی گلشنِ کلام میں فرمائی ہے کہ یہ تمام باتیں یار لوگوں کی من گھڑت ہیں۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ تم نے اپنی زبان سے اقرار کرلیا کہ روایت من گھڑت ہے تو پھر شیعہ آپ کو جواب کس بات کا دیں۔ امام کا کلام تو آپ نے پیش ہی نہیں کیا۔

نکتہ :-

علامہ رسول تارووالی نے کافی شریف کی مذکورہ روایت تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے اس واقعہ میں راوی نے جو بے تکلفی اختیار کی پوشیدہ نہیں تا آخر۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ مولانا نے کافی شریف کی مذکورہ روایت لکھنے کے بعد بجانت بجانت کی بولیاں مار کر ہمارے زعم میں بجلے ہیں لیکن

ع باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

دوسرا جواب

دلیل کو دعوے کے مطابق ہونا چاہیئے ،

اہلِ سنت کا دعویٰ ہے کہ جناب امیرؑ نے بنتِ فاطمہؑ اپنی دختر کا نکاح خوشی سے عمر کو کر کے دیا تھا۔ کافی شریف کی مذکورہ روایت کا اہل سنت کے دعویٰ پر نہ منطوق دلالت کرتا ہے اور نہ ہی مفہوم دلبیارۃ اخریٰ کافی شریف کی روایت کی اُن کے دعویٰ پر نہ تو دلالتِ مطابقی ہے اور نہ ہی دلالتِ تضمنی و التزامی ہے صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں روایتِ مذکورہ کام نہیں آسکتی پس ہمارے دوستوں کو خود سوچنا چاہیئے کہ اُن کی پیش کردہ دلیل نہ ہی قیاسِ اقترانی ہے اور نہ ہی قیاسِ استثنائی ہے الفاظِ روایت میں نہ ہی نکاح کا ذکر ہے اور نہ ہی امِ کلثوم کا ذکر آیا ہے۔ مظلوم دنیا میں کئی گذرے مگر جیسے ہمارے دوستوں کے گھر میں انصاف مظلوم ہے اُس کی مثال نہیں ہے۔

اعتراض :-

روایت سے مقصود یہی تھا کہ امِ کلثوم بنتِ علیؑ کا نکاح جنابِ عمر سے ہوا تھا لیکن سبائی ہاتھ کی صفائی نے واقعہ کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے

تیسرا جواب :-

ہمارے دوستوں نے خود اقرار کر لیا کہ کافی شریف کی روایت سبائی ہاتھ کی صفائی ہے۔ شیعوں کے کسی امام کا یہ ارشاد نہیں ہے پس مطلب روشن ہو گیا کہ اہلِ سنت نے شیعوں کے خلاف اُن کے امام کا فرمان پیش نہیں کیا بلکہ کسی سبائی کا قول پیش کیا ہے اور سبائیوں سے ہم بیزاری کرتے ہیں۔

نتیجہ :-

اہلِ سنت نے جو الفاظ پیش کئے ہیں اُن کو وہ خود ہی صحیح نہیں مانتے اور اُن کے علاوہ اور کچھ نہیں پیش کیا پس ہم اُن کو جواب کس چیز کا دیں۔

اعتراض :-

روایتِ مذکورہ میں بعض محدثین اور شارحین نے لکھا ہے کہ اس روایت سے مُراد نکاحِ ام کلثوم ہے۔

چوتھا جواب :-

منہاج السنۃ سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ اہلِ سنت کے ہاں جنابِ عائشہ اور حضرت عمر کی ذاتی رائے کو کسی روایت کے سمجھنے میں کوئی دخل نہیں پس ہم بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے اُس کو اُن لوگوں کے الفاظ میں دیکھیں گے۔

جو اُس وقت موجود نہ تھے کسی شارح یا محشی کی ذاتی رائے کو اُس وقت لیا جاتا ہے جب اُس کے پاس دلیل یقینی ہو۔ لیکن اگر اُس کے پاس بھی وہی الفاظ دلیل ہوں جن کی وہ شرح کر رہا ہو تو ہم انہیں الفاظ کی دلالتِ مطابقی اور منطوق کو دیکھیں گے۔

پانچواں جواب۔

۱۔ مذکورہ روایت میں بعینہٖ اکثر وہی الفاظ ہیں جو اہلِ سنت کی کتابوں سے ہم پیش کر چکے ہیں۔ مثلاً کافی شریف میں ہے قال لہ انّھا صبیۃ اور اہلِ سنت کی کتاب طبقات الکبریٰ ص۳۳۶ میں ہے قال یا امیر المومنین انھا صبیۃ جملہ انّھا صبیۃ عقل کی روشنی میں درست نہیں ہے کیونکہ صبیۃ دودھ پینے والی بچی کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ سورۃ مریم پ۱۶ یا جیسے شاعر کہتا ہے

اذا بلغ الفطام لنا صبی
تخر لہ الجبابر ساجدینا

ترجمہ:۔

جب دودھ چھڑانے کی مدت کو ہمارا بچہ پہنچتا ہے تو دوسری قوموں کے سرکش اُس کے سامنے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔

۲۔ جناب فاطمہؑ کا نکاح جناب امیرؑ سے ۲ ہجری میں ہوا ہے تین ہجری میں امام حسنؑ پیدا ہوئے ۴ ہجری میں امام حسینؑ پیدا ہوئے ۵ ہجری میں جناب زینب پیدا ہوئیں اور ۶ ہجری کو جناب ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔ اس حساب سے ۱۷ ہجری میں جو کہ عمر کے افسانہ نکاح کی تاریخ ہے ام کلثوم گیارہ برس کی تھی اور اس سن کی بچی کو جناب امیرؑ

دودھ پینے والی بچی کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور نیز عمر کی وفات ۲۳ ہجری میں ہوئی ہے۔ شیر خوار بچی سے چار پانچ سال کے عرصہ میں بقول اہلسنت جناب عمر کے دو بچے کیسے ہو گئے اور شیعہ سُنی علماء کا اتفاق ہے جو روایت عقل کی روشنی میں درست نہ بیٹھے وہ راوی کا اشتباہ ہے امام یا نبیؑ کا ارشاد نہیں پس ثابت ہوا کہ یہ روایت دراتیاً درست نہیں ہے۔

۳۔ اعتراض:۔

جناب امیرؑ نے مجازاً ام کلثوم کی کمسنی کے پیشِ نظر لفظ صبیہ استعمال کیا ہے۔

جواب:۔

صبیۃ اور صغیرہ میں فرق ہے کمسنی کے پیشِ نظر مجازاً صغیرہ کہا جاتا ہے نہ کہ صبیۃ جیسا کہ اہل سنت کی کتاب سنن نسائی میں ہے کہ جب ابوبکر و عمر نے فاطمہؑ زہرا کا نبیؐ کریم سے رشتہ مانگا تھا تو حضور نے فرمایا تھا انّھا صغیرۃ نہ کہ انھا صبیۃ پس انّھا صبیۃ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کے حق میں درست نہیں البتہ ام کلثوم بنتِ ابی بکر پر یہ جملہ بالکل فٹ آتا ہے کیونکہ ۱۷ ہجری میں بقول اہل سنت وہ پانچ سال کی تھی اور اس سن کی بچی کو مجازاً صبیۃ کہہ سکتے ہیں اور بی بی عائشہ کا وظیفہ بڑھا کر جناب عمر نے اُن سے بنت ابی بکر کا رشتہ بھی مانگا تھا اور الدرایۃ حتی کوجد لھا محل صحیح لا ترد کہ جب روایت کا صحیح مصداق موجود ہو تو روایت کو رد نہ کیا جائے پس زوجۂ عمر ام کلثوم بنتِ ابی بکر ہے اور شیعوں کو اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔ چشم ما روشن و دلِ ما شاد۔

۴ اعتراض :-

جبیّہ سے مراد صغیرہ ہی ہے اور سبائی ہاتھ کی صفائی نے صغیرہ کی بجائے جبیّہ لکھ دیا۔

جواب :-

طبقات الکبریٰ اہلسنت کی کتاب میں بھی یہی لکھا ہے کہ جنابِ امیرؑ نے فرمایا انّھا جبیّۃ پس ابنِ سعد، صاحبِ طبقات تو کسی سبائی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں ہے۔

۵ اعتراض :-

شیعہ راویوں نے ایسا لفظ روایت میں کیوں لکھا ہے جس کا معنی عقل کی روشنی میں درست نہیں ہے۔

جواب :-

یہی لفظ جنابِ امیرؑ کی زبانی اہلِ سنت کی کتب میں آیا ہے اور جنابِ امیرؑ اہلِ سنت کے چوتھے خلیفہ ہیں پس اہلِ سنت نے جنابِ امیرؑ کی زبانی ایسا لفظ کیوں نقل کیا ہے جو عقل کی روشنی میں درست نہیں۔ فما جوابکم فھو جوابنا۔

اعتراض :-

بی بی عائشہ کمسن تھی اور رسول اللہؐ کا بھی تو اُن سے رشتہ ہو گیا تھا۔

جواب :-

بی بی عائشہ کی کم سِنی والا افسانہ بے بنیاد ہے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مائی صاحبہ شادی کے وقت مطلقہ تھی اور سترہ[۱۷] برس کی تھی۔

چھٹا جواب :-

کافی شریف کی مذکورہ روایت کے چار حصّے ہیں۔

۱ - انّھا جبیّۃ اس کا بیان مذکور ہو چکا ہے۔

۲ - قال خطبت الی ابن عمک فلان فردّنی (کہیں نے آپ کے بھتیجے سے رشتہ مانگا اور انہوں نے مجھے ٹھکرا دیا) اگر فردّنی میں فاعل جنابِ امیرؑ ہیں اور مقصود ہمارے دوستوں کا یہ ہے کہ یہ لفظ من گھڑت ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ لفظ کتبِ اہلِ سنت میں موجود ہے "اصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۶۸ ج ۴"، "استیعاب فی اسماء الاصحاب" میں صاف لکھا ہے کہ قیل لہ انّہ ردّک جنابِ عمر کو اصحاب نے بہکایا کہ علی نے تجھے ردّ کیا ہے پس جب یہ لفظ خود اہلِ سنت کے گھر میں موجود ہے تو شیعوں کو کذب بیانی کا طعنہ دینے کا ہمارے دوستوں کو کوئی حق نہیں اور روایت کے اس حصّے کو ہمارے دوست خواہ تسلیم کریں یا نہ کریں نکاح کے ثبوت پر اس کی دلالت ہرگز نہیں ہے اور مولانا صدیق سے گذارش ہے کہ شودے کھوتی تے کِلیے کہار جنابِ عمر کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے سبو ورد زرہ آپ کو شروع ہوا ہے وہ جان لیوا ثابت ہوگا اور داماد ی عمر والا رٹہ آپ کا اس طرح ہے جیسے شتر درخواب می بیند پنبہ دانہ۔ ہمارے دوستوں کا یہ ضد کرنا کہ عمر دامادِ علیؑ ہے یہ ضد ایک مرض کی حیثیت رکھتی ہے اور اس دائمی عضال کا کوئی علاج نہیں۔

ساتواں جواب :-

روایت کا تیسرا حصہ اما واللہ لاحق زرق زمزم الخ کہ خبردار میں زمزم کو واپس لے لوں گا۔ تمہارے احترام کا مقام تباہ کردوں گا اور چوری کے الزام میں دو گواہ کھڑے کرکے آپ کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ روایت کے اس حصے سے ہمارے دوستوں کو بہت تکلیف پہنچی ہے اور بھانت بھانت کی تاویلیں کرتے ہیں کیونکہ اس حصہ سے جنابِ عمر کا ظلم ثابت ہوتا ہے ہم اپنے اہلِ سنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے بارہ خلفاء میں سے سوائے جناب امیرؑ کے اور کون ہے جس نے آلِ نبیؐ پر ظلم نہیں کیا۔ روایت کے اس حصہ کو خواہ اہلِ سنت تسلیم کریں یا نہ کریں ثبوت نکاح پر اس کی ہرگز دلالت نہیں ہے ہمارے مخاطب نے اس حصے پر بھی سبائی ہاتھ کی صفائی کا الزام لگایا ہے حالانکہ اہلِ سنت کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ صـ۱۸۱ باب ۱۲ میں صاف لکھا ہے فامتنع علیّ فشقّ ذلک علی عمر فقال العباس زوّجاهنہ فقد بلغني عنہ کلام۔ عمر کو جنابِ امیرؑ کا انکار کرنا ناگوار گزرا تو عباس نے کہا رشتہ دے دو مجھے عمر کی طرف سے ایک کلام پہنچا ہے۔ جنابِ عباس کو جو کلام پہنچا تھا وہ کیا تھا وہ وہی کلام ہے جس کی تفصیل کافی شریف میں ہے لیکن جس طرح ماں بدچلن بیٹی پر پردہ دیتی ہے اسی طرح اہلِ سنت کے اس عالم نے اپنے خلیفہ کے نازیبا کلام پر پردہ دیا ہے ہمارے دوست اس حصے کو خواہ تسلیم کریں یا نہ کریں اس کلام کا ذکر خود اہلِ سنت کے ہاں موجود ہے البتہ اہلِ سنت علماء نے ابن زیاد اور عمر بن سعد کی اولاد نے

عجیب چال چلی ہے سوچا کہ اگر ہم نے نکاح عمر کے جھوٹے افسانے میں یہ کہا کہ جنابِ امیرؑ نے خوشی سے نکاح کردیا تھا تو شیعہ ہرگز نہ مانیں گے پس ابن سبا کی سنت پر چل کر عجیب راہ اختیار کی کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ بچے۔ مثل تو مشہور یوں ہے کہ شاگرد رفتہ رفتہ باستادی رسد لیکن فاروقی اور صدیقی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل شاگرد اپنے استادوں کو بھی مات کر گئے۔

آٹھواں جواب :-

کافی شریف کی روایت کا چوتھا حصہ وسلہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ، جنابِ عباس نے جنابِ امیرؑ سے کہا کہ عمر کا بندوبست میرے سپرد کرو۔ پس آنجناب نے عباس کے سپرد کردیا اس کلام میں امر سے مراد یہ ہے کہ عمر کے شر سے بچا جائے اور یہ حصہ بھی ثبوتِ نکاح پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ امر عام ہے اور نکاح خاص ہے اور عام کی دلالت ہر جگہ خاص پر نہیں ہوتی اگر اہلِ سنت کو ہمارے اس بیان سے مکمل اتفاق نہیں ہے تو لااقل مذکورہ معنیٰ کا احتمال کلام میں ضرور ہے اور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے مردان کو اگر اپنے دعویٰ پر ضد ہے تو اُن سے گذارش ہے کہ کافی شریف کی مذکورہ روایت کی دلالت ہرگز اس بات پر نہیں ہے کہ ام کلثوم کا نکاح عمر سے ہوا ہے اور آپ بےشک عمر داماد ہے کا رٹ لگاتے رہیں مرغی کو خواب میں دانہ ہی دانہ نظر آئے

نواں جواب :-

اگر کسی واقعہ میں شک ہو تو بقول شبلی نعمانی اس واقعہ کی نظیر کو

دیکھا جائے اور اہل سنت کی معتبر کتاب سنن نسائی ص ۲/۶۲ کتاب النکاح میں لکھا ہے خطب ابوبکر و عمر فاطمة فقال رسول اللہ انھا صغیرة جناب ابوبکر و عمر نے رسول اللہؐ سے فاطمہؑ زہرا کا رشتہ مانگا تھا آنجنابؐ نے فرمایا تھا کہ بچی کمسن ہے جب خود رسول اللہؐ نے عمر فاروق کو اپنی بیٹی کا رشتہ اس لئے نہیں دیا کیونکہ دونوں کے سن میں بڑا فرق تھا اور ام کلثوم تو جناب فاطمہؑ کی تمام اولاد سے کمسن ہیں پس ام کلثوم اور عمر کے سن میں تو بہت بڑا فرق تھا لہذا ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ نے سن کا لحاظ نہ کیا ہو اور سنت نبویؐ کی مخالفت کرتے ہوئے عمر کو رشتہ دے دیا ہو اور اگر عمر کا مقصود صرف یہ تھا کہ اس رشتہ سے اُن کی نجات ہو جائے گی تو ہم عرض کرتے ہیں عمر کی بیٹی بی بی حفصہ رسول اللہ کے گھر تھی اگر یہ بلاواسطہ رشتہ نبی کریمؐ سے جناب عمر کو رضی اللہ نہیں بنا سکا تو ام کلثوم والا رشتہ بھی جناب عمر کی نجات کے لئے کافی نہیں ہے۔

دسواں جواب :-

اہل سنت کے عقیدہ میں دو گواہوں کا ہونا نکاح کے لئے ضروری ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب الہدایة مع الدرایة کتاب النکاح ص ۱/۳۰۶

۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار کتاب النکاح ص ۲/۲

۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان کتاب النکاح ص ۱/۱۵۳

۴ - اہل سنت کی معتبر کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ کتاب النکاح ص ۴/۲۵

۵ - اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ باب نہم مسائل الطلاق ص ۲۵۸

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وجہ فرق درمیان نکاح و طلاق ہم ظاہر است زیرا کہ در نکاح اعلان ضرور است پس اقل حد اعلان دو شاہد مقرر فرمودن ۔

ترجمہ :-

نکاح و طلاق میں یہ فرق ظاہر ہے کہ نکاح میں اعلان ضروری ہے اور کمتر مرتبہ اعلان کا یہ ہے کہ دو گواہ مقرر کیئے جائیں۔

ہدایہ کی عبارت

ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاہدین

ترجمہ :-

دو گواہوں کے حاضر ہونے کے بغیر مسلمانوں کا نکاح صحیح نہیں ہے۔

نکاح میں گواہ اور اعلان کرنا اہل شیعہ کے نزدیک سُنّت ہے

۱ - اہل شیعہ کی کتاب شرح لمعہ جلد ثانی کتاب النکاح ص ۳۶ - مطبوعہ تہران -

۲ - اہل شیعہ کی کتاب شرائع الاسلام کتاب النکاح باب اول آداب العقد

۳ - اہل شیعہ کی کتاب جواہر الکلام کتاب النکاح ص ۳۶۹/۲۹ مطبوعہ تہران

جواہر کی عبارت

یستحب الاشھاد فی الدائم بل لعل ترکہ مکروہ لقول ابی الحسن التزویج الدائم لا یکون الا بولی و شاھدین بل عن ابی عقیل منا وجماعۃ من العامۃ وجوب ذلک فیہ -

ترجمہ :-

نکاح دائمی میں دو گواہوں کا حاضر ہونا مستحب ہے بلکہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نکاح دائم (ہمیشہ) بغیر ولی اور گواہوں کے نہیں ہونا چاہیے بلکہ شیعوں میں ابی عقیل اور سُنیوں میں ایک جماعت کا فتویٰ ہے کہ نکاحِ دائمی میں گواہوں کا حاضر ہونا واجب ہے -

نوٹ :-

شیعہ اور سُنی دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ نکاح میں اعلان کیا جائے اور گواہ بنائے جائیں پس حضرت عمر کا وہ نکاح جس پر ان کے ایمان اور خلافت کا دارومدار ہے اور قیامت کے دن ان کی نجات کا دارومدار بھی جس نکاح پر ہے تو ہم اہلِ سنت دوستوں سے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس عظیم الشان نکاح کا گواہ کون ہے اعلان کیوں نہ ہوا - نکاح کس مہینے میں ہوا کس تاریخ میں ہوا چونکہ ان تمام باتوں کا جواب ہمارے دوستوں کے پاس نہیں ہے ہم کہتے ہیں

کہ یہ داستان ہی جھوٹی ہے اور مولانا صدیق کو ان جھوٹی داستانوں کی اشاعت مبارک -

رقص البعیر یلیق بصوت الحمار

گیارھواں جواب :-

اہلِ سُنت کے عقیدہ میں زینب نبیؐ کی بیٹی ایک کافر مُشرک کی بیوی ہے اور نبیؐ کریم کی بے بسی و مجبوری

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۱۳۰/۷ ذکرِ زینب
۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۰۶/۴ ذکرِ زینب
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ص ۳۰۵/۴ ذکرِ زینب
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۳۱/۸ ذکرِ زینب
۵ - اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۱۶۰ ذکرِ زینب
۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب نور الابصار ص ۴۳ ذکرِ اولادِ نبیؐ
۷ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۲۷۳/۱ ذکر ہجرت زینب
۸ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب سیرۃ ابن ہشام ص ۶۵۳/۲ ذکر ما اصاب زینب من قریش -
۹ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف ص ۶۲ ذکر اولادِ رسول

سیرت ابن ہشام کی عبارت ملاحظہ ہو :-

وکان رسول اللّٰہ لا یحل بمکۃ ولا یحرم مغلوباً علی

امرہ وکان الاسلام قد فرّق بین زینب بنتِ رسولؐ اللہ حین اسلمت وبین ابی العاص ابن الربیع اِلّا اَنّ رسولؐ اللہ کان لا یقدر ان یفرّق بینھما فاقامت معہ علی اسلامھا وھو علی شرکہ حتی ھاجر رسولؐ اللہ ۔

ترجمہ :۔

رسولؐ اللہ مکّے میں مجبور رہتے حلال وحرام کے احکام جاری نہیں کر سکتے تھے اور آنجنابؐ کی بیٹی زینب جب اسلام لائی تو اُن کے اور اُن کے شوہر ابوالعاص کے درمیان اسلام نے جُدائی ڈال دی لیکن رسول اللہ اس طرح مجبور تھے کہ اُن دونوں میں جُدائی ڈالنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن زینب اپنے اسلام پر قائم رہی اور اُن کا شوہر اپنے شرک پر باقی رہا حتی کہ حضورؐ ہجرت کر گئے ۔

نوٹ : ۱

مولانا عبدالستار تونسوی کے بقول ام کلثوم بنتِ علیؑ کا عمر کے نکاح میں ہونا عمر کے کامل الایمان ہونے پر دلالت کرتا ہے ہم شیعہ یہ گذارش کرتے ہیں کہ نکاحِ عمر والا افسانہ جھوٹا ہے اور دوسری گذارش یہ کرتے ہیں اگر بیوی کے ایمان سے شوہر کامل الایمان بنتا ہے تو ابوالعاص کافر مشرک بھی کامل الایمان ہوگیا کیونکہ اُس کے نکاح میں بقول اہلسنت رسولؐ اللہ کی بیٹی ہے ۔

نوٹ ۲ :۔

بقول مولوی کرم دین اگر عمر منافق تھا تو جناب امیرؑ نے اس کو اپنی بیٹی کیوں دی ؟ ہم عرض کرتے ہیں نکاحِ عمر والا فسانہ جھوٹا ہے اور دوسری گذارش یہ ہے کہ ابوالعاص کافر مشرک تھا نبیؐ کریم نے بقول اہل سنت اپنی بیٹی زینب اس کافر کے نکاح میں کیوں دی

اعتراض :۔

نبیؐ کریم نے زینب کا نکاح اُس کافر سے قبل از اعلانِ نبوت کیا تھا ۔

جواب :۔

اعلانِ نبوت سے پہلے جس طرح نبیؐ کے لئے معاذ اللہ زنا کرنا بُری بات ہے اسی طرح کافر کو بیٹی دینا بھی بُری بات ہے ۔

اعتراض :۔

نکاح اعلانِ نبوّت سے پہلے ہوا تھا اور بعد میں حضرت مجبور ہوگئے ، بے بس اور لاچار تھے اس لئے تیرہ سال تک حضور کی بیٹی مکّہ میں ایک کافر کے پاس رہی ۔

جواب :۔

ہم اہل سنت دوستوں اور بھائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ تیرہ سال تک نبیؐ کریم مکّہ میں مجبور کیسے رہے ؟ ستم گر جناب عمر فاروق کہاں تھا اُن کی رگِ غیرت کیوں نہ پھڑکی اگر وہ اس مسئلہ کو جانتے تھے کہ شوہر اور بیوی دونوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے تو یہ نبیؐ کریم کی خاطر لڑتے اور نیز ابو قحافہ کا شیر ابوبکر کہاں تھا اور نیز عفان کا بہادر بیٹا عثمان

کہاں تھا۔ ہمارے دوستو! شیعوں پر آپ اعتراض کرتے ہیں کہ علی شیر بھی ہو اور زیر بھی ہو نہیں ہو سکتا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ کے تینوں شیروں کی فتوحات اور بہادری کے سب قصے کیا ضرطات البعیر ہیں ؟

نتیجۂ بحث :- عـ۱

کافی شریف کی وہ روایت جسے شیعوں کے خلاف پیش کر کے ہمارے دوست اہل سنت بجانت بجانت کی بولیاں مارتے ہیں ہم نے مذکورہ روایت کے ناقابلِ قبول ہونے کی خاطر گیارہ عدد جوابات پیش کر کے مسلمانوں کو دعوتِ انصاف دی ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی کرنے والے اشخاص کے لئے گیارہ ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں۔

عـ۲ :۔ مذکورہ روایت کو لفظ بہ لفظ ہم نے اہلِ سنت کی کتابوں سے بھی ثابت کیا ہے اور اہلِ سنت دوستوں کا یہ طعنہ کہ مذکورہ روایت کا مضمون ابن سبا کے ہاتھ کی صفائی ہے یہ ناحق سچائی کا خون کرنا ہے۔ کیونکہ مذکورہ روایت کا مضمون اہلِ سنت دوستوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ پس عبداللہ بن سبا ہمارے اہلِ سنت دوستوں کی کتابوں میں کیسے گھس گیا۔ اگر لفظِ جبیتہ (دودھ پینے والی بچی) ابنِ سبا نے بنایا تھا تو یہ لفظ اہلِ سنت کی کتاب طبقات الکبریٰ میں بھی موجود ہے تو کیا ابنِ سعد اہلِ سنت کا مایۂ ناز عالم ابن سبا کا نطفہ ہے اور اگر خرزقی کہ مجھے اُس نے رشتہ دینے سے ٹھکرا دیا یہ لفظ ابنِ سبا کی سازش ہے تو یہ لفظ اہلِ سنت کی مایۂ ناز کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں بھی موجود ہے تو کیا مذکورہ کتاب کا مولف ابن حجر عسقلانی اہلسنت کا مایۂ ناز عالم بھی ابنِ سبا کی کوشش کی پیداوار ہے اور اگر یہ لفظ اماو اللہ لا عوذنّ

الخ کہ عمر نے کہا میں زمزم کا کنواں واپس لے لوں گا اور دو گواہ بنا کر چوری کی سزا دوں گا۔ اگر یہ الفاظ ابن سبا کے بنائے ہوئے ہیں تو ہم اپنے اہلِ سنت دوستوں سے عرض کرتے ہیں کہ ان الفاظ کی طرف آپ کے مایۂ ناز عالم ابن حجر مکّی نے اپنی کتاب صواعق اور آپ کے مایۂ ناز عالم ابن صبان نے اپنی کتاب اسعاف الراغبین میں اور آپ کے مایۂ ناز عالم سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں اشارہ کیا ہے۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جنابِ عباس بن عبدالمطلب نے جناب امیرؑ سے کہا تھا کہ عمر کی طرف سے مجھے نازیبا کلام پہنچا ہے اور ابنِ حجر اور ابن صبان نے لکھا ہے کہ جناب عمر نے مسجدِ پیغمبر میں منبرِ نبیؐ پر کھڑے ہو کر خدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں مذکورہ رشتے کے بارے میں حضرت علیؑ کو مجبور کر رہا ہوں پس جب یہ تمام مضمون آپ کی کتابوں میں موجود ہے تو اگر یہی مضمون شیعوں کی کتاب کافی شریف میں بفرضِ محال آگیا ہے تو اسے پڑھ کر ہمارے اہلِ سنت دوستوں کے شکم مبارک میں مروڑ کیوں اٹھتے ہیں اگر مذکورہ مضمون ابن سبا اہلِ سنت دوستوں کے روحانی جدِ اعلیٰ کا بنایا ہوا ہے اور علمائے اہلِ سنت بھی اس کی تائید کرتے ہیں تو پھر اہلِ سنت کو چاہیئے کہ اس مضمون کو سر آنکھوں پر قبول کریں۔

عـ۳ :۔ اگر مذکورہ مضمون بقولِ اہلِ سنت ابنِ سبا کا بنایا ہوا ہے تو ہم شیعہ لوگ ابنِ سبا پر بھی لعنت کرتے ہیں اور اُس کے بنائے ہوئے جھوٹے مضمون سے بھی بیزاری کرتے ہیں۔ شیعیان حیدر کرار نہ ہی ابنِ سبا کو کچھ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اُس کے مضمون کو صحیح سمجھتے

ہیں اور نہ ہی اُس پر ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے پس راوی یا صاحبِ کتاب کے اشتباہ سے یہ مضمون اگر ہماری کتاب میں آگیا ہے تو کیا حرج ہے کیونکہ منافقین کی اکثر باتیں بھی قرآن میں آگئی ہیں اور اگر مذکورہ صورت سے یعنی مضمون کو ابن سبا کی طرف نسبت دینے سے اہلِ سنت دوستوں کے ماتھے کھڑے ہو گئے ہیں اور وہ یہ دوسری راہ اختیار کرتے ہیں کہ مذکورہ مضمون شیعوں کے امام نے ارشاد فرمایا ہے تو پھر بھی یہ روایت سر آنکھوں پر قبول ہے لیکن اس روایت میں نہ تو جنابِ عمر کا ذکر ہے اور نہ ہی جناب امیرؑ کا اُن کو داماد بنانے کا ذکر ہے البتہ امام نے یہ فرمایا ہے کہ کسی شخص نے کسی سے رشتہ لینے کی خاطر جھوٹے گواہ بنا کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا منصوبہ بنایا تھا اور جنابِ عباس کو نازیبا الفاظ سنائے تھے پس اگر وہ جھوٹے گواہ بنانے والا جنابِ عمر ہی ہے تو پھر ہم شیعوں پر فرض ہو گیا کہ جب ہمارے امام نے جنابِ عمر کے ظالم اور جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے تو ہم امام کے فرمان کو مانیں اور جنابِ عمر کو ظالم اور جھوٹا سمجھیں۔ پس کافی شریف کی وہ روایت جسے اہلِ سنت اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ شیعہ لوگ جنابِ عمر کی خلافت اور ایمان اور نجات کو تسلیم کریں اس پیش کردہ روایت سے تو یہ ثابت ہوا کہ جنابِ عمر ظالم تھے، جھوٹے تھے اور آلِ رسولؐ پر تہمتیں لگا کر اُن کو اذیت دیتے تھے پس ایسے شخص کو خلیفہ ماننا اہلِ سنت ہی کو مبارک ہو، ہم تو اللہ ہی کے اس حکم کو مانیں گے کہ لا ینال عھدی الظالمین کسی ظالم کو عہدۂ امامت نہیں پہنچ سکتا۔

نمبر ۴ :- کافی شریف کی مذکورہ روایت پر ہمارے اہلِ سنت دوست یوں بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ شیعہ صاحبان نکاحِ فاروق کو تو تسلیم کرتے ہیں لیکن جناب امیرؑ کو مجبور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ رشتہ بامرِ مجبوری ہوا تھا اور ہم شیعہ یہ عرض کرتے ہیں کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہم ہرگز مذکورہ رشتے کو تسلیم نہیں کرتے نہ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیرؑ نے عمر کو خوشی اور رضا سے رشتہ دیا تھا اور نہ ہی یہ اعتقاد ہے کہ مذکورہ رشتہ بامرِ مجبوری دیا تھا کیونکہ مذکورہ نکاح کی ہمارے کسی امام نے تصدیق نہیں فرمائی بلکہ ہمارے امام جعفر صادقؑ کا فرمان کتاب مرأۃ العقول سے مذکور ہو چکا ہے کہ مذکورہ نکاح کا جو شخص دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور نیز علمائے شیعہ نے بھی امامؑ کے فرمان کے پیشِ نظر مذکورہ نکاح کی پُرزور الفاظ میں تردید فرمائی ہے جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ سے مذکورہ نکاح کی تردید بحار الانوار اور مرأۃ العقول میں مذکور ہے اور نیز علامہ ذبیح اللہ محلاتی سے ریاحین الشریعہ میں مذکورہ نکاح کی تردید موجود ہے۔

نمبر ۵ :- بعض علمائے شیعہ نے مذکورہ نکاح پر بحث کرتے ہوئے یہ الفاظ اگر کہیں تحریر کر دیئے ہیں کہ جناب امیرؑ کی کسی لڑکی سے عمر کا نکاح نہیں ہوا تھا اور اگر بفرضِ محال ہوا بھی تھا تو بامرِ مجبوری ہوا تھا پس مذکورہ الفاظ ہمارے کسی امام کے نہیں ہیں بلکہ وہ کسی عالم کے ہیں اور اُس نے بھی اتنا کہا کہ نکاح نہیں ہوا اگر ہوا ہے تو بامرِ مجبوری پس بامرِ مجبوری کا لفظ قرآن و حدیث تو ہے نہیں کہ اسے شیعوں کے خلاف پیش کیا جائے۔ علماء کسی مطلب کو تعبیر کرنے میں جو عبارت

ذکر کرتے ہیں اگر وہ بعینہٖ امامؑ کے الفاظ ہوں تو شیعوں کو الزام دیا
جا سکتا ہے اور اگر وہ تعبیر امامؑ کے الفاظ نہ ہوں تو اُن الفاظ سے
اگر اصولِ مذہب پر زد آتی ہو تو اُن الفاظ کی صحیح تاویل کی جائے گی۔

۶ ع: ۔ بامرِ مجبوری سے مقصود علمائے شیعہ کا یہ ہے کہ اہل
سنت دوستوں کو الزام دیں کیونکہ کہ عدد کتبِ معتبرہ اہل سنت
جن کے حوالہ جات مذکور ہو چکے ہیں اُن سے یہ ثابت ہے کہ اہلسنت
بھائیوں کے عقیدہ میں زینب بنت عالم یا بنتِ خدیجہ رسول اللہ
کی صلبی بیٹی ہے اور وہ ابوالعاص بن ربیع مشرک کے نکاح میں تھی
اور سیرت ابن ہشام سے یہ الفاظِ روایت مذکور ہو چکے ہیں کہ رسول اللہ
مکہ میں مجبور تھے اور اسلام نے ان کی بیٹی زینب اور اُن کے داماد ابوالعاص
میں جدائی ڈال دی تھی لیکن نبیؐ پاک اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنی بیٹی کو اپنے
مشرک داماد سے جدا نہ کر سکے پس اہل سنت کے عقیدہ میں نبیؐ کی صلبی
بیٹی اپنے اسلام پر قائم رہی اور اُن کا کافر اور مشرک شوہر اپنے کفر اور
شرک پہ قائم رہا۔

ہم اہل سنت بھائیوں سے یہ گذارش کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح
رسول اللہ کو مجبور مان لیا ہے کہ اسلام کی وجہ سے نکاح تو ٹوٹ گیا لیکن
نبی کی بیٹی آپ کے عقیدہ میں بغیر نکاح کے اپنے سابقہ شوہر کے گھر میں
بیوی کی حیثیت سے آباد ہے اور اس بات کو تسلیم کرنے سے اہل سنت
دوستو آپ کے ایمان کا کچھ نہیں بگڑتا اور نبیؐ پاک کی نبوت میں بھی کوئی
فرق نہیں آتا پس علمائے شیعہ نے اہلِ سنت کو الزامی جواب کی خاطر یہ کہا
کہ نکاحِ عمر خاندانِ نبوت کی کسی شہزادی سے نہیں ہوا اور بالفرض اگر ہوا

بھی ہے تو اسی طرح بامرِ مجبوری ہوا جس طرح اہلِ سنت کے عقیدہ میں
زینب بنتِ نبیؐ کا نکاح ایک کافر اور مشرک سے اور پھر اسلام کی وجہ
سے نکاح ٹوٹ گیا اور بغیر نکاح کے بامرِ مجبوری آپ کے نبیؐ نے اپنی بیٹی کو
اس کے سابقہ مشرک شوہر کے گھر میں آباد رکھا پس جب پیغمبرِ اسلام کے
متعلق اہلِ سنت امرِ مجبوری کا عذر قبول کرتے ہیں اسی طرح جنابِ امیرؑ
کے بارے میں بھی یہ عذر قبول کر لیں کیونکہ جنابِ امیرؑ بھی اُن کا چوتھا
خلیفہ ہے اور شیعوں کی طرف سے اہلِ سنت کو یہ بامرِ مجبوری والا الزامی جواب
دیا گیا ہے اور الزامی جواب میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جواب دینے والا خود
بھی اس جواب کا عقیدہ رکھتا ہو پس ہم شیعوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جنابِ
امیرؑ نے نہ ہی خوشی اور رضا سے اور نہ ہی بامرِ مجبوری عمر کو رشتہ دیا تھا۔
اور معاویہ خیل جتنا جھوٹا پروپیگنڈا بھی کرتے رہیں اُس سے جنابِ عمر
کی کسی فضیلت کے بھی شیعیانِ حیدرِ کرار قائل نہیں ہو سکتے۔

خلاصۃ الکلام

چار یاری مذہب کی توپ کا دوسرا گولہ کافی شریف کی مذکورہ
روایت عمر صاحب کی تعریف کی بجائے مذمت کرتی ہے کیونکہ اس
روایت کو بفرضِ محال اگر ہم کلام امامؑ تسلیم کر لیں تو ہم پر فرض ہو جاتا
ہے کہ جو کچھ امامؑ نے فرمایا ہے اُس پہ عقیدہ رکھیں اور مضمونِ روایت
کے مطابق عمر صاحب کو ایک ایسا ظالم اور جھوٹا شخص سمجھیں کہ جس کے
دل میں ناموسِ رسولؐ کا کوئی احترام نہ تھا اور رسولؐ اللہ کے
پاک گھرانے کی شہزادیوں کا رشتہ لینے کی خاطر عمر صاحب اُن کے ورثاء

کو مجبور کرتا تھا اور نبیؐ کے رشتہ دار جب انکار کرتے تھے تو اُنہیں بلا کر اُن کے حقوق چھین لینے کی دھمکیاں دیتا تھا اور برملا کہتا تھا کہ اگر مجھے نبیؐ کی فلاں نواسی کا رشتہ نہ ملا تو میں اُس کے باپ کے خلاف جھوٹے گواہ بنا کر چوری کا الزام لگا دوں گا اور اُس کے ہاتھ کاٹوں گا۔

مسلمان بھائیو! ہر شخص نے ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے ہم ضد نہیں کرتے لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے جن باتوں کے متعلق نبیؐ کے رشتہ داروں کو عمر صاحب رُعب دکھاتے تھے ایسی باتوں کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کر سکتا پس مذکورہ باتیں کرنے سے جنابِ عمر کا ایمان ختم ہو گیا اور نجات ناممکن ہو گئی۔ لہٰذا جو جھوٹا افسانہ ہمارے اہلِ سنت دوست اس لئے پیش کرتے ہیں تا کہ اُس کی وجہ سے عمر صاحب کا ایمان، خلافت، نجات ثابت کریں۔ اُسی افسانے نے جنابِ عمر کے ایمان، خلافت اور نجات کو برباد کر دیا اور اگر کافی شریف کی مذکورہ روایت ہمارے امامؑ کا فرمان ہی نہیں ہے تو پھر ہمارے اہلِ سنت بھائیوں کو چاہیئے کہ ناحق انصاف کا خون نہ کریں جب انہوں نے ہمارے خلاف امامؑ کا کلام پیش ہی نہیں کیا۔ تو ہم اُن کو جواب کس بات کا دیں اور اس قسم کی روایت کو ایمانِ عمر ثابت کرنے کی خاطر ہمارے خلاف پیش کرنے سے سُنّی بھائیوں کو خود بخود شرم کرنا چاہیئے۔

مذکورہ روایت کافی شریف سے مولوی کرم دین۔ مولوی غلام رسول۔ مولوی محمد صدیق اور مینیجر جمعیت نے تحریر کر کے اُس پر یوں جرح کی ہے جیسے اُٹھ دے مُنہ وچوں لانٹرین دی بو آوے۔

اعتراض :-

حضرت علیؑ شیرِ خدا تھے اور جنابِ عمر تو بُزدل تھے پس جنابِ عمر کی ایک ہی دھمکی نے حیدرِ کرارؑ کے ہوش و حواس اڑا دیئے اور شیرِ خدا کے چھکے چھڑا دیئے۔ انبیاءؑ کی مشکلیں آسان کرنے والے زمین کے اندر جا کر ہزاروں جنات کو قتل کرنے والے علی مُشکل کُشاؑ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ ہزاروں من خیبر کا پھاٹک بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر سو گز کے فاصلے پر پھینکنے والے بہادر پر عمر کا دُرّہ بھاری ہو گیا غرض جس نیک انسان کو شیعہ حضرات انسانیت سے اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کھڑا کر دیتے ہیں اُس بہادر اور نڈر انسان کو حضرت عمر کی ایک فرضی دھمکی نے بے بس کر دیا۔ اور مجبور ہو کر اُنہوں نے اپنی بچی کا رشتہ فاروقِ اعظم کو دے دیا (ملخص منقول از کتابچہ اہلِ سُنت داماد علی و کتابچہ اہلِ سنت نکاح ام کلثوم)

جواب ۱ :-

مذکورہ تحریر گواہ ہے کہ ملوانوں نے اپنے فاروقِ اعظم کی نمک حلالی کرنے کی خاطر اپنی طرف سے سر توڑ کوشش کی ہے اور جس قدر طنز اولیاء اللہ پر یہ کر سکتے تھے اُس میں کوئی کمی نہیں کی۔ ان ملوانوں سے رواداری برتنا اسی طرح ہے جیسے سانپ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنا ہے عمر صاحب کے پاؤں کی تیزی کی طرح آپ ان کی زبان کی تیزی ملاحظہ فرمائیں اور جس چرب زبانی سے ابوبکر و عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین و انصار کو فریب دیا تھا اُسی چرب زبانی سے یہ بیچارے سادھے مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ جہاں تک خاندانِ رسالت سے عمر صاحب کی

چھوٹی رشتہ داری کا تعلق ہے تو ہم نے اس افسانہ کے تمام بخیوں کو اس
رسالہ میں ڈھیلا کر دیا ہے اور مخالف کی پیش کردہ تمام غلط روایات
کے پرخچے اڑا دیئے ہیں باقی رہا جنابِ امیرؑ کے کمالات اور آنجناب
کا شیرِ خدا ہونا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مردِ خدا ہونا تو اسے
ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن شیر میں جس قدر شجاعت ہوتی ہے اتنی ہی
اس میں شدائد پر صبر کرنے کی جرأت ہوتی ہے خاندانِ رسالت کی
مظلومیت اور صبر کا جس رنگ میں مخالف تمسخر اڑاتے ہیں اس طرح
شانِ توحید اور رسالت پر بھی حرف آتا ہے۔ کیونکہ کئی مسلمان عورتوں
اور مردوں پر اُن کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ظالموں نے مصیبتوں کے
پہاڑ گرائے اور اللہ تعالیٰ نے تمام طاقتوں کے باوجود اُن مسلمانوں کی
کوئی حفاظت و مدد نہ کی۔ پس اہلِ حدیث وہابیوں کا خدا ظالموں سے
کیوں ڈر گیا جیسے شیرِ خدا عمر سے ڈر گیا اور نیز چاند کو انگلی کے اشارے
سے دو ٹکڑے کرنے والا نبیؐ کافروں سے ایسا ڈرا کہ تین دن تک غار
میں چھپا رہا۔ جس سوچ اور فکر سے ہمارے سُنی بھائی کام لیتے ہیں
اس فکر سے تو پورے اسلام کا جنازہ نکل جاتا ہے اور خدا اور
رسولؐ کا ذرا بھر بھی وقار باقی نہیں رہتا۔

جواب عـ۲ :۔

اللہ تعالیٰ کبھی اپنی طاقت دکھاتا ہے جیسے ابرہہ کے لشکر کو
ابابیل کی فوج بھیج کر برباد کیا تھا اور کبھی خداوندِ عالم ظالم کی رسی
دراز کرتا ہے جیسے کہ جب فوجِ یزید نے حصین بن نمیر کی قیادت میں
بارہ ہزار پتھر ہر روز مسجد الحرام میں برسائے اور کعبہ بھی گر گیا تو

خداوندِ تعالیٰ خاموش رہا۔ تاریخی واقعات کے استقرار اور چھان بین
سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کافر دینِ حق اور شعائر اللہ کو بالکل
مٹانے کے لئے ارادہ کر لیں تو خدا تعالیٰ انہیں اسی دنیا میں جلدی یا
دیر سے سزا دے دیتا ہے اور جب خود مسلمان ہی اپنی بدکرداری سے
دینِ اسلام کو برباد کرنے کا ارادہ کر لیں تو خدا اُن کی سزا کو روزِ قیامت
پر ملتوی کر دیتا ہے اور اسی مذکورہ سنتِ الٰہیہ پر اولیاء اللہ بھی عمل پیرا
رہتے ہیں پس جنابِ امیرؑ کی بہادری کے وہ تمام واقعات جن کی وجہ سے ملوانے
ہم پر طنز کرتے ہیں اُن جنگوں میں ظاہر ہوتے ہیں جن میں کفار نے
اسلام کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور رسول اللہؐ کے بعد جنابِ امیرؑ
کا واسطہ اُن لوگوں سے تھا جو ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے تھے
اور اپنی نادانی اور بُرے اعمال کی وجہ سے اسلام کو برباد کر رہے
تھے پس جس طرح خدا تعالیٰ نے فوجِ یزید کی ظالمانہ کارروائیوں پر خاموشی
اختیار کی اور جس طرح نبی پاکؐ نے بعض مسلمانوں کی منافقانہ کارروائی پر
خاموشی اختیار کی اُسی طرح مولا علیؑ شیرِ خدا نے بھی خدا اور رسولؐ کی
طرح خاموشی اختیار کی مولا علیؑ کے کمالات اور معجزات برحق ہیں لیکن
ہمارے اہلِ سنت بھائی اپنی اسی مخصوص مرض کی وجہ سے آنجناب کے
معجزات اور کرامات کا اُسی طرح مذاق اڑاتے ہیں جس طرح کفار و
منافقین ہمارے رسولؐ کے کمالات و معجزات کا مذاق اڑاتے تھے۔

واللہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون

شیعوں کیخلاف چار یاری مذہب کی توپ کا تیسرا گولہ

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل شیعہ کی کتاب فروع کافی کتاب الطلاق ص ـــــ

محمد بن یعقوب عن حمید ابن زیاد عن ابن سماعہ عن محمد ابن زیاد عن عبداللہ ابن سنان ومعاویہ ابنِ عمار عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سألتہ عن المرءۃ المتوفی عنہا زوجہا تعتد فی بیتہا او حیث شاءت قال بل حیث شاءت انّ علیاً علیہ السلام لما توفی عمرؓ اتی ام کلثوم فانطلق بہا الی بیتہ -

دوسری روایت :

روی الحسین ابن سعید عن النضر ابن سوید عن ہشام ابن سالم عن سلیمان ابن خالد قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن امرءۃ توفی عنہا زوجہا این تعتد قال فی بیت زوجہا او حیث شاءت قال بل حیث شاءت ثمّ قال انّ علیاً علیہ السلام لما توفی عمرؓ اتی ام کلثوم فاخذ بیدہا فانطلق بہا الی بیتہ -

دونوں روایتوں کا ملخص ترجمہ :-

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے وہ عدتِ وفات کس جگہ گزارے اپنے شوہر کے گھر میں یا جس جگہ چاہے امام نے فرمایا جس جگہ چاہے پھر فرمایا جب عمر مر گیا تو حضرت علیؑ ام کلثوم کے پاس آئے اُس کو ہاتھ سے پکڑا اور اُنہیں اپنے گھر لے آئے -

نوٹ :-

ہم نے دونوں روایتیں قارئین کے سامنے پیش کر دی ہیں اور ان دونوں روایتوں میں جان ہی نہیں ہے کہ اہلِ سنت دوستوں کے دعویٰ کو ثابت کریں اور ہم اپنے قارئین کے سامنے ان روایات پر جرح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں -

پہلا جواب :-

مذکورہ دونوں روایتوں کے دس عدد جواب ملاحظہ ہوں

مذکورہ روایتیں ہمارے مخاطب کو نظر آئیں اور یوں خوش ہو گئے جیسے عید بابا شجاع الدین کے دن شیعوں کو خوشی ہوتی ہے اور سوچا کہ ہم نے شیعوں کو تحقیق کی چکی میں پیس ڈالا ہے ہم اپنے اہل سنت دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ ردّ الحجر من حیث جاء ہمارا یہ اصول

ہے کہ اینٹ جدھر سے آئے ہم اُسے اُدھر ہی پھینکتے ہیں اگر مخاطب کا مقصد اس روایت سے یہ ہے کہ جنابِ عمر کے نکاح کا جھوٹا افسانہ اس روایت سے ثابت ہے تو یہ ایک ان کی نادانی ہے جو ابھی ہم تھوڑی دیر کے بعد دُور کردیں گے اور اگر اہلِ حدیث کے مُردان کا مقصد راہِ انصاف کو چھوڑ کر اپنی ضد پہ اڑے رہنا ہے تو مثل مشہور ہے کہ زندو دروغ ہر کس لاجواب است اور ہماری دعا ہے کہ ہمارے مخاطب کو حق تعالیٰ انصاف کی بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

دوسرا جواب :-

مذکورہ روایت عقل کی روشنی میں غلط ہے کیونکہ فرضی امِّ کلثوم بیوہ عمر کا دُنیا میں وجود ہی نہیں ہے

بیانئہ :-

اگر کسی روایت میں راویوں نے یہ بتایا ہے کہ معاذ اللہ نبیؐ کریم نے فرمایا ہے کہ دو اور دو پانچ تو دُنیا کے عقل مند لوگ ایسی روایت کو کسی امام اور نبیؐ کا فرمان ماننے سے معذور ہیں بلکہ اُس کی کوئی صحیح تاویل کرتے ہیں اگر تاویل کے قابل نہ ہو تو اُسے راوی کا اشتباہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال :-

وہ امِّ کلثوم جسے بیوۂ عمر فرض کیا گیا ہے عدتِ وفات چار مہینے اور دس دن گزارنے کے بعد کہاں گئی اور نیز اس کے فرضی بچے عدت کے دوران اور عدت کے بعد کہاں گئے۔

جواب :-

اُس فرضی امِّ کلثوم کے بارے میں اہلِ سُنت علماء نے ایک اور جھوٹا افسانہ ایسا گھڑا ہے جسے پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی علیؑ اور اولادِ علیؑ کی عقیدت و احترام ہے اُس کا خون کھولتا ہے وہ سوچتا ہے کہ علیؑ اور اولادِ علیؑ نے ان ملانوں کا کیا قصور کیا تھا کہ جھوٹے فسانے اُن کی طرف منسوب کئے۔

میرے محترم قارئین! نبیؐ اور آلِ نبیؐ سے معافی مانگ کر، نقلِ کفر کفر نباشد کے تحت اُس افسانے کو تحریر کرنے کی ہم جسارت کررہے ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہماری کس قسم کی مجبوریاں ہیں اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دوست اور دشمن میں فرق معلوم ہو جائے تاکہ یہ لمبی داڑھیوں والے جن کی بغل میں چھری اور نام غریب داعی بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا نہ دے سکیں۔

علیؑ اور اولادِ علیؑ کے خلاف سُنی ملّانوں کا زہریلا پروپیگنڈا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۸ ذکرِ ام کلثوم

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۶۹ ذکر ام کلثوم -

۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۶۷ ذکر ام کلثوم

۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ صفحہ ۴۶۳ ذکر ام کلثوم

۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صفحہ ۲۸۵ ذکر اولادِ علیؑ -

۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صفحہ ۹۴ آیت مباہلہ -

اسد الغابہ اور ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو :-

لما تائمت ام کلثوم الخ (چونکہ عبارت طویل ہے اس لئے ہم ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں)

ترجمہ :-

جب ام کلثوم عمر سے بیوہ ہوئی تو اس کے بھائی حسنؑ اور حسینؑ اُس کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو نے اپنی دوبارہ شادی کا پورا اختیار اپنے باپ علیؑ کو دے دیا تو وہ تیری شادی اپنی قوم کے کسی یتیم سے کر دے گا اور اگر تو مال دنیا چاہتی ہے تو وہ کسی اور جگہ شادی کرنے سے ممکن ہے پس اُوپر سے حضرت علیؑ لاٹھی کے سہارے چلتے ہوئے

آگئے بچوں کو دعائیں دیں اور کہا اے ام کلثوم تو اپنے نکاح کا معاملہ میرے سپرد کر دے ام کلثوم نے کہا کہ میں دنیا چاہتی ہوں اور اپنے معاملے میں میں خود غور کرنا چاہتی ہوں۔ علیؑ نے فرمایا بیٹی یہ تیری سوچ نہیں بلکہ یہ تیرے بھائیوں کی سوچ ہے پھر حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تم سب سے کلام نہ کروں گا جب علیؑ روٹھ کر اُٹھے تو حسنؑ و حسینؑ نے باپ کو راضی کیا اور منایا۔ جنابِ امیرؑ نے فرمایا کہ ام کلثوم نکاح کا معاملہ میرے سپرد کر دے۔ بی بی نے سپرد کر دیا جنابِ امیرؑ نے فرمایا میں نے تیرا نکاح عونؓ ابن جعفر سے کر دیا۔ عونؓ اس وقت بچہ تھا۔ اور چار ہزار درہم بھی جنابِ امیرؑ نے ان کو دیئے۔ (ملخص)

نوٹ :-

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

راوی نے مذکورہ روایت میں آلِ رسولؐ کی توہین کرنے کی انتہا کر دی ہے۔ مذکورہ روایت صواعقِ محرقہ میں بھی مذکور ہے اور باقی تین کتب میں صرف اتنا لکھا ہے کہ فرضی ام کلثوم کا نکاح عمر سے بیوہ ہونے کے بعد عونؓ ابنِ جعفر سے ہوا۔ عونؓ کی وفات کے بعد محمد ابن جعفر سے ہوا ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔

مذکورہ روایت الف سے ی تک جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ عون بن جعفر ۱۷ھ میں عمر کے زمانے میں جنگِ تستر کے موقعہ پر شہید ہو گیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو ..

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صفحہ ۳۱۴ جلد ۴ حرف العین
۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۳ جلد ۳ حرف العین
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب صفحہ ۱۶۱ جلد ۲ حرف العین
۴ - اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ باب ۳ فصل اول صفحہ ۲۲۱
۵ - اہل سنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ دینوری صفحہ ۸۹
اخبار علی ابن ابی طالب۔
۶ - اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۷۱ جلد ۲ ذکر فتح تستر

اُسد الغابہ کی عبارت ملاحظہ ہو

عون بن جعفر بن ابی طالب ولد علی عہد رسول اللہ
ﷺ و امّہ و امّ اخویہ عبد اللہ و محمد اسماء بنت عمیس
الخثعمیۃ استشہد بتستر و لا عقب لہ ۔

ترجمہ :-

عون بن جعفر بن ابی طالب نبی کریم کے زمانے میں پیدا ہوئے اور جنگِ تستر میں شہید ہو گئے اور ان کی اولاد نہیں ہے۔

نوٹ :-

تاریخ کامل ابن اثیر ذکر فتح تستر میں لکھا ہے کہ یہ جنگ ۱۷ھ میں عمر کے زمانہ میں ہوئی ہے اور نیز الفاروق وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرضی ام کلثوم سے عقدِ عمر بھی ۱۷ھ میں ہوا ہے اور ۲۳ھ میں عمر نے وفات پائی ہے تو گویا ام کلثوم ۲۳ھ میں بیوہ ہوئی اور پھر عون بن جعفر سے اُن کا نکاح ہوا حالانکہ عون بن جعفر عمر کے زمانے میں جنگِ تستر کے موقعہ پر جو ۱۷ھ میں ہوئی شہید ہو چکے تھے۔

نتیجۂ بحث :-

۲۳ھ میں عون بن جعفر کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا اسی طرح عمر سے بیوہ ہونے والی اور عدت کی خاطر حضرت علیؑ کے گھر آنے والی اور پھر عون بن جعفر سے نکاح کرنے والی ام کلثوم کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے پس جس فسانۂ نکاح پر جناب عمر کے ایمان اور خلافت اور نجات کا دارومدار ہے وہ ایک جھوٹی داستان ہے جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے ہم نے اپنے مخاطب کی مایۂ ناز روایت کو عقل کی روشنی میں غلط ثابت کر کے انصاف کرنا قارئین پر چھوڑ دیا ہے اور مخاطب موصوف سے اتنی گذارش ضرور کریں گے کہ غارت علی الضرۃ و ... لعلھا" سوکن پر غیرت کی اور شوہر کو مار ڈالا" تمہارے راویوں نے شاگردانِ ابلیس نے اُسد الغابہ کی عبارت گول کر کے شیعوں کو زیر کرنے کی خاطر آلِ نبیؐ پر بڑے بڑے جھوٹ بولے ہیں اور خدا اُن کذابوں سے ضرور بدلہ لے گا۔ اصل روایت وہی ہے جو اُسد الغابہ

ہے ہم نے پیش کی ہے اور جھوٹے پروپیگنڈہ کی رو سے، راوی کے اشتباہ سے اس کی ذرا سی دُم کافی شریف میں بھی آگئی ہے جس طرح کہ مخالفین کے بعض عقائد کا تذکرہ قرآن مجید میں آگیا ہے۔

تیسرا جواب :-

ایک شبہ کا ازالہ

محمود احمد عباسی خارجی اور ناصبی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۱۴۹ طبع چہارم میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر حسینؑ کے خروج کے سخت مخالف تھے اور اُن کی زوجہ سیدہ زینبؑ اپنے بھائی کی طرفدار تھیں۔ ان دونوں میاں بیوی میں اسی سبب سے ایسی ناچاقی پیدا ہوئی کہ نوبت علیحدگی تک پہنچ گئی بعد میں عبداللہ بن جعفر نے اپنی سالی ام کلثوم سے جو اس وقت بیوہ تھیں نکاح کیا پھر عباسی صاحب نے ابن حزم دشمن اہلبیت کی کتاب جمہرۃ الانساب کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ ام کلثوم عمر کے نکاح میں تھیں اُن کے بعد عون و محمد کے نکاح میں بالترتیب آئی ثم خلف علیها بعدہ عبد اللہ بن جعفر بعد طلاقه لاختها زینب محمد کے بعد ام کلثوم عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں آئی جناب زینب کو طلاق دیئے جانے کے بعد۔

نوٹ :-

عباسی کی عبارت انتہا درجہ کی دل آزار ہے لیکن کسی عبارت کو

دل آزار سمجھ کر چھوڑ دینا اُس کا جواب نہیں بلکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے تاریخ کی روشنی میں غلط ثابت کیا جائے تاکہ جو ہا خواب میں بھی اپنے آپ کو اونٹ نہ سمجھے۔

جناب سیدہ زینبؑ کی وفات جناب عبداللہ کی زوجیت میں ہوئی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صفحہ ۲۸۳ جلد ۲ ذکر اولاد علیؑ۔

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ باب ۱ فصل ۵ ذکر اولاد رسولؐ صفحہ ۱۶۷۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الائمہ باب ۱۱ ذکر اولاد سیدہؑ صفحہ ۱۸۱

تینوں کتابوں کی عبارت ملاحظہ ہو :-

عن ابن شهاب قال تزوج زینب بنت علی ابن ابی طالب عبد اللہ بن جعفر فماتت عنده۔

ترجمہ :-

سیدہ زینبؑ بنت علیؑ سے عبداللہ بن جعفر نے شادی کی اور بی بی نے عبداللہ کی زوجیت میں وفات پائی

نوٹ : ۱ :-

مذکورہ تینوں مورخ علمائے اہلِ سنت سے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ بی بی کی وفات جناب عبداللہ کی زوجیت میں ہوئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ طلاق والا افسانہ جھوٹا ہے اور ابن حزم ایک دشمن اہلبیت ملاں ہے جس پر اہل سنت کے امام نووی نے شرح مسلم میں اُس پر طعن و تشنیع نقل کی ہے اور نیز صاحب تاریخ احمدی نے تلخیص الحبیر عسقلانی سے یہ نقل کیا ہے کہ ابن حزم کہتا ہے کہ ابن ملجم حضرت علیؑ کا قاتل حضرت علیؑ کے قتل میں مجتہد ہے اور بے قصور ہے پس ایسے ملعون شخص کا قول شیعوں کے سامنے عباسی صاحب کا پیش کرنا انتہا درجے کی بے انصافی ہے کیا یزید اور معاویہ کے متعلق جو کچھ علماء نے تحریر کیا ہے کیا عباسی صاحب اُسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں ۔؟

نوٹ ۲ :-

محمود عباسی اور اس کے خارجی پیشوا نے اپنے مذکورہ بیان میں اقرار کیا ہے کہ واقعۂ کربلا کے بعد امّ کلثوم سے عبداللہ نے نکاح کیا تھا اور ان کا یہ اقرار ان کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے کیونکہ وہ فرضی ام کلثوم جسے بیوۂ عمر فرض کیا گیا ہے وہ معاویہ کے زمانے میں پچاس ہجری میں بقول اہلِ سنت وفات پا گئی تھی تو پھر سنہ ۶۱ھ کے بعد زندہ ہو کر عبداللہ سے نکاح کیسے کیا؟

ع کل الذی تدعی فی العلم فلسفۃً
حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءُ

عباسی صاحب کئی ورقوں کے نشر میں ہزلیات لکھتے گئے لیکن اُن کی ساری تحقیق ہمارے نزدیک یہی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر سگ عوعو کند در کوچۂ خود شیرِ غراں ست ۔

نتیجۂ بحث :-

ہر مقدمہ میں اوّل سے آخر تک کیس کی نوعیت کو سُنا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے کہ اُس میں سچ کتنا ہے اور جھوٹ کتنا ہے مذکورہ مقدمہ میں پانچ باتیں قابلِ غور ہیں ۔

۱ ۔ فرضی ام کلثوم ۱۷ھ سے تا سنہ ۲۳ ہجری عمر کے نکاح میں رہی ۔
۲ ۔ سنہ ۲۳ ہجری کے بعد عون بن جعفر کے نکاح میں آئی ۔
۳ ۔ سنہ ۵۰ ہجری میں اُس نے وفات پائی ۔
۴ ۔ سنہ ۶۱ ہجری میں زندہ تھی ۔
۵ ۔ واقعۂ کربلا کے بعد عبداللہ بن جعفر سے شادی کی ۔

اربابِ انصاف !

یہ پانچوں باتیں جھوٹ کا پلندہ ہیں کیونکہ عون بن جعفر ۱۷ھ میں جنگِ تستر کے موقع پر شہید ہو گیا تھا تو اُس نے سنہ ۲۳ ہجری میں زندہ ہو کر بیوۂ عمر سے شادی کیسے کی ۔ اور نیز پچاس ہجری میں خود امّ کلثوم مر گئی پس سنہ ۶۱ھ میں زندہ ہو کر عبداللہ سے

شادی کیسے کی پس اسی طرح اُس کا عمر سے بیوہ ہونا بھی جھوٹ ہے کیونکہ نکاح اصل ہے اور جب نکاح ہی ثابت نہیں تو عدت کی خاطر اُس کا جناب امیرؑ کے گھر آنا بھی درست نہیں ہے پس کافی شریف کی روایت کی کوئی صحیح تاویل کریں گے اور وہ یہ ہے کہ عمر کی زوجہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم ہے اور راوی کو اشتباہ ہوا ہے۔

چوتھا جواب :۔

عبداللہ کا امِّ کلثوم سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے

بیانه :۔

طبقات الکبریٰ اور الاصابہ وغیرہ کتب اہلِ سنت میں ام کلثوم سے عبداللہ کے نکاح کا تذکرہ موجود ہے اور یہ شرعاً صحیح نہیں کیونکہ شرعاً جمع بین الاختین صحیح نہیں ہے۔ جناب زینب اور ام کلثوم دونوں بہنیں ہیں ابن جعفر کے نکاح میں سیدہ زینب تھیں اور ام کلثوم سے اُن کے نکاح کی عقلی طور پر تین صورتیں ہیں۔

۱۔ سیدہ زینب کی موجودگی میں اور یہ صورت شرعاً جائز نہیں ہے

۲۔ جناب زینب کو طلاق دیئے جانے کے بعد اور یہ صورت تاریخ کی روشنی میں ہم غلط ثابت کر چکے ہیں۔

۳۔ جناب زینب کی وفات کے بعد اور یہ صورت بھی غلط ہے کیونکہ شیعوں کی کتاب ریاض الشرعیہ ذکر زینب وام کلثوم صفحہ ۱۱۶ میں لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب سنہ ۶۲ھ ماہ صفر میں

نبی زادیاں مدینے میں آئیں تو چار ماہ بعد بیس جمادی الثانی کو جناب ام کلثوم کی وفات ہو گئی اور ان کی وفات کے دو ماہ بیس دن بعد دس رمضان المبارک کو جناب زینب کی وفات ہو گئی۔

نوٹ :۔ اربابِ انصاف !

چونکہ سیدہ کلثوم کی وفات سیدہ زینب سے پہلے ہوئی ہے پس وفاتِ زینب کے بعد ابن جعفر سے اُن کا نکاح ناممکن ہے پس وہ فرضی ام کلثوم کوئی اور ہے جو بیوۂ عمر بھی ہے اور منکوحہ عبداللہ بن جعفر بھی ہے اور یا تو اللہ کے فضل و کرم سے اُس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہوا اور جس کا وجود ہی نہیں ہے اُس کا نہ عبداللہ سے نکاح ہوا ہے اور نہ ہی حضرت عمر سے اور جب نکاح ہی ثابت نہیں تو عدت وفات کی ضرورت ہی نہیں ہے پس کافی شریف کی روایت کی صحیح تاویل یہ ہے کہ زوجہ عمر حضرت ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم ہے اور اسی بات پر شیعوں اور سُنیوں کا اتفاق ہے اور عقل مند کو چاہیئے کہ جس بات پر اتفاق ہو اُسی کو قبول کرے۔

وہ ام کلثوم جناب ابوبکر کی شاخِ تمنا کا آخری میوہ ہے آٹھ عدد کتب اہل سنت سے حوالہ گزر چکا ہے کہ بقول اہل سنت ابوبکر صدیق کی اولاد میں بیوہ عمر (مذکورہ ام کلثوم) آخری وہ پانچ سالہ شہزادی ہے جسے اُس کے چچا عمر نے باون برس کے سن میں ملکۂ عرب ہونے کا شرف بخشا تھا اور فاروقِ اعظم کو باون برس کی عمر میں اس شادی

کے کرنے پر ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دل سے اس شادی کی تائید کرتے ہیں۔

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔

اور ہمارے مذکورہ بیان سے چار یاری مذہب کے مبلغ فیض احمد اویسی آف رحیم یار خان کا اگر کلیجہ شق ہو تو وہ اپنے جھوٹ کے پلندہ رسالہ آئینہ شیعہ نما کی راکھ کو بطور سفوف نہار منہ استعمال کرے اویسی نے اپنے (مذکورہ) رسالہ میں مسئلہ عقد ام کلثوم اور دیگر مسائل میں شیعوں کے خلاف بہت زہر اگلا ہے اور اتنا جھوٹ بولا ہے کہ جس کی گنجائش پوری ریاست بہاولپور میں نہیں ہے اویسی کو معلوم ہونا چاہیے کہ شیعوں کی کتابوں کی عبارات کو توڑ موڑ کر پیش کرنا اور اہل سنت لوگوں کو ان کی گمراہی پر پکا کرنا یہ دین اسلام کی خدمت نہیں بلکہ صرف اپنے پیٹ کی خاطر فریب کاری ہے۔ اویسی صاحب کے ایک چیلے رمضان چشتی نے رسالہ مذکورہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ علاقہ سندھ کنگری میں اویسی صاحب نے شیعیت کی ناکہ بندی کر کے بدمذہبی کو روکا ہے۔ رمضان چشتی نے مذکورہ دعویٰ منزلۃ البعیر (ہوائی گولہ) چھوڑا ہے کیونکہ بندہ نے بھی سندھی قوم کا قریب رہ کر مطالعہ کیا ہے سندھی لوگ خواہ جس مذہب و ملت کے ہوں وہ ابوبکر و عثمان سے مولا علی کو افضل سمجھتے ہیں اور آنجناب اور حضور کی اولاد کے قدموں کی خاک کے برابر بھی کسی صحابی کو نہیں جانتے البتہ وہابی ملانوں نے جھوٹے شلے

تا کہ کچھ سندھیوں کو دشمن اولادِ رسولؐ بنا دیا ہے جیسا کہ کھیرٹی کا ظلم آمیز واقعہ گواہ ہے کاش کہ پاکستان کے آرام پرست شیعہ علماء سندھ میں مذہبِ شیعہ کی تبلیغ پر توجہ دیتے اور نیز کاش کہ سندھ کے سیاسی لیڈر سندھ میں قومی انقلاب کی آگ کو نہ بھڑکاتے خلاصہ یہ کہ ملکی حالات جیسے بھی ہوں اس زمانہ تک سندھی عوام کے دلوں میں اولادِ رسولؐ کی محبت کے چشمے موجزن ہیں اور قرآن مجید و سادات کرام کی تعظیم و تکریم میں سندھ کے عوام دوسرے پاکستانی مسلمانوں سے آگے آگے ہیں اور ان لمبے داڑھے والے اہل حدیث دشمنِ آل رسولؐ و اولادِ رسولؐ کی تبلیغ کا سندھی عوام پر کچھ اثر نہیں ہوا اور یہ لوگ اپنی تبلیغ میں اسی طرح ناکام ہیں جس طرح بی بی عائشہ جنگِ جمل سے ناکام لوٹی تھی۔

پانچواں جواب :۔

ام کلثوم کا ابن جعفر سے نکاح کرنا ایک اور لحاظ سے بھی قابلِ قبول نہیں ہے

بیانہ :۔

فرضی ام کلثوم سولہ سال کے سن میں سنہ ۲۳ ہجری میں بقول اہلِ سنت عمر صاحب سے بیوہ ہو گئی۔ عون بن جعفر اور محمد بن جعفر خود ۱۷ھ میں بقول اہلِ سنت جنگِ تستر کے موقعہ پر شہید

ہو چکے تھے پس اُن سے تو فرضی امّ کلثوم کا نکاح ہوا ہی نہیں
اور ۶۲ھ ہجری دسویں رمضان المبارک کو جناب زینب کی وفات
ہوئی ہے پس وہ فرضی امّ کلثوم سولہ سال کی عمر میں ۲۳ھ ہجری
میں بیوہ ہوئی اور ۶۲ھ ہجری تک بیوہ ہی بیٹھی رہی اور یہ مدت
عمر کی وفات کے بعد، ۳۹ سال آٹھ ماہ اور کچھ دن ہے پس جو مستورات اتنی
مدت تک بیوہ بیٹھ سکتی ہے عادت کے خلاف ہے کہ پھر وہ شادی کرے
پس اگر ام کلثوم بالفرض جناب زینب کی وفات کے بعد زندہ بھی رہی ہو
تو عادت کے خلاف ہے کہ وہ عبداللہ سے نکاح کرے اور نیز جناب
امیرؑ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔ آنجنابؑ پر بھی اعتراض وارد
ہو سکتا ہے کہ ۱۷ سال تک جوان بیٹی کیوں بٹھائی رکھی جبکہ عقلاً شرعاً
اور عادتاً کوئی مجبوری بھی نہ تھی اور نیز امام حسنؑ کی شہادت ۵۰ھ
میں ہوئی ہے آنجناب پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ باپ کے بعد دس
برس تک بی بی کی شادی کیوں نہ کی اور امام حسینؑ کی شہادت ۶۱ھ
میں ہوئی ہے آنجناب پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ بھائی کے بعد دس
برس تک اُنہوں نے بی بی کی شادی کیوں نہیں کی۔

اربابِ انصاف!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صرف عمر صاحب کے ایمان اور خلافت اور
نجات کی خاطر چار یاری مذہب نے معاویہ اینڈ سنز کی سرپرستی میں ایک
ایسا جھوٹا افسانہ گھڑا ہے جس میں مچھلی کے گوشت کی طرح ہر قصے میں دو دو

چار کانٹے ضرور اُلجھے ہوئے ہیں اہلِ سنت دوستوں سے گذارش ہے
کہ وہ فرضی ام کلثوم بنتِ فاطمہؑ ہرگز نہیں ہے اور اگر آپ رگِ انصاف
پر کند چھری نہ رکھیں تو حق یہ ہے وہ فرضی امّ کلثوم جو جناب عمر اور جناب
عبداللہ کے نکاح میں تھی اُس کا وجود ہی دُنیا میں نہیں ہوا۔ یہ قضیہ
سالبہ بانتفاء الموضوع ہے اور صرف اگر لفظِ امّ کلثوم کا رٹہ لگانا
ہے تو کیا ہر عائشہ و حفصہ کا شوہر داماد ابوبکر و عمر ہے۔

چھٹا جواب:-

جو اُمّ کلثوم بیوۂ عمر ہے وہ منکوحۂ محمد بن جعفر بھی ہے، یہ بھی ایک افسانہ ہے۔

بیانہٗ:-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ دینوری ص۸۹ ذکر اخبار
علیؑ بن ابی طالب۔

واستشھد محمد ابن جعفر بتستر واما عون
ابن جعفر فقتل بتستر ایضاً۔

ترجمہ:-

محمد بن جعفر اور عون بن جعفر دونوں جنگِ شُستر میں شہید
ہو گئے تھے۔

نوٹ :-

کتب اہلِ سنت الاصابہ اور طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے (جن کے حوالہ جات مذکور ہوچکے ہیں) کہ بیوۂ عمر ام کلثوم نامی عورت سے جنابِ محمد بن جعفر نے نکاح کیا تھا حالانکہ جناب محمد خود عمر کے زمانہ میں جنگِ شُستر میں جو کہ ۱۷ھ ہجری میں ہوئی ہے شہید ہوگئے تھے عمر کی وفات ۲۳ھ ہجری میں ہوئی ہے ۔

اربابِ انصاف!

ان ملوانوں سے کوئی پوچھے جو آدمی ۱۷ھ ہجری میں شہید ہو گیا ہے وہ پانچ چھ سال بعد قبر سے نکل آیا اور حضرت عمر کی بیوہ سے شادی کیسے کی پس وہ بیوۂ عمر جس سے جنابِ محمد نے بھی نکاح کیا ہے اُس کے وجود کے بھی ہم انکاری ہیں۔ یہ قضیہ سالبہ بانتفاع الموضوع ہے پس عدت والا قصہ بھی اُسی طرح راوی کا اشتباہ ہے جس طرح بیوۂ عمر سے محمد کا نکاح کرنا راوی کا اشتباہ ہے ۔

ساتواں جواب :-

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب عمر و ابوبکر کے ظلم کا شکوہ کیا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱۔ اہلِ شیعہ کی کتاب روضۂ کافی ص ۱۰۲/۲ حدیث نمبر ۳۴۰ ۔

قال سألت ابا جعفر عنهما قال فوالله ما مات منّا ميّت قط إلّا ساخطاً عليهما واوصى بذلك الكبير منّا انّهما ظلمانا حقّنا ومنعانا فيئنا ...... والله ما اسّست من بليّة الّا هما اسّسا اوّلها فعليهما الخ۔ العاقل تكفيه الاشارة ۔

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے (عمر و ابوبکر) دونوں کے متعلق پوچھا امامؑ نے فرمایا خدا کی قسم ہم اہلِ بیت میں سے جو دُنیا سے چلے گئے ہیں وہ بھی ان دونوں سے ناراض گئے ہیں اور جو موجود ہیں وہ بھی ان دونوں سے ناراض ہیں اور ہم سے ہر بزرگ بچوں کو یہ وصیت کرتا ہے کہ (ابوبکر و عمر) ان دونوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارے حقوق کا انکار کیا ہے اس دُنیا میں ہم اہلِ بیت نبوت پر جو ظلم بھی ہوتا ہے (ابوبکر و عمر) ان دونوں نے اُس کی بنیاد رکھی ہے فعليهما پس اُن دونوں پر اللہ اور اُس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۔

نوٹ ۱ :-

میرے محترم قارئین ! مذکورہ روایت بھی کافی شریف کی ہے اور

اس کا مضمون بتا رہا ہے کہ آلِ رسولؐ کو جنابِ ابوبکر و عمر سے سخت نفرت تھی اور اُن کے بزرگ اپنے بچوں کو وصیت کرتے تھے کہ اُن دونوں کے ظالم ہونے کا عقیدہ رکھیں پس اگر بقول اہلِ سنت جنابِ عمر حضرت علیؑ کے معاذ اللہ داماد تھے اور دونوں کے دوستانہ تعلقات تھے تو جنابِ امیرؑ کا بیٹا عمر کی شکایت کیوں کرتا اور بات صرف شکایت تک محدود نہیں بلکہ روایت کا آخری حصہ تو بہت کچھ بتا رہا ہے ۔ یہ وہ روایت ہے جس کے مضمون پر چودہ سو سال سے مذہب حقہ کا اتفاق اور عمل ہے اور فسانۂ نکاح اور عدت والی روایت سے اولاً تو کچھ ثابت نہیں اور ثانیاً وہ شاذ ہے پس شاذ روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی اور اگر ہمارے دوستوں کا زیادہ ہی اصرار ہے تو ہم عرض کریں گے کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے جس سے عمر کا نکاح ہوا تھا۔ جنابِ امیرؑ ایسے ظالم کو ہرگز رشتہ نہیں دے سکتے کہ جس کے ظلم و ستم کا شکوہ تا قیامت جنابِ امیرؑ کی اولاد کرتی رہے گی ۔

نوٹ ۲ :-

اپنے مذہب کی کتاب کا حوالہ اپنے حق میں مخالف کے سامنے پیش کرنا ہم بے انصافی سمجھتے ہیں کیونکہ کسی مذہب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مذہب کی کتابوں سے مخالف کا گلا دبائے لیکن عبد العزیز محنی جس کے پیچھے محدث دہلوی کی دُم لگی ہوئی ہے اور مولوی نافع جھنگوی سُنی کی بے ڈھبی چال نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ عمر صاحب کی عظمت کا عکس اپنے

قارئین کو شیعہ کتابوں سے دکھائیں کیونکہ یہ ملوانے بھی اپنا دعویٰ ثابت کرنے کی خاطر اپنے مذہب کی کتب سے ہمارے خلاف حوالہ جات کی بھرمار کرتے ہیں ان دونوں کا رویہ ایسے ہے جیسے لومڑی کی گواہ اُس کی دُم ۔

آٹھواں جواب :-

جنابِ عمر اپنے گھٹیا نسب کی وجہ سے کسی نبیؐ زادی کا کفو نہیں تھا ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ دینوری صدے، ذکرِ عمر مطبوعہ بیروت ۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش و امہ امرأۃ من فہم وکانت تحت نفیل فتزوجہا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدت لہ زیدا وامہ ام الخطاب و زید ھو ابو سعید احد العشرۃ الذی بشرھم رسول اللہ بالجنۃ ۔

ترجمہ :-

خطاب بن نفیل قریش میں سے تھا اور اُن کی ماں قبیلہ فہم کی ایک عورت تھی (جس کا نام حنیکہ تھا) وہ عورت

نفیل کی بیوی تھی جب نفیل مر گیا تو اُس کے بعد اُن کے بیٹے عمرو بن نفیل نے اپنی ماں سے شادی کی پس اُس سے زید پیدا ہوا اور زید کی ماں اور خطاب کی ماں ایک ہے یہ زید اس سعید کا باپ ہے جو اُن دس میں سے ہے جنہیں (بقول اہلسنت) نبیؐ نے جنت کی بشارت دی۔

نوٹ ۱:

مذکورہ عبارت سے چار باتیں ثابت ہوتی ہیں

پہلی = حضرت عمر کی دادی اُن کے والد خطاب کی ماں بھی تھی اور پھا دوج بھی۔

دوسری = جناب عمر کے چچا عمرو بن نفیل کی وہ ماں بھی تھی اور بیوی بھی

تیسری = زید بن عمرو فاروقِ اعظم کا چچا اُن کے باپ کا بھائی بھی تھا اور بھتیجہ بھی۔

چوتھی = اور نیز زید بن عمرو فاروقِ اعظم کا چچا بھی تھا اور چچا زاد بھائی بھی تھا۔

نوٹ ۲:

جناب عمر کے دادا نفیل کے گھر مولا نے جو گوٹا لگایا تھا وہ بے مثال ہے اور ہمارے دوست اہل سنت اُس کے پھلوں کو بہشتی میوے سمجھتے ہیں کیوں؟

؎ فرزند اگرچہ عیب ناک است در چشم پدر ز عیب پاک است۔

اربابِ انصاف! کوئی عورت خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی

ہو اپنے بیٹے سے ہمبستری نہ کرے گی لیکن جناب عمر کی دادی وہ باہمت خاتون ہے جس نے پہلے تو عمر کے دادا کی زوجیت کا شرف حاصل کیا پھر نفیل کے مرنے کے بعد اُس محترمہ نے اپنے بیٹے عمرو بن نفیل سے نکاح کیا اور ہمارے اہلِ سنت دوستوں کو اس بات پر بھی کسی اعتراض نہیں پر سچ ہے۔ اُہوہ رانیاں جہڑیاں خصماں بھائیاں۔

نوٹ ۳:

جناب عمر بھی مذکورہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور بڑے خوش نصیب ہیں ایسے مذہب کی امامت اُن کے نصیب میں آئی جن کی شان یہ ہے انہیاں دیاں دوہٹیاں نوں ہار سنگار نال کی لگے۔ اہلِ سنت کے اماموں کو پرواہ نہیں کہ اُن کا شجرہ نسب جیسے بھی ہو اور ہمیں بھی کوئی گلہ نہیں کیونکہ فلانہ خود ہر گئے را قبلہ ایست۔

نوٹ ۴:

جناب عمر کا نسب ہم نے جس کتاب (المعارف) سے پیش کیا ہے اُس کے بارے میں عبدالعزیز سُنی محدث باحدیث اصغر و اکبر اپنے تحفہ اثنا عشریہ ص۲۰ کید ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کہ در اہلِ سنت معدود میشود کتاب معارف دراصل از تصانیف ہمیں است کہ ابنِ قتیبہ سُنی ہے اور کتاب معارف اُسی کی ہے۔

نوٹ ۵:

مولوی قاسم نانوتوی سُنی نے لکھا ہے کہ کافی شریف میں لفظِ فرج

آیا ہے اور اس کے لکھنے اور پڑھنے سے ڈر لگتا ہے اور شرم آتی ہے ہم اس مولانا سے عرض کرتے ہیں کہ تم اپنی کتاب المعارف میں نسبِ عمر بھی پڑھتے ہو اور اُسے امام بھی مانتے ہو تو اُس وقت نہ تو آپکو ڈر لگتا ہے اور نہ ہی شرم آتی ہے حالانکہ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ میں ہوش ہو۔

نوٹ ۶

ہم اپنے مخاطب مولانا صدیق سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے صرف عمر کی دادی صہاکہ کی پاکدامنی پر روشنی ڈالی ہے اور آپ سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں عمر کی ماں حنتمہ کے ذکر کو چھیڑا ہی نہیں ہے آپ کی وہی مثال ہے کہ "آپے دِن لڑیں" "رِہلی بھی تو تڑیاں دیلے" نکاحِ عمر پر بحث کے علاوہ آپ کو خدمتِ دین کا اور کوئی مقام نظر نہ آیا خیر! آپ بڑے باہمت انسان ہیں کیونکہ آپ نے شیعوں کی دُکھتی ہوئی رگ کو دبایا ہے پس اُوکھلیوں میں سر دیا اور مُوسلوں سے کیا ڈرنا۔ جب آپ نے شیعوں کی غیرت کو للکارا ہے تو شیعہ بے غیرت نہیں تھے کہ چُپ بیٹھے رہتے جنابِ والا کو مزاجِ شریف کے خلاف باتیں تو سُننی پڑیں گی کان کھول کر ہماری اس گذارش پر غور کرو کہ آپ کے فاروقِ اعظم اُس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں مجوسیوں کی طرح ماں، بہن کو بیوی بنایا جاتا تھا پس اس خاندان کا کوئی فرد رسول اللہ کے پاکیزہ خاندان کی کسی عورت کا کفو نہیں ہو

سکتا۔ کیونکہ آپکے مذہب کی کتاب فتاوی رضویہ صـ ۱۱۱ حصہ اوّل جلد ۵ میں لکھا ہے کہ مرد عورت سے شرافتِ نسب میں کم نہ ہو تاکہ اولیاء زن کے لئے اُس رشتہ میں ننگ و عار نہ ہو ورنہ نکاح نہ ہوگا اور نیز فتاوی کبریٰ لابن حجر مکی صـ ۱۰۱/۴ کتاب النکاح میں لکھا ہے کہ لابد من استواء الزوجین و اٰبائهما کہ نکاح تب درست ہے جب مرد و عورت کے والدین بھی شرافتِ نسب میں برابر ہوں امِ کلثوم نواسئ رسولؐ کا باپ علی مرتضیٰ ہے اور عمر کا باپ خطاب ایک کافر اور نیز اُس معصومہ کی ماں فاطمۃ الزہرا بنتِ رسولؐ ہے اور عمر کی ماں حنتمہ ایک کافر عورت تھی۔ پس جنابِ عمر اُس معصومہ کے ہرگز کفو نہ تھے۔

نتیجۂ بحث :-

بقول عبدالعزیز سُنّی گجاریش گجا تھا یہ کجا بنو ہاشم کا پاکیزہ خاندان اور کجا عمر کا گھٹیا خاندان بس عمر کسی بھی نبیؐ زادی کا کفو نہیں تھا اور جب کفو ہی نہیں تھا تو اس کا نکاح ہی کسی نبیؐ زادی سے صحیح نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ جنابِ امیرؑ نے شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے عمر کو اپنا داماد بنایا ہو۔

اعتراض :-

کافی شریف میں روایت موجود ہے جو دامادئ عمر پر دلالت کرتی ہے۔

جواب :-

کافی شریف میں بلا ذکرِ ولدیت لفظِ ام کلثوم بھی ہے اور عدتِ وفات کا ذکر اور جنابِ امیرؑ کا اُسے گھر لانے کا ذکر بھی ہے لیکن ہمارا

مدعی یہ ہے کہ جناب عمر کا کسی بھی نبی زادی سے نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے
کیونکہ مسئلہ کفو آڑے آتا ہے عمر کا کسی نبیؐ زادی کا کفو نہ ہونا یہ ایک شرعی
رکاوٹ ہے اُس کا داماد علیؑ ہونے میں لیس یا تو کافی شریف کی روایت میں
راوی کا اشتباہ ہے اور یا ام کلثوم بنت ابی بکر مُراد ہے کیونکہ نام بھی وہی
ہے اور عدت وفات بھی اُس پر واجب ہو سکتی ہے۔

اعتراض :-

اگر وہ امّ کلثوم بنتِ ابی بکر ہے تو جناب امیرؑ اُسے اپنے گھر میں
کیوں لائے تھے۔

جواب :-

حضرت امیرؑ کا گھر اولاد ابی بکر کے لئے کوئی عقاد تو نہیں تھا۔ اسماء
بنتِ عُمیس زوجۂ ابوبکر سے جناب امیرؑ نے نکاح کیا تھا اور یہ اسماء یا تو
ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی حقیقی ماں تھی اور یا سوتیلی ماں تھی پس اس کی
خواہش پر یا اُس کے بیٹے محمد کی خواہش پر اگر جناب امیر ام کلثوم بنتِ
ابی بکر کو گھر لائے ہیں تو کیا حرج ہے۔ ام کلثوم بنتِ ابی بکر اپنے بھائی اور
ماں کے پاس رہ کر عدت گذارتی رہی ہو یا کچھ دن رہ کر پھر کسی اور بھائی
یا بہن کے پاس چلی گئی ہو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

اعتراض :-

ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی ماں حبیبہ بنتِ خارجہ ہے پس وہ عدتِ
وفات گذارنے اپنی ماں کے پاس کیوں نہ گئی۔

جواب :-

تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھو تو حبیبہ بنتِ خارجہ کا ذکر آپ کو کہیں بھی نہیں
ملے گا کہ وہ ابوبکر کے بعد کہاں گئی شاید وہ مر گئی تھی۔

سوال :-

زوجہ عُمر ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی ماں اسماء بنتِ عمیس ہو کیا اس کا تذکرہ تاریخ میں موجود ہے

جواب :-

جی ہاں ثبوت ملاحظہ ہو۔
اہلِ اسلام کی مایۂ ناز کتاب الانوار کما نقل فی خمیس سوم صفحہ ۱۱۳۰ر
عن احد آئمۃ الھدیٰ انّ عمر خطب اُمّ کلثوم
بنت علیؑ فردّہ ثم خطب امّ کلثوم بنتِ ابی بکر
وبیتہ علی فاعتل لیغرھا فقال ارنیھا فبعث
بھا امیر المومنین الی عمر فی حاجۃ لہ فاستر ناھا
عمر واراد ان یقبض علی یدھا فنفضت یدھا
منہ وھربت الی امیر المومنین وقالت لقد اذانی
ھذا قال واصبر علیھا حتی بلغت مبلغ التزویج
فتزوجھا وقال الناس تزوج عمر بنت علیؑ
ام کلثوم ھذہ اخت محمد بن ابی بکر لامّہ وابیہ

ترجمہ :-

آئمہ ہدیٰ سے یہ روایت ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت علیؑ کا رشتہ مانگا اور جنابِ امیرؑ نے انکار فرمایا اور ٹھکرا دیا پھر عمر نے ام کلثوم بنتِ ابی بکر کا جو کہ جنابِ امیرؑ کی پروردہ تھی جنابِ امیرؑ سے رشتہ مانگا پس آنجنابؑ نے ام کلثوم بنتِ ابی بکر کی کم سنی کا عذر پیش کیا۔ عمر نے کہا کہ آپ امّ کلثوم بنتِ ابی بکر مجھے دکھائیں پس جنابِ امیرؑ نے کسی ضرورت کی وجہ سے ام کلثوم کو عمر کے پاس بھیجا۔ عمر نے بچی سے کہا کہ میرے قریب آؤ اور عمر نے ارادہ کیا کہ ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ لے ام کلثوم نے ہاتھ چھڑا لیا اور جنابِ امیرؑ کی طرف بھاگ گئی۔ اور شکایت کی کہ اس عمر نے مجھ کو اذیت دی ہے۔ پس عمر نے کچھ مدت صبر کیا حتیٰ کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم شادی کے قابل ہو گئی پس عمر نے اسی ام کلثوم بنتِ ابی بکر سے شادی کی اور لوگوں نے کہا کہ عمر نے بنتِ علیؑ سے شادی کی ہے اور یہ ام کلثوم جو علیؑ کی بیٹی مشہور کی گئی یہ محمد بن ابوبکر کی سگی بہن ہے۔ ماں اور باپ کی طرف سے۔

نوٹ :-

مذکورہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ایک اُمِّ کلثوم ابوبکر کی بیٹی۔ جنابِ امیرؑ کی پروردہ تھی اور محمد کی سگی بہن اور زوجہ عمر تھی۔ چونکہ محمد کی ماں اسماء ہے پس اس اُمِّ کلثوم کی ماں اسماء ہے۔ جب جناب عمر قتل ہوئے تو اسی زوجہ

عمر ام کلثوم نامی کو جنابِ امیرؑ گھر میں لائے تھے کیونکہ اس کا باپ ابوبکر مر چکا تھا۔ اور اس کی ماں نے بیوہ ہونے کے بعد جنابِ امیرؑ سے نکاح کیا تھا۔ اور جنابِ امیرؑ کی ایک لڑکی کا نام بھی اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا ہے اس نام کی شراکت سے فاروق اعظم کے بلا اُجرت وکلاء کو فائدہ پہنچا اور ایک جھوٹے افسانے کا اُنھوں نے پرچار کیا۔ اور ہم اہلِ حدیث کے مردان سے عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں ابھی آپ بچے ہیں۔ اگرچہ جناب ابوبکر کی طرح داڑھی آپ کی بھی سفید ہے۔ لیکن بزرگی عقل کے ساتھ ہے نہ کہ سِن کے ساتھ۔

اعتراض :-

جنابِ امیرؑ کا اسماء بنت عمیس بیوہ ابوبکر سے شادی کرنا دونوں گھرانوں کے تعلقات کے اچھے ہونے کا ثبوت ہے؟

جواب :-

نبیؐ کریم نے بھی بعض ایسی عورتوں سے شادی کی ہے جن کے پہلے شوہر یہودی اور کافر تھے۔ پس جس طرح یہ نکاح تعلقات کے اچھے ہونے کا ثبوت نہیں ویسے ہی جنابِ امیرؑ کا نکاح بھی تعلقات کے خوشگوار ہونے کا ثبوت نہیں ہے

اعتراض :-

شیعوں کی کتاب مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام میں لکھا ہے کہ

زوّج علی ابنته ام کلثوم من عمرؓ

کہ جنابِ امیرؑ نے عمرؓ کو اپنی لڑکی دی تھی۔

جواب :-

اس ام کلثوم سے مراد بھی بنت ابی بکر ہے اور مجازاً اسے جناب امیرؑ کی بیٹی کہا گیا ہے۔ پس یہ صلبی بیٹی نہیں تھی بلکہ مجازی تھی۔

اعتراض :

مجاز بغیر قرینہ کے نہیں ہوتا۔ پس یہاں کون سا قرینہ ہے۔

جواب :-

کتاب اعلام النساء جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ میں لکھا ہے کہ اسماء بیوہ ابوبکر کی ایک لڑکی کی کنیت ام کلثوم ہے۔ نیز کتاب رحمۃ اللعالمین جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ میں لکھا ہے کہ ابوبکر کی ان کی وفات کے بعد ان کی زوجہ اسماء سے ان کی ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ نیز ملک العلماء دولت آبادی کی کتاب ہدایۃ السعداء میں لکھا ہے کہ مذکورہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی تھی نیز کتاب الانوار سے ام کلثوم کا جناب امیرؑ کا پروردہ بیٹی ہونا تفصیل سے گذر چکا ہے۔ نیز ام کلثوم زوجۂ عمر کی کمسنی اور جناب امیرؑ کا بھی اس کی بابت عذر کمسنی اور نیز نکاح سے پہلے عمر کا اس کو چومنا چاٹنا۔ اور بغیر نکاح کے اس کو گھر بلانا اور پنڈلی کھولنا یہ سب قرائن ہیں کہ جو ام کلثوم ابوبکر کی صلبی بیٹی تھی اور پروردہ ہونے کے باعث مجازاً جناب امیرؑ کی طرف منسوب ہو گئی تھی اسی کو پانچ سال کی عمر میں پچپن سالہ بابا عمر کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا

اعتراض :-

ام کلثوم زوجۂ عمر کا اسماء بنت عمیس کے شکم سے ہونا شرعاً درست

نہیں کیونکہ اگر اسے زوجۂ عمر فرض کیا جائے تو وفاتِ عمر کے بعد اسی بیوہ عمر کا عون اور محمد اور عبداللہ جناب جعفر کے بیٹوں سے بھی نکاح ہوا ہے اور ان تینوں کی ماں بھی اسماء بنت عمیس ہے پس لازم آیا کہ ان تینوں نے اپنی مادری بہن سے نکاح کیا تھا جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

جواب :-

عون محمد اور عبداللہ پسرانِ جعفرؑ سے ام کلثوم بیوہ عمرؓ کا نکاح کرنا یہ چار یاری مذہب کا اپنا بنایا ہوا ڈھکوسلا ہے۔ ام کلثوم بنتِ ابی بکر بیوہ عمر کا نکاح اس طلحہ صحابی سے ہوا تھا جسے ابوبکر کا داماد بننے کا ایسا اندھا شوق تھا کہ اس نے آرزو کی تھی کہ وفاتِ نبیؐ کے بعد بی بی عائشہ بنتِ ابی بکر سے شادی کرے گا۔ جب قرآن پاک نے اس کی مذکورہ آرزو کی مذمت فرمائی تو پھر اس نے اپنا شوق یوں پورا کیا کہ عائشہ نہ سہی تو اس کی چھوٹی بہن ام کلثوم ہی سہی۔

نواں جواب :-

واقعۂ حنفی پر بحث

اہلِ تشیع کی کتاب مرآۃ العقول جلد ۴ صفحہ ۱۹ کتاب الطلاق باب العدت

ارسل الی حنفیۃ من اھل نجران یھودیۃ * یقال لھا سحیفۃ بنتِ حریر میتہ الخ -

ترجمہ :-

(جنابِ امیرؑ نے حضرت عمر کی شادی کی خاطر) نجران کی
ایک یہودیہ جنّیہ کی طرف پیغام بھیجا جس کا نام سحیفہ بنتِ
حریریہ تھا جب وہ آئی تو اُسے فرمایا کہ تو اُم کلثوم کی شکل
اختیار کر پھر جنابِ عمر سے اس کا نکاح کر دیا اور وہ
فاروقِ اعظم کے پاس رہی۔ ایک دن عمر کو شک گذرا
سوچا کہ یہ بنی ہاشم بڑے جادوگر ہیں پھر ارادہ کیا کہ لوگوں
کو بتائیں لیکن اُس سے پہلے ہی قتل کر دیئے گئے اور وہ
جنّیہ میراث لے کر واپس نجران چلی گئی۔

نوٹ :-

ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے مردان نے جب اس واقعہ کو
شیعہ کتاب میں دیکھا اور اپنی آس اور اُمید کے محلات زمین بوس
ہوتے ہوئے نظر آئے تو سرکار کو سخت تکلیف ہوئی اور واقعہ مذکورہ
کے بارے میں بھانت بھانت کی تاویلیں کرنا شروع کر دیں اور مولانا
سے ہماری گذارش ہے کہ انھی نوں شوق غُلیل دا۔

آپ کو مناظرانہ رسالے لکھنے کا شوق تھا اور آپ نے قوم کے
زخمی دلوں پہ مرہم پیشلین لگا کر وہ پورا کر لیا ہے اور جنابِ عمر کی
فضیلت کی جو چولیں ڈھیلی تھیں اُنہیں "پنچر" لگانے کی ناکام کوشش
فرمائی ہے اور آپ نے جس طرح سچائی کا ناحق خون کیا ہے ہم

اب آپ کی اُس مایۂ ناز تحقیق کی دھجیاں اُڑاتے ہیں اور انصاف
کرنا ہم نے قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔

باب الجن

قرآن مجید پ ۲۷ سورۃ الرحمٰن۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۔

ترجمہ :-

جنت میں ایسی خوبصورت حوریں یا عورتیں ہوں گی
جن سے جنتی لوگوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے
ہم بستری نہ کی ہو گی۔

نوٹ :-

سورۃ الرحمٰن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن و انس کی خواہشات
میں کچھ نہ کچھ شراکت ضرور ہے ورنہ انگور اور کھجور اور خوبصورت
عورتوں کا ذکر جنوں کے لئے کرنا تاکہ ان چیزوں کے شوق میں جن بھی
خدا کی عبادت کریں کوئی معنی نہیں رکھتا۔

سوال :-

کیا جن بھی کھاتے پیتے اور ہم بستری کرتے ہیں۔

جواب :-

جی ہاں ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب دائرۃ المعارف ص ۱۸۶/۳ ذکر الجن۔

منھم اجناس یاکلون ویشربون ویتناکحون۔

ترجمہ :-

جنوں میں کچھ قسمیں ایسی ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں اور ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ انتہیٰ اور نیز الفتوحات الٰہیہ سورۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ جن ہم بستری کرتے ہیں۔

نوٹ :-

اہلِ حدیث کے مردان سے گذارش ہے کہ جن چیزوں کو وہ کچی پکی باتیں کہتے ہیں اُن ہزلیات کا سراغ ملا ان کتابوں سے شروع ہوگیا ہے اور جو پَر سُرخاب کے ہمارے مخاطب مردان کو لگے ہیں وہ تھوڑی دیر میں انشاء اللہ اُڑ جائیں گے۔

سوال -

کیا جنات انسانی عورتوں سے بھی ہم بستری کرتے ہیں۔

جواب :-

جی ہاں ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۲۳/۸ س الرحمٰن

وانما الخلاف فی انھم ھل یواقعون الانس امر لا

والمشھور انھم یواقعون۔

ترجمہ :-

دکھنیوں کے امام رازی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جنات انسانوں سے ہم بستری کرتے ہیں یا نہ اور مشہور قول یہ ہے کہ جن انسانوں سے ہم بستری کرتے ہیں۔

نوٹ :-

امام رازی اور امام غزالی کو عبدالعزیز محدث نے تحفہ اثنا عشریہ باب ۷ ص ۱۸ میں عقیدہ اور علم کلام کا امام تسلیم کیا ہے پس ہمارے مخاطب مردان نے جس چیز کو کچی بات سمجھا تھا اُس کے سچے ہونے کی تصدیق اُن کے امام کی زبانی کروا دی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی ضد کرے کہ عمر کا نکاح جنتی سے کیسے ہوا اور اُس کا فائدہ کیا تو اُس کی وہی مثال ہے کہ من حرامی تے حجتاں ڈھیر اور نیز تفسیر در منثور ص ۱۴۸/۶ س الرحمٰن اور تفسیر خازن ص ۹/۷ س الرحمٰن میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں ہے اگر کوئی شخص بسم اللہ پڑھ کر بیوی سے ہم بستری نہ کرے تو جن اُس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔

اگر اہلِ حدیث کی تسلی نہیں ہوئی تو اور سُنیں

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۲۳/۷ کتاب النکاح میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بسم اللہ نہ پڑھے اور بیوی سے ہم بستری کرے تو اُس کے

ساتھ کوئی جن شامل ہوجاتا ہے اور بخاری میں اس جن کے شر سے بچنے کی ایک دعا بھی لکھی ہے۔

نوٹ:۔ جو اہلِ حدیث مذکورہ حدیث شریف پر عمل نہیں کرتا تو اُس کی وہی مثال ہے۔ "مکالا مھمان دا مورح ٹبر دی۔" بس پھر جن کی موج ہی موج ہے اور نیز کتاب اہلِ سنت حیوٰۃ الحیوان ص۲۹۴/۱ ذکر لفظِ جن میں لکھا ہے کہ فاطمہ بنتِ النعمان النجاریہ سے ایک جن مجامعت کرتا تھا۔

اربابِ انصاف!

انسانوں سے جنوں کی ہم بستری کو علمائے اہلِ سنت نے تسلیم کیا ہے پس اگر جنابِ امیرؑ نے ایک جنّی سے جنابِ عمر سے شادی کردی ہے تو کٹوانوں کو اس بات کے قبول کرنے سے پیٹ میں مروڑ کیوں اُٹھتے ہیں۔

اگر گیارہویں شریف والوں کی تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیں

اہلِ سنت کی معتبر کتاب حیوٰۃ الحیوان ص۳۰۳/۱ ذکر الجن۔

کتاب مذکورہ میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی پیر صاحب بغداد والے کی ایک مُریدنی پر کوئی کم بخت جن عاشق ہوگیا اور پھر وہ اپنی محبوبہ کو اُٹھا کر ہی لے گیا۔ اُس عورت کے باپ نے پیر بغدادی سے شکایت کی پیر صاحب نے اس کو بادشاہِ جنات کے پاس بھیجا اور مُریدنی واپس منگوائی۔

نوٹ:۔

علماء اہلِ سنت نے جنوں کے انسانوں کے ساتھ معاشقے بھی تسلیم کئے ہیں لیکن جب حضرتِ عمر کے نکاحِ جنّی کا تذکرہ آئے تو ہمارے دوستوں کا کلیجہ شق ہوجاتا ہے کیونکہ نکاح مذکور میں ان کو حضرت علیؑ کی کرامات کا قائل ہونا پڑتا ہے اور یہ چیز ان کے لئے جام زہر ہے۔ ان کی وہی مثال ہے پیچ مرچلی اور جھوٹ گرگو، اب ہم اپنے قارئین کے سامنے مذکورہ مسئلہ کو شریعت کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال:۔

کیا جنات سے نکاح ممکن ہے؟

جواب:۔

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو!

اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی ص۱۰۲/۴۔

ماذکر من الانس قد یقع له تزویج بجنیۃ فهو امر ممکن بل واقع کما حکاہ غیر واحد۔

ترجمہ:۔

جو ذکر کیا گیا ہے کہ کبھی انسان کی شادی جنّی عورت کے ساتھ ہوتی ہے یہ بات ممکن ہے بلکہ ایسا ہوا بھی ہے۔

نوٹ:۔

ابنِ حجر مکی سُنّی نے تصدیق کردی ہے کہ جنّی سے نکاح ہوا بھی ہے اور

شیعہ کہتے ہیں وہ نکاح جناب عمر فاروق کا ہے جو جناب امیرؑ نے نجران کی
ایک جنی سے کیا تھا اور مولانا صدیق کا خیال کہ عمر داماد علیؑ ہے " دلا خوش
باش کہ نانِ ما بہ روغن افتاد دلا خوش رہو روٹی گھی میں گری ہے صدیق
صاحب کا یہ خبا! ناحق سچائی کا خون کرنا ہے۔

سوال :-

کیا جنی عورت سے نکاح حلال اور جائز ہے ؟

جواب :

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو!

اہل سنت کی معتبر کتاب حیٰوۃ الحیوان صـ ۳۰۲/۱

وفی کنیتہ سئل الحسن البصری عن نکاح الجن فقال

یجوز بحضرۃ شاھدین -

ترجمہ :-

حسن بصری امامِ اہل سنت سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں سے
نکاح جائز ہے فرمایا جب دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا
جائے تو جائز ہے ۔

نوٹ :-

کتاب المعارف صـ ۱۹۵ مطبوعہ بیروت میں لکھا ہے کہ حسن بصری
کی ماں، امِ سلمیٰ زوجۂ نبیؐ کی کنیز تھی اور وہ بعض اوقات کام میں مصروف
ہوتی تھی اور ام سلمیٰ اپنی کنیز کے بیٹے حسن کے منہ میں اپنا پستان دے دیتی

تھی اور دودھ جاری ہو جاتا تھا پس حسن بصری کی حکمت اور سارا علم اُس
دودھ کی برکت سے ہے اور نیز دیگر کتبِ اہل سنت میں ہے کہ جناب
عمر نے حسن بصری کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللھم فقہہ فی الدین
کہ اے خدایا اسے دین میں فقیہ بنا پس حضرت عمر کی دعا سے جو فقیہ بنا ہے
اُس کا فتویٰ ہے کہ جنوں سے نکاح ہو سکتا ہے اور ہمارے مخاطب کی
وہی مثال ہے کہ پیش از لقمہ دہن وا کردن (لقمہ سے پہلے منہ کھولنا)
بغیر کسی تحقیق کے مسئلہ نکاحِ جن میں شیعوں کو جھوٹا ہونے کا خطاب دے
دیا۔ خیر خدا اُس سے بدلہ لے گا۔

سوال :-

کیا حسن بصری کے علاوہ بھی کوئی اہل سنت کا امام نکاحِ جن کو
حلال سمجھتا ہے ؟

جواب :-

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو!

فتاویٰ کبریٰ لابن حجر مکی کتاب النکاح صـ ۱۰۴/۴ میں لکھا ہے -

وان قلنا یحل نکاح الجان وھو ما قالہ جماعۃ
من ائمتنا - کہ جنوں سے نکاح کو ہمارے اماموں کی ایک
جماعت حلال سمجھتی ہے ۔

نوٹ :-

لفظِ آئمہ جمع ہے امام کی جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوتا ہے

سوال :-

کیا جنی عورت سے جناب عمر کے علاوہ بھی کسی نے نکاح کیا ہے؟

جواب :-

جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو!

اہل سنت کی معتبر کتاب حیوۃ الحیوان ص ۳۰۲ ذکر الجن کتاب مذکور میں یہ واقعات درج ہیں

پہلا واقعہ :-

جناب امیرؑ کے قنبر نامی غلام کے پوتے نعیم بن سالم بن قنبر نے ایک جنیہ عورت سے شادی کی تھی۔

دوسرا واقعہ :-

ایک نیک آدمی نے چار عدد جنی عورتوں سے شادی فرمائی تھی

تیسرا واقعہ :-

ابن عربی سنی عالم نے بھی ایک جنیہ عورت سے شادی کی تھی۔

نوٹ :-

اہل سنت کے عقیدہ میں مذکورہ جنوں کے داماد حضرت عمر سے کم رتبہ ہیں اور جناب عمر تو بڑی شان والے تھے (ہمارے دوستوں کے عقیدہ میں) پس اگر فاروق اعظم کو جنوں کا داماد تسلیم کر لیا جائے تو کوئی کفر لازم نہیں آتا کیونکہ ان کے داماد جن ہونے سے کوئی شرعی یا عقلی رکاوٹ نہیں ہے۔

سوال :-

کیا جنیہ عورت کو بھی طلاق ہوتی ہے ؟

جواب : جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو

فتاوی کبری ص ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ جنی کو طلاق بھی ہو سکتی ہے

سوال :-

کسی جنی سے شادی کرنے کے بعد کیا کبھی کسی کا بچہ بھی پیدا ہوا ہے ؟

جواب : جی ہاں! ثبوت ملاحظہ ہو!

کتاب حیوۃ الحیوان ص ۳۰۲ ذکر الجن میں لکھا ہے کہ ملکہ بلقیس زوجہ جناب سلیمان نبی کی ماں جنی عورت تھی۔

نوٹ :-

ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کا اس بات سے تعجب کرنا کہ جنی عورت سے بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے ایک تو قدرت الٰہی میں شک ہے اور دوسرا ان کی تاریخ سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

سوال :- اگر کسی جن کو قتل کیا جائے تو قاتل پر دیت ہے یا قصاص ہے۔

جواب : اس پر کفارہ ہے کیونکہ بی بی عائشہ نے ایک جن کو قتل کیا تھا اور پھر کفارہ دیا تھا۔ ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء ص ۲۹ ذکر عائشہ میں لکھا ہے

کہ بی بی عائشہ نے ایک جن کو قتل کیا۔ خواب میں کسی نے بی بی سے کہا کہ آپ نے ایک مسلمان جن کو قتل کیا ہے اماں جی نے فرمایا کہ اگر وہ مسلم ہوتا تو ازواجِ نبیؐ کے گھر کیوں داخل ہوتا اور پھر عائشہ نے بارہ ہزار کفارہ دیا۔

نوٹ :-

سبحان اللہ باپ مرحوم نے تو زندگی بھر ایک چوہیا کو نہ مارا اور بیٹی نے ایک جن قتل کر لیا۔ اہل حدیث کے مردان ملاحظہ فرمایا؟ تمہارے محدثِ اعظم نے بی بی عائشہ کی فضیلت کی خاطر کیسا ڈھکوسلا تیار کیا ہے مگر تمہاری تحقیق کی توپ خاموش ہے اور اگر شیعہ اتنی بات کہہ دیں کہ جنابِ امیرؑ نے اپنی کرامات سے حضرت عمر کی جنی سے شادی فرمائی تھی تو آپ کو غش پر غش پڑتے ہیں اور آپ کا ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے

نتیجہ بحث :-

ہمارے مذکورہ بیان کے بعد ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر حضرت عمر کو جنوں کا داماد تسلیم کر لیا جائے تو شرعاً اور عقلاً کوئی حرج نہیں ہے اور مولانا محمد صدیق یا دیگر ملانوں کا اس چیز سے انکار کرنا انتہا درجہ کی بے انصافی ہے۔

موت عمر پر جنات کی عورتوں کا ماتم :-

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ص ۱۹۶/۲ مطبوعہ بغداد

عن المطلب بن زیاد قال رثت الجن عمر فکان فیھا

قالوا ستبکیک نساء الجن تبکین منتحبات و

تخمشن وجوھاً کالدنانیر النقیات و

یلبسن ثیاب السود بعد القصبیات وعن عائشۃ

قالت ناحت الجن علی عمر قبل ان یموت بثلاث

فقالت الخ ۔

خلاصہ ان اشعار کا یہ ہے کہ

مُطلب بن زیاد فرماتے ہیں کہ جنابِ عمر کی موت پر جنوں نے یہ مرثیہ پڑھا کہ جنات کی عورتیں عمر پر رو رہی ہیں اور دیناروں جیسے چہرے نوچ رہی ہیں اور پیٹ رہی ہیں اور ان کے سوگ میں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

نوٹ ۱ :-

اہل حدیث کے مردان آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے بزرگوں نے عمر صاحب کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے کیسے کیسے ڈھکوسلے بنائے اور آپ کی تحقیق کی توپ یہاں بالکل خاموش ہے اور اگر شیعوں

نے یہ کہا کہ عمر کی ایک زوجہ جنتی عورت بھی ہے تو آپ کی تروپ کا ڈھانہ کھل گیا اور شیعوں کے خلاف گوڑے پر گرد پھینکا۔

نوٹ ۲؎ :-

جنابِ ابوبکر بقول اہل سنت جنابِ عمر سے افضل ہیں لیکن جب ابوبکر نے وفات پائی ہے تو اُن کے غم میں مدینہ کا ایک پتہ بھی نہیں ہلا اور ہمارے دوستوں کے عقیدہ میں جب جنابِ عمر نے وفات پائی ہے تو جنات کی عورتوں نے نوحہ کیا۔ مرثیہ پڑھا ماتم کیا اور مُنہ پیٹے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ ہر عقلمند سوچ سکتا ہے کہ جنات کے ساتھ جنابِ عمر کی باپ دادا کی طرف سے تو کوئی رشتہ داری نہیں تھی اور والدہ محترمہ کی طرف سے بھی کوئی قرابتِ جنوں کے ساتھ نہیں تھی پس موتِ عمر پر جنات کو اتنا دُکھ کیوں ہوا۔

میرے محترم قارئین!

یہ نکتہ یوں حل ہوتا ہے کہ ہمارے مولا علی ؑ نے جنابِ عمر کی شادی نجران کی ایک جنیّ سے کی تھی اور جب حضرت عمر قتل ہوتے تو اُن کے سُسرال جن نجران سے فاتحہ اور پُرسہ کی خاطر آئے تھے اور جنابِ عمر کی ساس اور سالیاں جو جنات سے تھیں اُن پر ماتم کرتی رہیں۔ مرثیے پڑھتی رہیں اور بی بی عائشہ نے بھی جیسا کہ ریاض النضرہ میں ہے کہ جنات کی عورتوں کے مرثیے موتِ عمر پر سُنے ہیں تفصیل کے لئے ہماری کتاب ماتم اور صحابہ ملاحظہ ہو پس نجران کے یہودی جنات سے عمر کی رشتہ داری ثابت

ہو گئی ورنہ عام جنات کو کیا ہوا تھا کہ جنابِ عمر مرے یا حضرت ابوبکر مریں وہ سوگ منائیں اور ماتم کریں۔ جھج پرائی تے احمق نچے بے شرم پئی دیاں گھتے۔

اعتراض :-

شیعہ کتب میں موجود ہے کہ امام حسین ؑ کی شہادت پر جنات نے ماتم کیا ہے پس کیا امام پاک کو بھی جنات سے ویسی ہی رشتہ داری تھی جیسی کہ جنابِ عمر کو؟

جواب :-

سید الشہداء حضرت امام حسین ؑ پر جنات کا ماتم کرنا خود اہلِ سنت کی کتب میں بھی تحریر ہے پس اُنہیں اس ماتم کو ہمیں الزام دینے کا کوئی حق نہیں اور نیز کتبِ اہلسنت میں موجود ہے کہ اولادِ نبی کی مصیبت کی یاد میں تمام دُنیا روئی ہے کیونکہ یہ حدیث باتفاق شیعہ و سُنی ثابت ہے کہ حسین منی وانا من الحسین ؑ، پس امام حسین کی مصیبت درحقیقت نبی ؐ پاک کی مصیبت ہے اور جو رشتہ رسول ؐ اللہ کا کائنات سے ہے اُسی کے مشابہ کائنات سے امام حسین ؑ کا بھی رشتہ ہے ینابیع المودۃ میں امام شافعی کا یہ شعر لکھا ہے۔

ع تزلزلت الدنیا لآل محمد ؐ

وکادت لھم صم الجبال تذوب

کہ آلِ محمد ؐ کی مصیبت کے صدمے میں تمام دنیا ہل گئی اور قریب

تھا کہ کوہ پہاڑ اس صدمے کے سبب پگھل جاتے اور نیز صواعق محرقہ باب ۱۱ اور نور الابصار ص ۱۳۴ میں لکھا ہے کہ ان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام کہ امام پاک کی مصیبت کے صدمے سے دنیا پر تین دن تک تاریکی چھائی رہی اور نیز اسعاف الراغبین ص ۱۹۴ اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ انکسفت الشمس حتی بدت الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیامۃ قد قامت ۔ کہ امامؑ کی مصیبت کے صدمے میں سورج کو گہن لگا اور دوپہر کے وقت ستارے نظر آنے لگے اور لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے اور نیز صواعق محرقہ اور ذخائر العقبیٰ ص ۱۵۰ میں لکھا ہے کہ ولقد مطرت السماء دما کہ اولاد نبیؐ کی مصیبت کے صدمے میں آسمان سے خون کی بارش برسی اور نیز نور الابصار اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ امام پاک کی شہادت کے بعد پتھروں کے نیچے سے خون نکلا تھا اور نیز تاریخ کامل ابن اثیر ص ۳۸۶ ج ۴ میں مرقوم ہے کہ نبیؐ پاک نے جو مٹی کربلا کی اپنی زوجہ ام سلمیٰ کو دی تھی وہ امام حسینؑ کی شہادت کے وقت خون بن گئی تھی اور نیز یہ بات باتفاق شیعہ و سنی ثابت ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ام سلمہ زوجہ نبیؐ نے آنجنابؐ کو خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ حضورؐ کی ریش مبارک اور سر اقدس میں خاک تھی اور رسول اکرمؐ رو رہے تھے۔ پس جناب امام حسین کی شہادت پر جناب عمر کی موت کا قیاس کرنا بے ربط ہے اور موت عمر پر جنات کا رونا اس رشتہ داری کی وجہ سے تھا ورنہ اور تو کوئی چیز بھی حضرت

عمر پر نہیں روئی

واقعہ جنیہ پر مولوی صدیق کے چند اعتراضات

اعتراض ۱

واقعہ مذکورہ سے شیعہ بہت پریشان ہیں اور کچی پکی باتیں بناتے ہیں۔

جواب:۔

یہ جملہ ہر مخالف دوسرے فریق کے لئے استعمال کرتا ہے ہماری اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ارباب انصاف خود ہی فیصلہ کریں گے کہ پریشان اہل تشیع ہیں یا اہلحدیث۔

اعتراض ۲:۔

کسی مذہب کے محدث نے واقعہ جنیہ کی تصدیق نہیں کی۔

جواب:۔

شیعوں میں سے محدث جزائری نے تائید کی ہے اور اہل سنت نے واقعہ مذکورہ کی مثل اور نظیر کئی واقعات میں تائید کی ہے۔

اعتراض ۳:۔

یہ روایت شاذ اور منکر سے بھی ابتر ہے۔

جواب:۱

اس کے منکر ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور چونکہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ عام لوگوں کو اس سے آگاہ نہ کیا گیا تھا اور مصلحت

بھی ہی تھی۔ پس اسی لئے یہ واقعہ زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکا۔

جواب ۲ :-

بی بی عائشہ کی تمام مرویات تقریباً شاذ بھی ہیں اور منکر سے ابتر بھی ہیں اور اہلِ حدیث کی مایۂ ناز کتاب بخاری شریف میں بھی موجود ہیں پس اگر شاذ و منکر روایت کو چھوڑا جاتا ہے تو اہلِ حدیث بی بی عائشہ کی روایات کے بارے میں کیا کریں گے جبکہ وہ اُس بخاری شریف میں ہیں جس پہ اہلِ حدیث کے مذہب کا گزارا ہے چند نمونے شاذ اور ابتر کے ملاحظہ ہوں :-

۱ - بی بی عائشہ پہ فرشتوں کا سلام کرنا شاذ بھی ہے اور منکر سے بھی ابتر ہے - بخاری صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

۲ - بی بی عائشہ کو ابوبکر کا مکے مارنا شاذ بھی ہے اور منکر سے ابتر بھی ہے بخاری صفحہ ۵۱ -

۳ - عمر کا حفصہ کے رشتہ کو ابوبکر اور عثمان کی خدمت میں پیش کرنا شاذ اور منکر ہے بخاری کتاب النکاح۔

۴ - عائشہ کنواری مثل اُس درخت کے ہے جس کو کسی اونٹ نے نہ چرا ہو بخاری صفحہ ۲ -

اعتراض ۵ :-

جنی کا واقعہ کتبِ اربعہ سے ٹکراتا ہے -

جواب :-

کوئی ٹکراؤ نہیں کتبِ اربعہ کی روایات اعم ہیں اور یہ اخص ہے اعم اور اخص میں کوئی ٹکراؤ نہیں -

اعتراض ۱ :-

آدمی کا نطفہ جنی سے انسانی بچے کی شکل کیسے اختیار کرتا ہے

جواب :-

جس طرح ملکہ بلقیس جنی سے پیدا ہوئی تھی -

اعتراض ۶

دونوں واقعات امام کی طرف منسوب ہیں اور سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد -

جواب :-

قرآن مجید میں اعم اور اخص دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں تو اس میں حرج کیا ہے، کانواں دے آکھے ڈھور نہ مردے ہولوی صدیق کے کہنے سے شیعہ جھوٹے نہیں بن سکتے -

اعتراض ۷ :-

وہ بچہ زید نامی ام کلثوم کے ساتھ جو کہ نامحرم تھا اہلِ بیت کی پرورش میں کیسے رہا -

جواب :-

کوئی زید نامی بچہ اہلِ بیت نے نہیں پالا جس کا باپ عمر ہو اگر مولوی صدیق سچا ہے تو تاریخ سے ثابت کرے یہ پرورش والا ڈھونگ مولوی صدیق نے (ضرابِ ابیہ رحمانی گولہ) چھوڑا ہے -

نوٹ :-

لہذا میں اہلِ حدیث کے مردان نے حقیقت پسند شیعوں کے لئے ایک نصیحت کا ورق پڑھا ہے اور ہماری یہ کتاب مولانا کے لئے

نعیمت کا درس ہے لیکن

؎ مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

جواب نمبر ۲ :-

اہلِ شیعہ کی کتاب مراۃ العقول جلد ۴ صـ

قال قلت لابی عبد اللہ ان الناس یحتجون علینا ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم وکان متکئا فجلس وقال اتقبلون ان علیا انکح فلانا ابنتہ ان قوما یزعمون ذلک ما یھتدون الی سواء السبیل ...... کذبوا لم یکن ما قالوا۔

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ لوگ ہم پر حجت قائم کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فلاں شخص کو اپنی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ تکیے کے سہارے بیٹھے تھے۔ پس تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کیا تم اس بات کو قبول کرتے ہو؟ جس قوم نے یہ دعویٰ کیا ہے وہ سیدھی راہ کی ہدایت نہیں پا سکتے۔ اور جو دعویٰ وہ کرتے ہیں وہ اس میں جھوٹے ہیں۔

نوٹ :-

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمر کے ساتھ ام کلثوم بنت

فاطمہؑ کے نکاح سے انکار فرمایا ہے اور جس واقعہ کے ہونے سے امام انکار فرمائے تو وہ واقعہ یقیناً نہیں ہوا۔ امام نے مذکورہ نکاح کے مدعی کو جھٹلایا ہے۔ پس کوئی شیعہ مذکورہ نکاح کے بارے میں مثبت عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

اعتراض :-

کافی شریف کی عدت والی روایت کا کیا حل ہے؟

جواب :-

اُس ام کلثوم سے مراد یا ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور وہ جنی مراد ہے اور یا راوی کا اشتباہ ہے۔ اور ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مروان کچ بخشی کے بادشاہ اگر ہمارے مذکورہ دس عدد جوابات پر غور کریں تو حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام کی دامادی کے شرف سے بالکل محروم ہیں اور مولانا صدیق افمن یشی مکبا۔ کی راہ چھوڑ دیں۔ اور امن یمشی سویا کی راہ اختیار کریں۔

شیعوں کے خلاف چار یاری مذہب کی توپ کا چوتھا گولہ

اہلِ تشیع کی کتاب تہذیب الاحکام کتاب المیراث باب میراث الغرقٰی والمھدوم علیھم فی وقت واحد

عن جعفر عن ابیہ علیہ السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی وابنھا زید ابن عمر ابن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ لا یدری

ایھما ھلک قبل فلم یورث احدھما
من الآخر وصلی علیھما جمیعا -

ترجمہ

راوی کہتا ہے کہ امام نے فرمایا - ام کلثوم اور اُس کا
بیٹا زید بن عمر ایک ہی وقت میں فوت ہوئے - یہ
معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے - پس وہ ایک دوسرے
کے وارث بھی نہ ہوئے اور اُن پر ایک ہی وقت میں
نمازِ جنازہ پڑھی گئی -

مذکورہ روایت کے دس عدد جوابات ملاحظہ فرمائیں

جواب ۱ :-

مذکورہ روایت کو جب ہمارے مخاطب نے تہذیب الاحکام
میں دیکھا تو خوشی سے بغلیں بجائیں لیکن یہ نہ سوچا کہ یہ دلیل اتنی
کمزور ہے کہ اوھن من نسیج العنکبوت و اسخف من ورق
التوت عمر فاروق کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بیچارے ہوائی
ہاتھ پیر تو بہت مارتے ہیں لیکن کریں کیا - سروں گنجی تے
کنگھیاں دو ہتھیں -

قرآن اور حدیثِ صحیح سے جب کچھ نہیں ملتا تو کمزور دلائل
کا سہارا لیتے ہیں - کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھان متی نے
کنبہ جوڑا -

وہ باتیں جو راویوں کے اشتباہات ہیں اور بنو امیہ نے جناب
امیر کے وقار کو مجروح کرنے کی خاطر جو غلط پروپیگنڈا کیا ہے

سب کو جمع کر لیا - اور حضرت عمر کی فضیلت کا محل کھڑا کیا -

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اگر دیوار کی بنیاد درست ہے تو دیوار درست ہے اگر بنیاد
غلط ہے تو پھر ساری دیوار غلط ہے -

خود حضرت عمر کو خلیفہ ماننا ہی ہمارے دوستوں کی پہلی غلطی ہے
پس جب یہ غلطی کر بیٹھے تو اسے چھپانے کی خاطر کئی ایک غلطیاں کرنی پڑیں
اور کئی مکر و فریب کے جال بچھانے پڑے لیکن فاروقی ٹولے کا کوئی فریب
ہم سے چھپ نہیں سکتا -

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من از انداز قدت را می شناسم

دل رُبا جس رنگ کے لباس میں بھی ہو - ہم اُس کے قد کے
اندازے سے اُسے پہچان لیتے ہیں -

اب ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں اور نقذف بالحق علی الباطل
فیدمغہ فاذا ھو زاھق - حق کی اتنی اسی ٹھوکر سے باطل کی دیوار ریزہ
ریزہ ہو جاتی ہے -

جواب ۲ :-

گذرے ہوئے زمانہ میں جس نے وفات پائی ہے اُس کے متعلق
مندرجہ ذیل چھ سوالات پر غور کرنا بہت ضروری ہے -

۱ - اُس نے کس سن میں وفات پائی ہے؟ مثلاً - سن پچاس ہجری میں یا ساٹھ ہجری میں؟ -

۲ - کس مہینہ میں وفات پائی ہے - مثلاً - ماہ صفر تھا - یا ماہ رجب؟

۳ - کس تاریخ میں وفات پائی ہے - مثلاً چاند کی پہلی تاریخ تھی یا دسویں؟

۴ - کس دن میں وفات پائی ہے - مثلاً روزِ جمعہ تھا یا اتوار؟

۵ - کس جگہ میں وفات پائی ہے مثلاً مکہ میں یا مدینہ میں؟

۶ - وقت وفات اُس کا سن کیا تھا - مثلاً تیس سال کا سن تھا یا چالیس کا؟

تہذیب الاحکام کی روایت مذکورہ چھ سوالات کے متعلق بالکل خاموش ہے پس ہم مجبور رہیں - کہ دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ زوجۂ عمر ام کلثوم اور اُس کے بیٹے زید نے کس سن میں وفات پائی ہے اور وہ ام کلثوم جو بنتِ فاطمہؑ ہیں اُس نے کس سن میں وفات پائی ہے اگر دونوں کا سنِ وفات ایک ہے تو پھر ہمارے اہلِ سنت دوستوں کی فرمائش اس قابل ہے کہ اُس پر کچھ نہ کچھ غور کیا جائے اور اگر ام کلثوم زوجۂ عمر اور اُس کے بیٹے زید کے سنِ وفات سے ام کلثوم بنتِ فاطمہؑ کا سنِ وفات بارہ سال بعد میں ہو تو پھر ہمارے اہلِ سنت دوستوں کو اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے -

زوجۂ عمر ام کلثوم اور اُس کے بیٹے زید نے پچاس ہجری سے پہلے امام حسنؑ کی زندگی میں وفات پائی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۶ ص ۳۸۷

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب جلد ۴ ص ۴۷۹ -

۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ ص ۴۶۳ (ذکرِ ام کلثوم)

۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۱۷۰ (ذکرِ ام کلثوم)

۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخِ خمیس جلد ۲ ص ۲۸۵ -

اسد الغابہ اور طبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو -

و توفیت ام کلثوم وابنها زید فی وقت واحد وصلی علیهما عبد الله ابن عمر - قدمه حسن بن علی -

ترجمہ :-

ام کلثوم اور اُس کے بیٹے زید نے ایک ہی وقت میں وفات پائی اور اُن دونوں پر عبداللہ ابن عمر نے نمازِ جنازہ پڑھی اور عبداللہ کو حسن ابن علی نے آگے کیا تھا -

نوٹ :-

مذکورہ کتب سے یہ ثابت ہوا کہ جب امام حسنؑ زوجۂ عمر ام کلثوم کے جنازہ میں شامل تھے تو اُس ام کلثوم نے امام حسنؑ کی زندگی میں وفات پائی ہے۔ پس بیوۂ عمر ام کلثوم کا اگرچہ سنِ وفات تاریخ میں نہیں ملتا۔ لیکن اتنا اندازہ تو ہوگیا کہ اُس کا سنِ وفات امام حسنؑ کے سنِ وفات سے پہلے ہے۔

امام حسنؑ نے انچاس یا پچاس ہجری میں وفات پائی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۹۱
۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۴۱ ذکر الحسن
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب حیوٰۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۸۴ الاوز
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الفصول المہمہ صفحہ ۱۶۵ ذکر الحسن
۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۲۱ ذکر الحسن
۶ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف صفحہ ۹۲ ذکر الحسن

فصول المہمہ اور المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو:-

ثم قضی نحبہ سنۃ خمسین من الھجرۃ۔
کان وفاتہ سنۃ تسعۃ واربعین -

ترجمہ :-

دونوں عبارتوں کا ملخص یہ ہے کہ امام حسنؑ نے پچاس یا انچاس ہجری میں وفات پائی ہے۔

نوٹ :-

مذکورہ عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ چونکہ وہ ام کلثوم جس کو زوجہ عمر فرض کیا گیا ہے اس کے جنازے میں تو امام حسن شریک تھے اور خود امام حسنؑ نے پچاس ہجری میں وفات پائی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ ام کلثوم جو زید کی ماں اور زوجہ عمر ہے اور دونوں نے یک وقت وفات پائی ہے - ان کی وفات پچاس ہجری سے پہلے ہوئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ زوجۂ عمر ام کلثوم کوئی اور ہے کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ام کلثوم بنتِ فاطمہؑ و علیؑ گیارہ سال بعد ۶۱ھ میں واقعہ کربلا کے وقت موجود تھیں اور تہذیب الاحکام کی روایت میں راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے کیونکہ بنت فاطمہؑ کے جنازہ میں امام حسنؑ نے شرکت نہیں کی اور نہ ہی ابنِ عمر نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔

نوٹ ۲ :-

اہلحدیث کے مردان مولوی صدیق سے گذارش ہے کہ لکل داء دواء یستطب بہ الا الحماقۃ اعیت من یداویہا۔ ہر مرض کا علاج سوائے حماقت کے ممکن ہے۔ اس کے علاج سے تو سول سرجن بھی عاجز ہیں آپ کی عقل پر جن و انس بھی روئیں تو کم ہے کیوں کہ جس ام کلثوم کو تم نے زوجۂ عمر فرض کیا ہے وہ پچاس ہجری میں وفات پا گئی تھیں۔

ام کلثوم بنت فاطمہؑ ۶۱ھ میں زندہ اور موجود تھیں

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب الاخبار الطوال ص۲۲۸ ذکر خروج الحسین من مدینہ ۔

فلما امسوا و اظلم اللیل مضی الحسینؑ الی مکۃ ومعہ اختاہ ام کلثوم و زینب و ولد اخیہ ۔

ترجمہ:۔

جب شام کا وقت ہوا اور رات تاریک ہوگئی تو امام حسین نے مدینہ سے سفر کیا اور آنجناب کے ساتھ حضور کی بہنیں زینب اور ام کلثوم بھی تھیں ۔

نوٹ

ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا کربلا میں موجود ہونا اس پر شیعوں کا اتفاق ہے اور علماء اہل سنت کی تائید بھی ہم نے پیش کر دی ہے ۔

نتیجہ بحث:۔

ام کلثوم بنت فاطمہؑ ۶۱ھ میں کربلا میں موجود تھی اور پھر قید ہو کر کوفہ میں بھی آئی ہے اور کوفہ کی عورتوں نے جب صدقہ کی کھجوریں آل نبیؐ کے بچوں پر پھینکیں تو ینابیع المودۃ ص۳۵۰ ج۲ باب ۶۱ میں لکھا ہے کہ ام کلثوم نے صدقے کی کھجوریں بچوں سے لے کر پھینک دیں اور فرمایا کہ ان الصدقۃ علینا حرام یہ صدقہ ہم پر حرام ہے

اعتراض:۔

کربلا میں جو ام کلثوم تھی وہ بنت فاطمہ نہیں ہے وہ حضرت علیؑ کی بیٹی ہیں آنجناب کی کسی دوسری زوجہ سے ۔

جواب:۔ کربلا اور کوفہ میں مصیبت جھیلنے والی اور دمشق میں قید گزار کر مدینہ میں آنے والی ام کلثوم بنت فاطمہؑ ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ج۲ ص۳۵۴ باب ۶۱

واما ام کلثوم فحین توجہت الی المدینۃ جعلت تبکی وتقول شعراً ۔

ترجمہ:۔

اور ام کلثوم جب مدینہ آئیں تو رونے لگیں اور مرثیہ پڑھا ۔

مدینۃ جدنا لا تقبلینا ۔ فبالحسرات والاحزان جئنا

ترجمہ:۔

اے ہمارے نانا رسول کا شہر تو ہمیں قبول نہ کر ہم اپنے دلوں میں کئی حسرتیں اور غم لے کر آئے ہیں ۔

افاطم ما لقیت من عداک ۔ ولا قیراط مما قد لقینا

اے فاطمہ زہراؑ جو دکھ دشمنوں سے آپ نے دیکھے ہیں وہ کم ہیں ۔ اس دکھ اور تکلیف سے جو ہم دیکھ کر آئے ہیں

ونحن بنات یٰس وطٰہٰ ۔ ونحن الباکیات علی ابینا

ہم ہیں اس رسول کی بیٹیاں جس کا لقب یٰس اور طٰہٰ ہے

اور ہم اپنے باپ پر رو رہی ہیں۔

الا یا جدنا قتلوا حسینا۔ ولم یراعوا جناب اللہ فینا

اے نانا رسول لوگوں نے ہمارے حسینؑ کو قتل کیا اور اللہ کی جناب کا لحاظ نہ کیا۔

نوٹ :-

بی بی کا یہ درد بھرا مرثیہ ہے جو ۶۲ھ میں دمشق سے واپسی کے بعد مدینہ کی دیواروں کو دیکھ کر بی بی نے پڑھا تھا اور رسولؐ اللہ کو نانا کہہ کر اپنا دکھ سنایا ہے۔ اگر یہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ نہ ہوتی تو نبی کریم کو نانا کہہ کر خطاب نہ کرتیں۔ اور وہ نبیؐ جس کا لقب یٰس اور طٰہٰ ہے اس کی بیٹی ہونے کا دعویٰ نہ فرماتیں پس معلوم ہوا کہ یہ ام کلثوم بنتِ فاطمہؑ ہیں۔

جناب امیرؑ کی دوسری ازواج کی اولاد نے کبھی اولادِ رسول ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا ہے۔

اُمِ کلثوم بنتِ فاطمہؑ اہل سنت کے عقیدہ میں اکسٹھ ہجری میں زندہ تھی اور اَسّی ہجری سے کچھ پہلے وفات پائی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ صہ ۴۶۳ ذکر ام کلثوم۔

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ صہ ۴۶۹ حرف الکاف۔

۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صہ ۱۶۸ ذکر ام کلثوم

۴ - اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس جلد ۲ صہ ذکر اولادِ علیؑ

الطبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تزوجها عمر بن الخطاب وهی جاریة لم تبلغ فلم تزل عنده الی ان قتل وولدت له زیدا بن عمر و رقیة بنت عمر ثم خلف علی ام کلثوم بعد عمر عون ابن جعفر فتوفی عنها ثم خلف علیها اخوه محمد بن جعفر فتوفی عنها فخلف علیها اخوه عبد اللہ بن جعفر بعد اختها زینب بنت علی فقالت ام کلثوم انی لا ستحی من اسماء بنت عمیس ان بنیها مات عندی وانی لاتخوف علی هذا الثالث فهلکت عنده فلم تلد لاحد منهم شیاء۔

ترجمہ :-

ام کلثوم سے عمر نے شادی کی اور وہ کم سِن بچی تھی اور بالغ نہ ہوئی تھی۔ پس وہ عمر کے پاس آئی یہاں تک کہ عمر قتل کر دیئے گئے۔ اور زید ابن عمر اور رقیہ بنت عمر یہ دو بچے ام کلثوم نے جنے۔ پھر عمر کے بعد اُن سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا۔ پس وہ بھی فوت ہو گئے اور پھر ام کلثوم سے محمد ابنِ جعفر نے نکاح کیا اور وہ بھی

فوت ہوگئے اور پھر ام کلثوم سے عبداللہ ابن جعفر نے
نکاح کیا ام کلثوم کی بہن زینب کے بعد پس ام کلثوم
نے کہا۔ مجھے اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اُس
کے دو بیٹے میرے پاس فوت ہوئے۔ اور مجھے اس تیسرے
میں بھی اندیشہ ہے۔ پس خود ہی ام کلثوم عبداللہ کے
پاس فوت ہوگئیں۔

نوٹ نمبر ۱:۔

اس روایت کو اہلِ حدیث کے مردان نے اپنے رسالہ کے
صفحہ ۱۵ میں مع الترجمہ اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے نقل کیا ہے
اور اللہ کرے کہ ہمارے مخاطب اس روایت پر ثابت قدم رہ
جائیں اور خیبر کے بھگوڑوں کی طرح راہِ فرار اختیار نہ کرلیں۔

نوٹ نمبر ۲:۔

مذکورہ روایت ہمارے نزدیک تو جھوٹ کا پلندہ ہے اور
مولوی صدیق کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ اُس نے جان بوجھ کر اس
روایت کو تحریر کیا ہے۔ مذکورہ روایت میں چار خامیاں ہیں جنہیں
ہم اربابِ انصاف کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مولوی صدیق کا عقیدہ ہے کہ ام کلثوم بنتِ علی کا جب عمر
سے نکاح ہوا تھا تو وہ گیارہ بارہ برس کی تھی اور اس سن
میں صدیق کا اپنا دعویٰ ہے کہ عرب میں عورت بالغ ہوتی ہے
لیکن اس روایت میں لکھا ہے۔ وہی جاریۃ لم تبلغ کہ وہ نابالغ
بچی تھی۔ پس فخر مردان کے ڈھیٹ ہونے کی حد ہے کہ دعویٰ

تو ہے کہ بچی بالغ تھی اور روایت وہ ذکر کی جس میں لکھا ہے
کہ بچی نابالغ تھی۔ جھوٹے کے لئے وہ جو اس کی چڑ ہے۔

۲۔ ہم کتبِ اہلِ سنت سے ثابت کرچکے ہیں کہ عون بن جعفر اور
عبداللہ بن جعفر جنابِ عمر کی زندگی میں جنگِ شستر کے موقع پر
سترہ ہجری میں شہید ہوچکے تھے۔ اور خود عمر ۲۲ھ میں فوت
ہوا ہے۔ پس وہ دو شخص جو عمر کی موت سے پانچ برس پہلے
شہید ہوگئے۔ انہوں نے وفاتِ عمر کے بعد بیوہ عمر سے شادی
کیسے کی؟ پس مردانِ اہل حدیث کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ
بغیر کسی تحقیق کے ایک غلط مسئلہ کو عوام میں اچھالنا شروع
کردیا ہے۔

۳۔ مذکورہ ام کلثوم پچاس ہجری میں فوت ہوگئیں۔ پس اکسٹھ
ہجری کے بعد عبداللہ سے شادی کیسے کی۔

مولوی صدیق کو الزامی جواب

مولوی صدیق اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ خدا کی شان دیکھئے
کہ آپ ہی ام کلثوم عبداللہ کی زندگی میں فوت ہوگئیں۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔

مولانا موصوف۔ اللہ آپ کو ہدایت کرے۔ جب آپ تسلیم کرتے
ہیں کہ ام کلثوم بنتِ فاطمہ جو زوجۂ عمر ہے اُس سے عبداللہ بن جعفر نے
بھی نکاح کیا تھا جنابِ زینب کے بعد۔ تو اس نکاح کی عقلی طور
پر دو صورتیں ہیں۔

۱ - مولوی محمد نافع جھنگوی خارجی ناصبی نے ابن حزم کے حوالے سے رحماء بینھم میں لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جناب زینب اور عبداللہ میں کشیدگی ہو گئی اور عبداللہ نے جناب زینب کو طلاق دے کر اُن کی بہن ام کلثوم سے نکاح کیا تھا۔

اربابِ انصاف!

ہم اس جھوٹے فسانے کو اہل سنت کی کتابوں سے باطل کر چکے ہیں۔

۲ - عبداللہ نے سیدہ زینب کی وفات کے بعد ام کلثوم سے نکاح کیا ہو۔ ان دونوں صورتوں میں سے آپ جو بھی اختیار کریں۔ یہ بات آپ کو ماننی پڑے گی کہ عبداللہ کا نکاح ام کلثوم سے واقعہ کربلا ۶۱ھ کے بعد ہوا ہے کیونکہ واقعہ کربلا میں جناب زینب موجود تھیں .... اے ملوانو! عقل کے ناخن لو تمہارے ہوش و حواس کیوں اُڑ گئے ہیں ایک مرتبہ تو تم نے ام کلثوم زوجہ عمر کو پچاس ہجری میں مار کر عبداللہ بن عمر سے اُس کا جنازہ پڑھوایا ہے اور پھر اُسی ام کلثوم زوجہ عمر کو ۶۱ھ میں زندہ کر کے قبر سے نکال کر اُس کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے کیا ہے۔

افسوس ہے۔ تمہاری عقلوں پر۔ ایسی ہزلیات گاتے ہو کہ دُنیا کا ہر عقل مند اُن کے سننے سے معذرت کرتا ہے۔ سچ ہے

در خانہ مور شبنم طوفان است

کیڑی نوں ٹھوٹھا ای دریا اے۔

آپ نے تہذیب الاحکام میں ایک روایت دیکھی جس میں

لفظ ام کلثوم اور لفظ عمر تھا۔ پس آپ نے فیصلہ کر لیا۔ کہ جناب عمر کا ایمان اور نجات ثابت ہے اور خالی ڈھول کی طرح کھڑکنا شروع کر دیا۔ اہل حدیث کے مردان! ابھی دِلی دُور ہے۔

حضرت عمر کی جس فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو دردِ زہ شروع ہوا ہے یہ آپ کی جان لے گا۔ کیونکہ اس فضیلت کے ثابت کرنے کی حسرت اُن کے کئی علماء قبروں میں لے گئے ہیں۔ جو روایت تہذیب الاحکام کی آپ نے ہمارے خلاف پیش کی ہے ہم نے اس کو عقل کی روشنی میں غلط کر دیا ہے۔ اور انصاف کرنا ہم نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

جواب ۴۷:-

اُمّ کلثوم بیوہ عمر کا عبداللہ بن جعفر نے بھی جنازہ پڑھا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ ص ۴۶۴ ذکر ام کلثوم

عن زید بن حبیب عن شعبی بمثلہ و زاد فیہ بمثلہ و خالفہ الحسن والحسین و ابنا علی و محمد بن الحنفیہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن جعفر -

ترجمہ:-

(جب ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید نے وفات پائی عبداللہ بن عمر نے ان دونوں کا جنازہ پڑھا) تو

عبد اللہ کے پیچھے جنازہ میں امام حسن اور امام حسین
اور محمد حنفیہ اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ
بن جعفر موجود تھے۔

لوٹ :-

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیوہ عمر ام کلثوم کے جنازے
میں عبد اللہ بن جعفر شریک تھے۔

مولوی نافع جھنگوی کی غلط تحقیق

ثبوت ملاحظہ ہو :-

موصوف کی کتاب رحماء بینہم جلد ۲ ص ۲۲۷۔

ثم خلف علیہا بعدہ عبد اللہ بن جعفر
بن ابی طالب بعد طلاقہ لاختہا زینب

ترجمہ :-

ام کلثوم بیوہ عمر سے عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا
تھا ام کلثوم کی بہن زینب کو طلاق دینے کے بعد

نوٹ :-

اس بے شرم مولانا سے کوئی پوچھے کہ جھوٹے فسانے پیش
کرنے سے نہ تو شیعہ عمر کی فضیلت کے قائل ہوں گے اور نہ ہی
جناب عمر کا ایمان ثابت ہوگا۔

نوٹ نمبر ۲ :-

ایک سنی کہتا ہے کہ بیوہ عمر ام کلثوم سے سنہ ۶۱ھ کے بعد عبد اللہ

بن جعفر نے نکاح کیا اور دوسرا سنی کہتا ہے۔ کہ بیوہ عمر ام کلثوم
نے سنہ ۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔ امام حسین اور عبد اللہ بن جعفر
نے اسکا جنازہ پڑھا ہے۔ خود اہلسنت دوست فیصلہ کریں کہ ان
دونوں میں سے جھوٹا کون ہے؟ اور اگر ہمارے دوست یہ کہیں
کہ ایک کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ تہذیب الاحکام
میں راوی کو اشتباہ ہوا ہے اور اس نے ام کلثوم بنت جرول کے بجائے
ام کلثوم بنت علی بیان کر دیا ہے۔

پس مذکورہ روایت تہذیب کی ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی ہے

جواب نمبر ۵ :-

اہل سنت کے عقیدہ میں ام کلثوم بیوہ عمر سنہ ۸۰ھ تک زندہ رہی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۱۷۱ فصل ۸۔

وحکی الدولابی وغیرہ القولین فی موتہا
عندہ اوموتہ عنہا۔

ترجمہ :-

دولابی اور دوسرے علماء نے ام کلثوم بیوہ عمر کی
وفات میں دو قول نقل کئے ہیں۔

۱- ام کلثوم بیوہ عمر کی وفات عبد اللہ سے پہلے ہوئی ہے۔
۲- ام کلثوم بیوہ عمر کی وفات عبد اللہ کے بعد ہوئی ہے۔

نوٹ :-

دوسرے قول کی بنا پر بھی اہلسنت کے لیے خاص پریشانی ہے کیونکہ عبداللہؓ کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی ہے ذخائر العقبیٰ ص ۲۱۲ باب نمبر ۳ میں لکھا ہے۔

توفی عبداللہ بن جعفر بالمدینۃ سنۃ ثمانین وھو ابن تسعین سنۃ ۔

ترجمہ :-

جناب عبداللہ نے ۸۰ھ میں ۹۰ برس کے سن میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ہے ۔

نوٹ :-

دوسرے قول کی بنا پر عبداللہؓ کی وفات ام کلثوم سے پہلے ہوئی ہے۔ پس لازم آیا کہ بیوہ عمر ام کلثوم ۸۰ھ میں زندہ تھیں پس ہمارا یہ اعتراض ہے اہلسنت پر کہ جو بیوہ عمر ام کلثوم آپ نے فرض کی ہے۔ اس نے ایک مرتبہ تو ۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور اسکے جنازہ میں عبداللہ بن جعفر اور امام حسینؑ شریک تھے اور پھر آپ نے اسی ام کلثوم بیوہ عمر کو ۶۱ھ میں واقعہ کربلا میں زندہ دکھایا ہے اور ۸۰ھ تک وہ زندہ ہے اور عبداللہؓ کے بعد فوت ہوئی ہے۔

پس جب اللہ نے شرم وحیا تقسیم کیا تھا۔ تو کیا ان ملاؤں کے حصہ میں کچھ نہ آیا کیونکہ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دنیا کے عقل مند جن پہ ہنستے ہیں اور اگر اہل سنت علماء کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم

بھی کہتے ہیں کہ تہذیب الاحکام کی روایت میں بیوہ عمر ام کلثوم کی ولدیت بیان کرتے وقت راوی کو اشتباہ ہوا ہے۔ لیکن اگر ہم لفظ اشتباہ ذکر کریں تو ہمارے مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے تو موصوف کی وہی مثال ہے کہ طبیب یداوی الناس وھو مریض، کہ دوسرے لوگوں کے لیے تو ماہر طبیب اور خود قبض کا مریض ۔

جواب ۶ :-

ام کلثوم بیوۂ عمر کے جنازہ میں امام حسینؑ بھی شریک تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۴۶۳ ج ۸

عن عبداللہ البھی قال شھدت ابن عمر صلی علی ام کلثوم و زید ابن عمر بن الخطاب فجعل زید فیما یلی الامام و شھد ذالک حسن وحسین ۔

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ اس نے ام کلثوم اور زید ابن عمر پر نماز جنازہ پڑھی اور زید کی لاش کو امام کے قریب رکھا اور وقت جنازہ امام حسنؑ اور حسینؑ بھی حاضر تھے ۔

نوٹ :-

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم کا سنہ وفات ایسا

وقت فرض کیا جائے کہ امام حسین ان کے جنازہ میں شریک ہو سکیں
اور یہ ناممکن ہے کیونکہ امام حسین کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی اور
ام کلثوم اسوقت زندہ تھیں کوفہ اور دمشق میں قید ہو کر آئی ہیں
اور ۶۲ھ میں مدینہ واپس آئی ہیں نیز اہلسنت کے عقیدہ میں
۶۲ھ کے بعد بیوہ ام کلثومؓ عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا ہے۔
پس اگر امام حسین نے ام کلثوم کے جنازے میں شرکت کی تھی تو یہ
ام کلثوم امام حسین کی شہادت کے بعد زندہ کیسے ہو گئی۔

نوٹ ۲:۔

مذکورہ روایت طبقات الکبریٰ کی ضغث علیٰ ابالہ ہے یعنی
جھوٹ کی گٹھڑی پر تھوڑا بوجھ اور ہے۔ اہلحدیث کے مردان کی
وہی مثال ہے۔ کہ ضرطت فلطمت عین زوجہا یعنی غلطی بیوی کی ہے
اور طمانچہ شوہر کے منہ پر دے مارا نکاح فاروقی کے سلسلہ میں
اہلسنت بہت پریشان ہیں۔ اور رنگ برنگے جھوٹے بنائے ہیں لیکن
مولوی صدیق نے پریشانی کا الزام شیعوں کے سر تھوپ دیا ہے سچ ہے
"صاحب الحاجت اعمیٰ"

جواب ۷:۔

زید بن عمر کا اپنی ماں ام کلثوم کے ساتھ ایک وقت میں مرنا سفید جھوٹ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب حبیب السیر جلد ۱ صفحہ ۳۹ جزو چہارم ذکر عمر

چنانچہ در مقصد اقصیٰ مذکور است کہ زید را عبدالملک
بن مروان زہر داد۔

ترجمہ:۔

زید ابن عمر کو عبدالملک ابن مروان نے زہر دیا تھا اور
عبدالملک جیسا کہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ مصر
ذکر عبدالملک میں ہے کہ تہتر ۷۳ ہجری میں خلیفہ بنا
تو نتیجہ یہ نکلا کہ زید ام کلثوم کا بیٹا ایک مرتبہ تو انچاس
یا پچاس ۵۰ ہجری میں اپنی ماں ام کلثوم کے ساتھ مرا ہے
اور پھر تیئس ۲۳ سال گذر جانے کے بعد زندہ ہوا ہے اور
عبدالملک نے پھر اُس کو زہر دیا اور وہ پھر مر گیا اور
یہ بات کہ کوئی شخص دو مرتبہ مرے بالکل غلط اور
جھوٹ ہے۔

پس یہ معلوم ہوا کہ بیوۂ عمر ام کلثوم اور اس کے بیٹے
زید والا افسانہ ہی جھوٹا ہے۔ نیز تہذیب کی روایت میں یہ
بھی ہے کہ فی ساعۃ واحدۃ۔ کہ وہ دونوں ماں بیٹا ایک
وقت میں مرے تھے اور معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا۔ ۔
اور یہ بات بھی عجیب ہے۔ کیونکہ ایک وقت مرنے کی وجہ معلوم
ہونا چاہیئے کہ کشتی اُلٹی اور دریا میں غرق ہو گئے۔ یا مکان کی
چھت گری اور دب کے مر گئے یا آگ میں دونوں اکھٹے جل کر
مر گئے۔ بہت تعجب کی بات ہے کہ وہ دو نامور ہستیاں کہ
جن پر حضرت عمر کے ایمان کا دارو مدار ہے وہ بیک وقت

وفات پائیں۔ اور وجہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا ہے۔ اور اس چیز کا اثر ان کی میراث پر بھی پڑے۔ پس معلوم ہوا کہ یا تو ذہبی اہلبیت کی خاطر ایک جھوٹا فسانہ ترتیب دیا گیا۔ اور سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اسے گول مول حالت میں مشہور کر دیا گیا۔ ۔۔۔ یا راویوں کو اشتباہ ہوا۔ انہوں نے ولدیت میں اشتباہ کیا۔ ام کلثوم بنت علی بیان کیا۔

نوٹ :-

شہادۃ العقول اصح من شہادۃ العدول

خود عقل کی گواہی دانشمندوں کی گواہی سے بہتر ہے۔

جب عقل نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح عمر سے ہرگز درست نہیں ہے۔ تو مولانا صدیق جیسے عقل مند کی تحقیق اس قابل نہ رہی کہ جس پر حضرت عمر کا ایمان ثابت کرنے کے لیے بھروسہ کیا جائے

شوی اخوک حتیٰ اذا انضج رمد

کسی نے کھانا پکایا۔ جب تیار ہو گیا۔ تو اس میں راکھ ملا دی۔

پس اسی طرح فضیلت عمر ثابت کرنے کے لیئے اہلسنت نے ایک فسانہ تیار کیا۔ اور پھر خود ہی۔ اپنی غلط بنیادوں کا بخیہ ادھیڑ دیا اور خواہ مخواہ ہم غریب شیعوں پر خفا ہوتے ہیں۔

جواب ۸:-

بیوہ عمر ام کلثوم اور اسکے بیٹے زید کا جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھا گیا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلسنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ جلد ۸ صفحہ ۴۶۲

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ جلد ۴ صفحہ ۴۶۹

ان ابن عمر ان صلی علی ام کلثوم و ابنہا زید وکبر علیہما اربعا۔

ترجمہ :-

عبداللہ ابن عمر نے بیوہ عمر ام کلثوم اور اس کے بیٹے زید پر نماز جنازہ پڑھی اور ان پر چار تکبیریں پڑھیں۔

نوٹ :-

یہ چار تکبیروں والا جنازہ قرینہ ہے۔ کہ وہ ام کلثوم جسے فرض کیا گیا ہے۔ بیوہ عمر اور زید کی ماں۔ وہ آل رسول کی رشتہ دار نہ تھی کیونکہ عترت رسول کے مذہب میں جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں۔ پس۔ تلاش کرنا چاہیے کہ وہ ام کلثوم جو چار تکبیر والے جنازہ کے لائق تھی۔ وہ کون ہے۔

جناب عمر کی چار عدد ازواج ام کلثوم نامی ہیں،

پہلی۔ ام کلثوم ملیکہ بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ۔ زید اصغر اور عبیداللہ۔ پسران عمر کی ماں۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ ذکر ام کلثوم ملاحظہ ہو اور تاریخ خمیس ذکر اولاد عمر ملاحظہ ہو۔

دوسری۔ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت۔ یہ عاصم بن عمر کی ماں ہے اور عمر بن عبدالعزیز کی جدہ ہے تاریخ خمیس ذکر اولاد عمر

تیسری: ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الاموی تفسیر کبیر

جلد ۸ صفحہ ۱۳۵ سورہ ممتحنہ۔ پارہ ۲۸ ملاحظہ فرماویں۔

چوتھی :۔ ام کلثوم بنتِ ابی بکر بن ابی قحافہ جس کے آٹھ عدد حوالہ جات کتب اہل سنت سے گذر چکے ہیں۔

البتہ :۔ اہل سنت علماء کو اس چوتھی ام کلثوم کے رشتہ کی خبر پڑھ کر سخت تکلیف ہو گی۔ کیونکہ ان کے راویوں نے بنتِ ابی بکر کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ مسخ کر کے بیان کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے اس بے مثال نکاح کو چھپانے کی کوشش ناکام کی ہے۔

نوٹ :۔

عمر کا ایک ہی بیٹا زید تھا جس کی ماں کا نام ام کلثوم بنت جرول ہے اور ان دونوں نے معاویہ کے زمانہ میں پچاس ہجری میں ایک ہی وقت میں وفات پائی ہے اور عبداللہ بن عمر نے ان کے جنازہ میں چار تکبیریں پڑھی ہیں اور راوی کو اشتباہ ہوا اور یہی اشتباہ تہذیب الاحکام کی روایت میں بیان ہوا اور بقول عبدالعزیز مُنی۔ کجا ریش کجا خایہ۔ کجا بنو ہاشم کجا حضرت عمر۔ ان کا آپس میں رشتہ ہونا۔ ناممکن ہے۔

اعتراض :۔

زید نامی عمر کے دو بیٹے تھے۔ ایک کی ماں کا نام ام کلثوم بنت علیؑ ہے اور اس کو زید اکبر بھی کہتے ہیں۔

جواب :۔

عمر کے دو بیٹوں کا نام زید ہونا سفید جھوٹ ہے۔ تاریخ سے

دونوں کے حالات الگ الگ دکھاؤ۔ اگر دو تھے تو دونوں کا سنہ ولادت اور وفات پیش کرو اگر زید اصغر زید اکبر سے الگ ہے تو اُسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ وہ بچپن میں فوت ہوا ہے یا جوانی میں یا بڑھاپے میں۔ جب وہ فاروق اعظم کا بیٹا تھا تو اس کے حالاتِ زندگی کیوں نہیں ملتے۔ جبکہ جنابِ عمر کی دوسری اولاد کے حالات تاریخ میں ملتے ہیں۔ زید اصغر اور اس کی ماں ام کلثوم بنتِ جرول کی تاریخ وفات ہم نے تو بتائی ہے پچاس ہجری میں مرے تھے اور ابنِ عمر نے ان کا چار تکبیر جنازہ پڑھا تھا اگر ہمارے دوستوں کو ہماری رائے سے اتفاق نہیں ہے تو ان دونوں کی تاریخ وفات بتائیں۔

اعتراض :۔

ام کلثوم بنتِ جرول کو جنابِ عمر نے طلاق دے دی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ولا تمسکوا بعصم الکوافر کہ کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو پس جب اُسے طلاق ہو گئی تو وہ زوجہ ہی نہ رہی۔

جواب :۔

اہل سنت کی کتاب ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷۹ جلد ۳ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے زمانۂ حکومت میں اپنی زوجہ ام کلثوم کو ایک رات کسی عورت کی خدمت کے لئے لے گئے تھے اور وہ عورت درد زہ میں مبتلا تھی۔ پس ام کلثوم نے دائی کی خدمات سرانجام دیں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جنابِ عمر نے ام کلثوم بنتِ جرول

کو طلاق نہیں دی تھی ۔ اور نیز دائی کی خدمات سرانجام دلوانا یہ
قرینہ ہے کہ وہ ام کلثوم کوئی بڑی عمر کی عورت تھی ۔ جسے وقت
ولادت جن امور کی ضرورت ہوتی ہے اُن میں سوجھ بوجھ تھی اور
یہ بنتِ جرول ہی ہو سکتی ہے اور اسی ام کلثوم بنتِ جرول نے
حضرت عمر کی وفات پر مرثیہ بھی کہا ہے ۔ جیسا کہ اسد الغابہ فی
معرفۃ الصحابہ ذکر وفاتِ عمر میں مذکور ہے ۔

جواب عـ۹ :-

راوی نے اشتباہ سے نبیؐ کی خادمہ کو حضورؐ کی بیٹی بیان کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جـ۴ صـ۲۴۸

بیانہ :- (عربی عبارت کا ترجمہ)

ابن حجر عسقلانی نے کسی عالم کا قول بیان کیا ہے کہ
اُس نے نبیؐ کی خادمہ برکتہ نامی کو حضورؐ کی اولاد سے شمار
کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جنابِ خدیجہ کے شکم سے پہلے
قاسم بن محمدؐ پیدا ہوئے اور پھر برکتہ پیدا ہوئی ابن
حجر نے مذکورہ قول کی یوں تردید کی ہے کہ برکتہ نبیؐ
کریم کی کنیز تھی اور حضورؐ کے بچوں کی تربیت کرتی تھی
جب قاسم پیدا ہوئے تو ان کی پرورش کی ۔ پس راوی
کو اشتباہ ہوا اور برکتہ کو قاسم کی بہن سمجھا ۔

نوٹ :-

برکتہ خادمہ جن کی کنیت ہے امّ ایمن ۔ راوی کے اشتباہ
سے نبیؐ کی بیٹی شمار ہو گئی ۔ اسی طرح تہذیب الاحکام میں راوی
کے اشتباہ سے امّ کلثوم بنت جرول ، ام کلثوم بنتِ علی بیان
ہو گئی ۔

جواب عـ۱۰ :-

امّ کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ کی ایک مثال

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صـ۳۸۶ جـ۷
ذکرِ ام کلثوم ۔

بیانہ :-

عباس بن عبد المطلب کی بیٹی ام کلثوم سے امام حسنؑ
نے نکاح کیا اور دو بچے بھی ہوئے محمد اور جعفر پھر امام
حسنؑ نے اُس عورت سے جدائی اختیار کی تو ابو موسیٰ
اشعری نے اُس سے نکاح کیا اور ام کلثوم سے موسیٰ
پیدا ہوا پھر ابو موسیٰ کی موت کے بعد ام کلثوم سے
عمران بن طلحہ نے نکاح کیا ۔

نوٹ عـ۱ :-

ابن اثیر جذری صاحب اُسد الغابہ علم رجال میں ایک مایہ ناز
عالم ہے لیکن مذکورہ تحقیق میں اُس نے بھی اشتباہ کیا ہے کیونکہ

ام کلثوم جو فضل بن عباس کی بیٹی ہے اُس کا واقعہ ام کلثوم بنتِ عباس کی طرف منسوب کر دیا ہے کیونکہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ذکرِ ام کلثوم میں ابنِ حجر عسقلانی نے بھی یہی بات کہی ہے کہ ابنِ اثیر کو اشتباہ ہوا ہے۔ مذکورہ قصہ ام کلثوم بنتِ فضل بن عباس کا ہے نہ کہ ام کلثوم بنتِ عباس کا۔

نوٹ ۲:۔

مذکورہ دونوں کتابیں گواہ ہیں کہ ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کی طرف منسوب ہو گیا ہے اسی طرح تہذیب الاحکام میں بیوہ عمر ام کلثوم بنتِ جرول کا قصہ ام کلثوم بنتِ علیؑ کی طرف منسوب ہو گیا ہے اور ہمارے مخاطب اہلِ حدیث کے مردان اگر انصاف سے کام لیں تو مسئلہ مذکورہ میں کوئی الجھن نہیں ہے کیونکہ البلاء اذا عمت طابت کہ پریشانی جب عام ہو جائے تو خوشگوار ہو جاتی ہے۔ جب خود اہلِ سنت کے علماء اور راویوں کو اشتباہ ہوئے ہیں اسی طرح اگر کسی شیعہ راوی کو بھی اشتباہ ہوا ہے تو کیا حرج ہے اور اگر مولانا صدیق نے اپنی ضد کو نہیں چھوڑنا تو ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جس طرح ہر درخشندہ طلا نیست (ہر چمکدار شئی سونا نہیں) اسی طرح یہ ام کلثوم جنابِ امیرؑ کی بیٹی نہیں ہے اور آپ بے شک اپنی ڈفلی بجاتے رہیں۔ زن بے کار یا شود غرہ یا شود بیمار ملوانہ جب بے کار ہوتا ہے تو بقول کسے دین زکاتی فی سبیل اللہ فساد،

اعتراض :۔

راوی کو نام میں اشتباہ ہو جائے یہ بات دماغ میں نہیں آتی کیونکہ راوی بہت بڑے ذمہ دار اشخاص ہوتے ہیں۔

جواب :۔

راوی کو اشتباہ ہونا ایک امر ممکن ہے اور وقتِ ضرورت اہل سنت راوی کے اشتباہ کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں مثلاً اہلِ سنت کی کتاب اسد الغابہ صفحہ ۳۴۲ ج ۷ ذکر ام سلمٰی میں لکھا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر سے عدتِ وفات پوری کر چکی تو نبیؐ کریم نے اپنی خاطر نکاح کا پیغام دے کر ابو بکر کو ام سلمہ کے پاس بھیجا اور وہ ناکام واپس آئے پھر عمر کو روانہ کیا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ پھر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ میرا نکاح کر دو اور نیز اسی قصہ کو امام احمد حنبل نے اپنی کتاب مسند میں ذکر کیا ہے لیکن ابن قیمؒ جوزیہ سنی نے اپنی کتاب زاد المعاد صفحہ ۱ ذکر ازواج النبیؐ میں واقعہ مذکورہ پر ایک اعتراض کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عمر بن سلمہ وقتِ نکاح تین برس کا تھا اور اس سن کا بچہ نادان ہوتا ہے پس جس عمر نے نکاح کر دیا تھا وہ عمر بن خطاب تھا نہ کہ عمر بن ابی سلمہ۔

نوٹ :۔

واقعۂ مذکورہ اشتباہِ نام کی روشن مثال ہے پس جس طرح ایک عمر کے نام سے راوی کو دوسرے عمر کا اشتباہ ہوا اسی طرح تہذیب الاحکام میں ایک ام کلثوم سے دوسری ام کلثوم کا اشتباہ ہوا ہے۔

اعتراض :-

جب راوی اشتباہ کرتے ہیں تو پھر ان کی باتوں پر آپ عمل کیوں کرتے ہیں۔

جواب :-

اشتباہ شرعاً جرم نہیں ہے اور اس سے راوی کی عدالت بھی ختم نہیں ہوتی۔ مثلاً صحیح بخاری کتاب الشہادات جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷۵ طبع مصر باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً میں لکھا ہے کہ واقعہ افک میں سعد ابن معاذ نے رسول اللہ کی طرفداری کی تھی لیکن امام نووی سُنی نے قاضی عیاض کے حوالے سے لکھا ہے کہ سعد ابن معاذ تو واقعہ افک سے دو سال پہلے شہید ہو گیا تھا۔ پس یہ راوی کا اشتباہ ہے اور نیز الاستیعاب فی اسماء الاصحاب باب اسرار ذکر ام رومان میں لکھا ہے کہ مسروق ام رومان سے روایت کرتا ہے حالانکہ عائشہ کی ماں ام رومان ۶ ہجری میں وفات پا گئی تھی اور مسروق نے ان سے ملاقات بھی نہیں کی۔ پس مسروق نے ان سے روایت کرنے میں اشتباہ کیا ہے۔

نوٹ :-

جب راوی کا اشتباہ صحیح بخاری میں سما سکتا ہے تو اس کی گنجائش تہذیب الاحکام میں کیوں نہیں۔ اور از بیضہ خاکی چوزہ نزائد۔ جس طرح مٹی کے انڈے سے چوزہ نہیں پیدا ہوتا اسی طرح تہذیب الاحکام کی مذکورہ روایت سے جنابِ عمر کا ایمان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اعتراض :-

جنابِ عمر کی فضیلت نکاح کو راویوں کی غلطی کے چکر میں ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ یہ شیعوں کی عادت ہے کہ جب اُن سے جواب نہیں بنتا تو کہہ دیتے ہیں کہ راویوں کا اشتباہ ہے۔

جواب :-

جنابِ ابوبکر یارِ غار کا شراب پینا اور جنگِ بدر کے کُفّار مقتولین پر مرثیہ کہنا اس حرکت کو اشتباہِ رُواۃ کے عذر کی بناء پر ایک دوسرے ابوبکر کے سَر مھوپ دیا گیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۲۳ حرف الیاء عن ابی القاموص قال شرب ابوبکر الخمر فی الجاھلیۃ فانشا یقول وماذا بالقلیب قلیب بدر - الابیات فبلغ ذلک رسول اللہ فقام یجر ازارہ حتی دخل فتلقاہ عمر فکان مع ابی بکر فلما نظر الی وجھہ محمرا قال نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے کہ جناب ابوبکر نے شراب پی اور اشعار گائے۔ جب نبی کریم کو اطلاع ہوئی تو حضور تشریف لائے ابوبکر کے ساتھ عمر بھی تھا جب عمر نے حضور کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ کے غضب سے۔

نوٹ :-

یارِ غار کا شراب پینا اور جنگِ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ کہنا یہ ایسی حرکت تھی کہ جس پر شیعوں نے اعتراض کرنا تھا کہ

زاہداں کیں جلوہ بر محراب و ممبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

پس خلیفہ کی صفائی کی خاطر چار یاری مذہب نے تاویلیں شروع کردیں پہلی تاویل جناب ابوبکر صدیق کی اُسی بیٹی نے کی ہے جو اسلام میں پہلی خاتون لیڈر رہیں اور سیاسی سوجھ بوجھ میں ایل ایل۔ بی کی ڈگری جتنی لیاقت رکھتی تھیں اپنے باپ کے کردار کی پھٹی ہوئی چادر کو یوں پیوند لگایا ہے کہ میرے باپ ابوبکر بن ابی قحافہ نے ایک عورت ام بکر نامی سے شادی کی تھی اور ہجرت کے بعد اُسے طلاق دے دی تھی۔ پھر ایک شاعر ابوبکر بن شعوبہ نے اُس عورت سے شادی کی تھی اور اس شاعر نے جنگِ بدر کے کفار مقتولین پر مرثیہ بھی کہا تھا پس مذکورہ رشتے کی وجہ سے اور نام کی شراکت کی وجہ سے اُس کافر شاعر کا کلام میرے باپ

ابوبکر کی طرف منسوب ہوگیا اور بی بی عائشہ نے صرف اپنی گھڑی تاویل پر ہی گذارہ نہیں کیا بلکہ موصوفہ اُن لوگوں پر بددعا کرتی تھی جنہوں نے اُس کافر ابوبکر کے اشعار اس کے باپ ابوبکر کی طرف منسوب کیے ہیں اور نیز موصوفہ نے اپنے باپ کی ٹوٹی پھوٹی قابلیت پر یوں بھی پانی پھیرا ہے کہ والد صاحب مرحوم ایسے بے ذوق تھے کہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں وہ کوئی شعر نہ کہہ سکے۔

اربابِ انصاف :- !

پکا ہوا تھال ای دکھدا ہے۔ کتاب الاصابہ گواہ ہے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کی خاطر اشتباہ رواۃ کے عذر کا سہارا لیا ہے اگر یہ عذر قبول کرنا غلط ہے تو پھر کیا ہمارے اہل سنت دوست باور کریں گے کہ اُن کا محبوب خلیفہ ابوبکر شراب پیتا تھا اور اگر ابوبکر کی خاطر مذکورہ عذر قابل قبول ہے کہ نام کی شراکت سے راوی کو اشتباہ ہوا ہے تو ہم بھی یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ تہذیب الاحکام کی روایت میں نام کی شراکت سے راوی کو ام کلثوم کی ولدیت میں اشتباہ ہوا ہے۔ اور جس طرح یہ اشتباہ والی روایات اہل سنت کی کتب میں موجود ہیں اگر اسی قسم کی کوئی روایت نام کے اشتباہ والی شیعہ کتب میں بھی موجود ہو تو کیا حرج ہے۔

نتیجہ بحث :-

وہ فرضی ام کلثوم جو بیوہ عمر ہے اور منکوحہ عون و محمد اور عبداللہ پسران جعفر ہے اس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے اور نیز اس کے

فرضی بیٹے زید نامی کا بھی دُنیا میں وجود نہیں ہے اور تہذیب الاحکام
کی وہ روایت جو زید کے وجود پر دلالت کرتی ہے وہ قابلِ قبول نہیں
کیونکہ اس کا ایک راوی سعید بن سالم القداح المکی ہے اور رجال مامقانی
جلد ۲ صفحہ ۶۵ اور جلد ۲ صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے کہ وہ مجہول الحال ہے اور
نیز مذکورہ تہذیب الاحکام والی روایت عقل کی روشنی میں بھی درست
نہیں ہے کیونکہ وہ ام کلثوم اس روایت کی بناء پر ایک مرتبہ پچاس
ہجری سے پہلے مری ہے اور پھر ۶۱ھ میں زندہ ہو کر پھر ۸۰ھ میں
وفات پائی ہے اور یہ چیز محال ہے اور جس شئ کے وجود سے کوئی
محال لازم آئے اس شئ کا وجود بھی محال ہوتا ہے اور نیز اس فرضی
ام کلثوم کی رقیہ نامی بیٹی کا وجود بھی دنیا میں نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب
المعارف صفحہ ۸۰ ذکرِ عمر میں لکھا ہے کہ جناب عمر نے اس بچی کا نام سے
نکاح کیا تھا حالانکہ وہ تین چار برس کی تھی اور یہ بات ایک
ڈھکوسلا ہے۔

اربابِ انصاف:۔

جس طرح عدد کا سلسلہ غیر متناھی ہے اسی طرح ہمارے اہلِ
حدیث دوستوں کا عمر صاحب کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے جھوٹ
بولنے کا سلسلہ غیر متناھی ہے۔ ہم نے تہذیب سے پیش کردہ روایت
کے دس عدد جوابات دیئے ہیں اور اگر کوئی شخص اپنی ضد پر اڑ
جائے تو اس کے سامنے کسی بات کے دس ہزار جوابات بھی ناکافی ہیں
ہمارے مذکورہ دس جوابوں کو قارئین بغور پڑھیں اور
خود ہی فیصلہ کریں۔

چار یاری مذہب کی توپ کا شیعوں کیخلاف پانچواں گولہ

اہلِ تشیع کی کتاب الاستغاثہ جلد ۱ صفحہ ۶۸

ملخص ترجمہ:۔

جناب عمر نے جناب امیرؑ سے رشتہ مانگا جناب امیرؑ
نے انکار فرمایا۔ عمر نے عباس بن عبدالمطلب کو وسیلہ بنایا
اور دو مرتبہ عباس نے جناب امیرؑ سے عرض کی لیکن جناب
امیرؑ نے انکار ہی فرمایا۔ عمر نے کہا واللہ لئن لم یزوجنی
لاقتلنہ، کہ اگر علی نے مجھے رشتہ نہ دیا تو میں اسے
قتل کر دوں گا۔ پھر عمر نے عباس سے کہا۔ روزِ جمعہ مسجد
میں ممبر کے قریب بیٹھنا اور سننا کہ کیا بات ہوتی ہے اور
تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں علیؑ کے قتل پر قادر ہوں پس
جمعہ کے روز عمر خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں سے کہنے لگا
کہ ایک مرد ہے اصحابِ محمدؐ سے اور وہ شادی شدہ ہے
اور اس نے زنا کیا ہے اور صرف مجھے معلوم ہے پس آپ
کی کیا رائے ہے کہ اسے سزا دی جائے سب لوگوں نے
کہا کہ جب آپ کو معلوم ہے تو اور کسی گواہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ پس اس کو سزا دی جائے۔ پھر عمر نے عباس
سے کہا۔ اب اس چیز کی خبر علی کو پہنچا دو۔ جناب امیرؑ
اس دھمکی کے باوجود پھر بھی انکار پہ باقی رہے۔ پس
عباس نے کہا کہ اگر آپ نہیں دیتے تو میں جا کر یہ کام

کرتا ہوں اور آپ میری مخالفت نہ کرتا۔ عباس عمر
کے پاس آئے اور کہا کہ میں وہ کام کر کے آپ کو
دیتا ہوں۔

نوٹ :-

چونکہ اختصار ملحوظ ہے پس ہم اب صرف ایک جواب
پر اکتفا کرتے ہیں۔

جواب :-

مذکورہ روایت بلا سند ہے کیونکہ اُن راویوں کا نام مذکور
نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ بقول عبدالعزیز محشی مذکورہ
روایت شُتر بے مہار ہے پس جب مذکورہ روایت شیعوں کے
کسی امام کا فرمان ہی نہیں ہے اور جو بات کسی امام کی طرف منسوب
نہ ہو اس کو ہمارے خلاف پیش کرنا اہل سنت دوستوں کا کمال
نادانی ہے۔ نیز اگر اس روایت کو اہل تشیع بفرض محال امام کا
فرمان تسلیم بھی کر لیں تو پھر شیعوں پر یہ بھی فرض ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں
کہ جنابِ عمر بڑے ظالم اور جھوٹے تھے اور بڑے مکار اور
فریب کار تھے اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خاطر آلِ رسولؐ
کو قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ ممبر نبیؐ پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے تھے اور
ایسا شخص رشتہ دامادی تو کجا اگر نبیؐ کریم سے خونی رشتہ بھی رکھتا ہو
تو بھی نبیؐ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اگر یہ روایت امامؑ کا فرمان نہیں
ہے تو پھر ہمیں راحت ہے کیونکہ جب امامؑ کا فرمان ہی نہیں ہے تو ہم
جواب کس چیز کا دیں اور نیز اس روایت کے الفاظ کی رکاکت

اس کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے کیونکہ قتل کی دھمکی دے
کر آلِ رسولؐ سے رشتہ طلب کرنا انتہا درجہ کی گستاخی ہے اور
نیز عبدالعزیز محشی نے اپنے تحفہ کے باب گیارہ میں تسلیم کیا ہے کہ جناب
ابراہیم نبیؑ کی بیوی کے بارے میں ایک ظالم نے بُرا ارادہ کیا تھا اور
اس کو فوراً سزا ملی تھی اسی طرح آلِ رسولؐ کے متعلق جو شخص قتل کی
دھمکی دے کر رشتہ لینے کا اقدام کرے گا قدرت اُسے بھی فوراً سزا
دے گی نیز اہلِ سنت دوستوں کو چاہیئے کہ کم از کم کتاب رشیدیہ ہی
ملاحظہ فرمائیں اور دعویٰ اور دلیل کی تعریف ہی دیکھ لیں اور اُن کے
شرائط پر ہی غور کر لیں۔ دعویٰ تو ہمارے دوستوں کا یہ ہے کہ جنابِ
امیرؑ نے عمر کو اچھا آدمی سمجھتے ہوئے رشتہ دیا تھا لیکن دلیل میں اُس
روایت کو پیش کرتے ہیں جس سے عمر کا وہ ظلم ثابت ہوتا ہے جس سے
روح یزید و شمر بھی لرزتی ہے پس مذکورہ روایت سے شیعوں کو کسی
قسم کی پریشانی نہیں ہے البتہ اہل سنت دوستوں کے لئے سخت پریشانی
ہے کیونکہ ایمانِ عمر ثابت کرنے کی خاطر جس روایت پر اُن کے مذہب
کا گزارا ہے وہ روایت جنابِ عمر کے لئے پروانۂ جہنم ہے۔

نوٹ نمبر ۱ :-

عبدالعزیز محشی نے جس کے پیچھے محدث دہلوی کی بھی دُم لگی ہوئی
ہے اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب نمبر ۱۱ فصل نمبر ۳ روایت گیارہویں میں
مذکورہ مضمون پر جرح کرتے ہوئے شُتر بے مہار والنگ و دھڑے لگے
ایچ اور شیعوں کو کتے اور نجاست کھانے والے کے خطاب دیئے
ہیں ہمیں افسوس ہے کہ یہ دہلوی دجّال اپنی کتابوں سے اندھا پن

اختیار کرتا ہے جس طرح اس کے مذہب کے ملاؤں نے نکاحِ فاروق کا
اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مقتولینِ بدر کے
آلِ نبیؐ سے بدلے لئے ہیں اور جب اس دہلوی مکار کی باری آتی ہے
تو اس کی وہی مثال ہے گنڈی رن دہیڑے وچ پہ دھان اس نے
اپنے مذہب کے ملاؤں کی ذلیل حرکتوں پہ حاجی صاحب بن کر پردا دینا
شروع کر دیا ہے اور اس ساری تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ آلِ رسولؐ سے
رشتہ لینے کی خاطر قتل کی دھمکی دینا انتہا درجہ کی گستاخی ہے پس اس قسم کے
مضمون کی روایات کہ جن پر شیعہ اور اہل سنت دونوں فریقوں کو اعتماد
نہیں ہے ان کو شیعوں کے خلاف پیش کرنا بے انصافی ہے۔

نوٹ ۲ :-

اہل حدیث کے مہران نے مذکورہ روایت کا ترجمہ مجالس المومنین
سے اپنے رسالے کے صـ۲۲ میں نقل تو کیا ہے لیکن کلیجہ شق ہو گیا ہے۔
اور بیچارے شیعوں کے حق میں ضرورت سے زیادہ بڑبڑائے ہیں اور
فرمایا ہے کہ حُبِ اہلِ بیت کا لبادہ اوڑھ کر شیعہ اہل بیت سے دشمنی
کرتے ہیں اور ہم مولانا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ لمبی داڑھیوں والے
اور بخاری شریف گواہ ہے کہ یہ خارجیوں کی شکل والے اہل حدیث کے
ملوانے سب شیطان کے چیلے ہو گئے ہیں یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ
کر آلِ رسول کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔

الکلب کلب ولو طوقتہ ذہبا سگ سگ ہی ہے،
اگرچہ اس کے گلے میں سونے کا پٹا ہو بدفطرت لوگ اگر قرآن و حدیث
پڑھ بھی جائیں تو بھی ان سے اسلام کو کوئی نفع نہیں پہنچتا اور ہمارے

مخاطب مروان نے بیچارے مظلوم شیعوں کی شان میں آخری بندیہ پڑھا
ہے کہ یا علی مدد ان کی زبان کا وِرد ہو چکا ہے جس کا افتتاح عبداللہ
بن سبا نے کیا تھا۔

یا علیؑ مدد کا ثبوت کتبِ اہلسنت اور کتبِ اہلِ تشیع سے

پہلا ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صـ۱۲۲ مولف شاہ
عبدالحق محدث دہلوی (ذکر جنگِ اُحد)

گفت بندہ مسکین خصہ اللہ بمزید الیقین، کہ ظاہر قصہ
نادِ علیا مظہر العجائب ہم دریں معاملہ و معارکہ واقع شدہ است

ترجمہ :-

بندہ مسکین شاہ عبدالحق اللہ اس کے یقین کو زیادہ کرے
کہتا ہے کہ قصہ نادِ علیاً مظہر العجائب انہی جنگوں میں ہوا ہے۔

دوسرا ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب توضیح الدلائل مولف شہاب الدین
منقول از البلاغ المبین باب ۱۲ صـ۱۶۱

عن علیؑ انا مفرج الکروبات انا حلال
المشکلات۔

ترجمہ :-

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں دکھوں اور تکلیفوں کو دور کرنے
والا ہوں اور میں مشکلات کا آسان کرنے والا ہوں۔

تیسرا ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ باب ۱۴ صہ ۳۰۶

من علی - - - - - - - - انا جوھرا ثمینۃ انا باب المدینۃ انا مفسر البینات - انا مبین المشکلات انا النون والقلم انا مصباح الظلم انا وجہ اللہ انا واللہ اسد اللہ انا سید العرب انا کاشف الکرب -

ترجمہ :-

جناب امیرؑ فرماتے ہیں میں (دریائے ولایت کا) قیمتی موتی ہوں، شہر علم کا در ہوں، مشکلات کو آسان کرنے والا ہوں میں نون اور قلم ہوں، میں تاریکیوں کو دور کرنے والا ہوں میں وجہ اللہ ہوں، میں اللہ کا شیر ہوں، عرب کا سردار ہوں، مصیبتوں اور دکھوں کو دور کرنے والا ہوں۔

چوتھا ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور جلد ۱ صہ ۶۱ ط مصر پ۱ الآیہ - فتلقی آدم من ربہ کلمات -

عن ابن عباسؓ قال سألت رسول اللہ عن الکلمات التی تلقھا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ -

ترجمہ :-

ابن عباس نے نبیؐ پاک سے پوچھا کہ جن کلمات کی مدد سے

خدا نے آدم پر رحمت نازل فرمائی وہ کیا تھے؟ حضور نے فرمایا آدم نے محمدؐ وعلیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کا واسطہ کر سوال کیا تھا پس خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی -

پانچواں ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۶ من المائدہ الآیہ انما ولیکم اللہ صہ ۱۱۶ ط مصر

اللھم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری -

ترجمہ :-

(نبی کریمؐ نے یہ دعا مانگی) اے خدا! میں محمدؐ تیرا نبیؐ ہوں - میرے سینے کو کھول دے، میرے امر کو آسان کر میرے اہل سے علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اُس کے ذریعے میری کمر کو مضبوط کر -

چھٹا ثبوت :-

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری پ۳ س آل عمران مؤلف قاضی ثناء اللہ پانی پتی - جلد ۲ صہ ۱۲۰

وکان قطب ارشاد کمالات الولایۃ علی علیہ السلام ما بلغ احد من الامم السابقۃ درجۃ الاولیاء الا بتوسط روحہ ثم کان یتلک المنصب الائمۃ الکرام ابناءہ الی الحسن العسکری

ترجمہ :-

کمالاتِ ولایت کی طرف رہبری کا قطب اور مرکز حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اور پہلی اُمتوں میں سے درجۂ ولایت پر کوئی نہیں پہنچا مگر حضرت علی کی روح کی مدد سے۔ اور پھر اس منصب پر آئمہ کرام ہیں جو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں حسن عسکری تک۔

ساتواں ثبوت :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر درِ منثور جلد ۳ صفحہ ۱۹۹ سورۃ انفال۔

عن ابی هریرۃ قال مکتوب علی العرش لا الٰہ الا انا وحدی لاشریک لی محمدٌ عبدی و رسولی ایدتہ بعلیؑ وذلک قولہ ھوالذی ایدک بنصرہ وبالمومنین۔

ترجمہ :-

عرش پر یہ لکھا ہے کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک ہوں اور محمدؐ میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور میں نے اس کی مدد علیؑ کے ذریعہ سے فرمائی ہے اور یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ کہ اللہ وہ ہے جس نے مومنین کی اور اپنی مدد سے اے رسول تیری تائید اور مدد کی ہے۔

آٹھواں ثبوت :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب

جلد ۳ صفحہ ۳۹ حرف العین (ذکرِ علی)

فکان عمر یقول لولا علی لھلک عمر

ترجمہ :-

حضرت عمر کہتے تھے کہ اگر حضرت علی کے وجود پاک کی مدد نہ ہوتی تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

نوٹ :-

حضرت عمر کا یہ قول ریاض النضرہ صواعقِ محرقہ تذکرہ خواص الامہ اور دیگر کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔

نواں ثبوت :-

اہلِ شیعہ کی کتاب بحار الانوار جلد ۶ صفحہ ۶۲۵ باب غزوہ احد ان النبیؐ نودی فی ھذا الیوم۔

ناد علیا مظهر العجائب۔ تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بولایتک یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ۔

ترجمہ :-

پکار تو علیؑ کو جو عجائبات کا مظہر ہے۔ تو اسے ہر مصیبت میں مددگار پائے گا۔ ہر دکھ اور غم دور ہو جاتا ہے تیری ولایت کے صدقے میں یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ۔

دسواں باب :-

اہلِ شیعہ کی کتاب القطرہ من بحار مناقب النبیؐ والعترۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ مؤلف سید احمد مستنبط۔

نقال جبریل ادر وجھک نحوا المدینۃ و
ناد یا ابا الغیث ادرکنی یا علی ادرکنی یا علی -

ترجمہ :-

ایک جنگ میں لوگ نبی کریم کو چھوڑ کر بھاگ گئے - پس
جبریل آئے اور عرض کی اللہ نے آپ کو اختیار دیا ہے
تم چاہو تو فرشتے تمہاری مدد کے لئے بھیج دے اور اگر
تم چاہو تو علیؑ کو مدد کے لئے بُلا لو - پس نبی کریم نے اپنی
مدد کے لئے حضرت علی کو اختیار کیا - جبرائیل نے عرض
کی - کہ آپ اپنا مُنہ مدینے کی طرف پھیریں اور یوں پکاریں
اے ابا الغیث - میری مدد کو پہنچو - یا علیؑ میری مدد کو پہنچو
سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں مدینے میں ایک کھجور کے نیچے
کھڑا تھا اور حضرت علیؑ کھجور کے درخت پر تھے میں نے
سنا کہ ایک مرتبہ کہا - لبیک اور کھجور کے درخت سے اُتر
آئے اور جناب پر غم ظاہر تھا اور آنسو ٹپک رہے تھے
میں نے پوچھا - اے ابا الحسن کیا ہوا - فرمایا - اے سلمان
لوگ پیغمبر کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں - اور حضرت مجھ کو
بلا رہے ہیں - پھر حضرت علیؑ نبیؐ کی مدد کے لئے چلے گئے -

نوٹ ۱ :-

یا علی مدد کہنے سے قرآن پاک میں اللہ نے منع نہیں فرمایا اور
نہ ہی کسی حدیث سے منع ثابت ہے بلکہ مشکلات میں علیؑ کو پکارنا
سنتِ نبیؐ ہے یہ الفاظ شیعوں کا مذہبی شعار ہے اور مومن اسے

سُن کر خوش ہوتا ہے اور مومن کو خوش کرنا بھی ایک عبادت ہے

نوٹ ۲ :-

بعض لوگ یا علی مدد کی ترکیب نحوی و صرفی پہ بحث کرتے ہیں
اور یہ بحث بالکل فضول ہے ہماری اپنی ایک زبان ہے جس میں
ہم دوسری زبانوں کے قانون کے پابند نہیں یہ تینوں الفاظ مل
کر ہماری زبان میں منقول عُرفی کی حیثیت رکھتے ہیں اور چند
معانی میں استعمال ہوتے ہیں -

پہلا معنیٰ :- اظہارِ تشیع -
دوسرا معنیٰ :- قلب مومن کو خوش کرنا -
تیسرا معنیٰ :- توسّل -
چوتھا معنیٰ :- دلِ منافق پہ چوٹ -
پانچواں معنیٰ :- عبادت -

اعتراض :-

غیر اللہ سے مدد مانگنا قرآن و سنت کی رُو سے ناجائز ہے

جواب :-

غیر اللہ کو اللہ کا مقابل سمجھ کر مدد مانگنا درست نہیں ہے
لیکن اولیاء اللہ کو قصدِ توسل سے مدد کی خاطر پکارنا جائز ہے -

اعتراض :-

جن اولیاء اللہ کی وفات ہو گئی ہے وہ مدد کس طرح کر
سکتے ہیں ؟

جواب :-

جس طرح اُن کی نبوت اور امامت چلتی ہے ہمارے نبیؐ وفات پا گئے ہیں کیا ہم کلمہ شریف یا آذان سے اُن کے نام کو نکال سکتے ہیں۔ عام انسانوں کی اور نبیؐ و امام کی موت میں فرق ہے اولیاء اللہ ظاہری موت کے بعد بھی لوگوں کو فیوضات پہنچاتے رہتے ہیں

اعتراض :-

شیعہ لوگ جب یا علی مدد پکارتے ہیں تو باوجود اس کے اُن پر مصیبتیں کیوں آتی ہیں ؟ اُن کے جانی و مالی نقصانات کیوں ہوتے ہیں ؟ -

جواب :-

اہل حدیث اللہ کو پکارتے ہیں اور ان کے جانی و مالی نقصان کیوں ہوتے ہیں۔ جناب ابوبکر سردی میں نہائے اللہ اللہ بھی کرتے رہے لیکن بخار زور دار چڑھا اور مر گئے جناب عمر بھی اللہ اللہ کہتے تھے لیکن ابولولو کے خنجر سے تڑپ کے جناب عثمان بھی اللہ اللہ کرتے رہے لیکن مصری لوگوں نے ذبح کر ہی ڈالا پس مسلمانوں کو چاہیئے اللہ کو پکارنا چھوڑ دیں کیونکہ جس اللہ نے اُن کے بزرگوں کی فریاد کو سن کر اُن کی مدد نہیں کی وہ ان کی بھی مدد نہیں کرے گا۔ ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مردان نے یا علی مدد کہنے کا شیعوں کو طعنہ دیا تھا پس اسی لئے اختصار کے ساتھ چند جملے تحریر کرنا پڑے ورنہ یہ مسئلہ موضوع کتاب سے خارج ہے

ایک ضروری وضاحت

مسئلہ عقد ام کلثوم کے بارے میں جن روایات کو ہمارے مخاطب اپنے عقیدہ میں زور دار اور اقوی دلائل سمجھتے تھے ہم نے اُن روایات کے متعدد جوابات پیش کر دیئے ہیں اور انہی کی طرح دیگر غیر معتبر عبارات کے جوابات ہمارے مذکورہ جوابات پڑھنے کے بعد دیئے جا سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں بڑی کتابوں کے پڑھنے کا لوگوں میں شوق نہیں ہے پس اختصار کی خاطر مسئلہ نکاح ام کلثوم پر بحث ختم کرتے ہیں اور اُن مسائل کی طرف توجہ دیتے ہیں جنہیں عقد مذکور سے کوئی تعلق نہیں لیکن عقد مذکور کے بارے میں جو کتابچے ہمارے اہل سنت دوست شائع کرتے ہیں اُن مسائل کو جناب علی کی شان دکھانے کی خاطر ذکر کرتے ہیں

پہلا مسئلہ :-

جناب امیرؑ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر کیوں رکھے تھے ہمارے مخاطب اہل حدیث کے مردان مولانا محمد صدیق نے اپنے کتابچے کے صـ۸۱ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ نے جناب عمر کی نصیحت سے متاثر ہو کر اپنی اولاد میں سے اپنے لڑکوں کے نام جناب ثلاثہ کے ناموں پر رکھے تھے اور نیز غلام رسول ناروالی نے اور مولوی کرم دین مُنی نے یہی نام رکھنے کا رونا رویا ہے۔

جواب :-

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم عربوں کے حالات دیکھتے ہیں

اگر ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ یہ نام اصحابِ ثلاثہ کے ساتھ مختص تھے اور
یہ نام کسی اور قبیلہ کے کسی شخص کے نہیں تھے تو پھر ہمارے اہل سنت
دوستوں کی فرمائش اس قابل ہے کہ اس پر کچھ نہ کچھ غور کیا جائے
اور اگر یہ مذکورہ نام ملکِ عرب کے ہر قبیلہ میں عام تھے اور ان
نام کے لوگ کافر بھی تھے اور مسلمان بھی، مومن بھی تھے اور منافق
بھی تو پھر ہمارے اہل سنت دوستوں کو ان ناموں کا رٹا لگانا
بزرگوں کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔

عرب کے مشہور لوگ جن کا نام ابوبکر یا عمرؓ یا عثمان تھا

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ ذکر ا
میں لکھا ہے کہ ایک ابوبکر بن تحاذہ تھا اور دوسرا ابوبکر بن شعوب
تھا اور تیسرا ابوبکرہ نفیع بن الحرث ثقفی تھا اور نیز رسالہ تسمیۃ ال
صہ ۶ میں لکھا ہے کہ الیاس نبی کے پوتے کا نام ابوبکر تھا۔

اگر تسلی نہیں ہوتی تو مزید سُنیے!

اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ ذکر ابوبکر۔
مذکورہ کتاب میں نو عدد ابوبکر مذکور ہیں جن کے اسماء حسب ذیل
۱- ابوبکر بن عبدالرحمٰن المخزومی۔

ابوبکر بن حمام الحمیری۔
ابوبکر محمد بن مسلم قرشی۔
ابوبکر بن ابی ملیکہ التیمی۔
ابوبکر محمد بن سیرین۔
ابوبکر سرحان بن محمد العطاری۔
ابوبکر یونس بن بکیر الشیبانی۔
ابوبکر الباہلی۔
ابوبکر السختیانی

عمر نام کے عرب میں مشہور لوگ

ثبوت ملاحظہ ہو:-

اہل سنت کی معتبر کتاب اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۴ حرف العین
مذکورہ کتاب میں بائیس عدد مختلف قبیلوں سے عمر نامی لوگ
ہیں جن کی فہرست ذیل میں مذکور ہے۔
عمر الاسلمی - ۲ - عمر الجمعی - ۳ - عمر بن حکم سلمیٰ۔
عمر بن سالم خزامی - ۵ - عمر بن سراقہ قرشی - ۶ - عمر بن
سعد انماری - ۷ - عمر بن سعد سلمیٰ - ۸ - عمر بن سفیان قرشی
عمر بن ابی سلمہ قرشی - ۱۰ - عمر بن عامر سلمی - ۱۱ - عمر بن عبداللہ
عمر بن عکرمہ - ۱۳ - عمر بن عمر لیثی - ۱۴ - عمر بن عمیر انصاری۔

۱۵ - عمر بن عوف نخعی - ۱۶- عمر بن غزیہ ۱۷ - عمر بن لاحق -
۱۸ - عمر بن مالک بن عقبہ - ۱۹ - عمر بن مالک انصاری -
۲۰ - عمر بن معاویہ غاذری ۲۱ - عمر بن یزید الخزاعی -
۲۲ - عمر یمانی -

عثمان نام کے عرب میں مشہور لوگ

ثبوت ملاحظہ ہو :-
اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ حرف ع
کتاب مذکورہ میں انیس عدد عثمان نامی لوگ مذکور ہیں جو کہ
ذیل ہیں -

۱ - عثمان بن ارقم - ۲ - عثمان بن ازرق - ۳ - عثمان بن
حنیف - ۴ - عثمان بن ربیعہ - ۵ - عثمان بن شماس
۶ - عثمان بن ابی طلحہ - ۷ - عثمان بن ابی العاص - ۸ - عثمان
بن عامر ۹ عثمان بن عبدالرحمٰن - ۱۰ - عثمان بن عبد غنم
۱۱ - عثمان بن عبید اللہ - ۱۲ - عثمان بن عفان - ۱۳ - عثمان
بن عثمان ثقفی - ۱۴ - عثمان بن عمر انصاری - ۱۵ - عثمان بن
۱۶ - عثمان بن قیس - ۱۷ - عثمان بن محمد ۱۸ عثمان بن مظعون -
۱۹ - عثمان بن معاذ -

نوٹ :-

ہم نے کتب اہل سنت سے معقول کے حساب سے ثابت کر
دیا ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان یہ نام عرب قوم کے ہر قبیلہ میں عام

تھے مختلف ماں باپ کے بیٹے تھے پس اہل سنت دوستوں کو چاہیئے
ناحق سچائی کا خون نہ کریں اور بات انصاف سے کریں ان پر
ان سی وحی نازل ہوئی ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے بیٹوں کے
نام ابوبکر و عمر و عثمان اصحاب ثلاثہ سے محبت کی وجہ سے رکھے ہیں -

دعوت انصاف :-

شیعوں کی کتاب منتہی الآمال جلد اول ذکر شہادت اولاد جناب
امیرؑ میں لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عثمان رکھا تھا
اور اس کی وجہ آنجناب نے خود بیان فرمائی جس دن یہ بچہ پیدا ہوا
تو آنجناب نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر
اس کا نام رکھ رہا ہوں پس یہ نام رکھنے میں جناب عثمان بن
عفان (بادشاہ ثالث) کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی -

اعتراض :-

جناب امیرؑ کے ایک بیٹے کا نام عمر بھی تھا -

جواب :-

جناب امیرؑ کا ایک خاص صحابی عمر بن ابی سلمیٰ قرشی تھا
جس کی ماں کا نام ام سلمیٰ (زوجہ نبیؐ) ہے اس بچے کو نبیؐ پاک
نے پالا تھا اور جنگ جمل میں یہ حضرت علیؑ کی فوج کا سپہ سالار
تھا اور جناب امیرؑ نے اسے اپنی حکومت و خلافت کے زمانے
میں بحرین اور فارس کا حاکم بھی بنایا تھا ہمارے مذکورہ بیان
کی تسلی کے لئے اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۳ حرف العین ملاحظہ کریں
لہٰذا اہل سنت دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ

نے اپنے بیٹے کا نام عمر اپنے اس سپہ سالار عمر بن ابی سلمٰی کے نام پر رکھا تھا البتہ اہل سنت کی معتبر کتاب تہذیب التہذیب ذکر عمر بن علی جلد ۷ صفحہ ۴۸۰ میں لکھا ہے ذکر زبیر بن بکار ان عمر بن الخطاب سماہ کہ جناب امیرؑ کے اس لڑکے کا نام عمر جناب عمر بن خطاب نے تجویز کیا تھا لیکن یہ روایت اہل سنت کی کتاب کی ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں ہے اور نیز زبیر بن بکار دشمن آل رسولؐ ہے اس کا قول معتبر نہیں ہے نیز روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب امیرؑ نے اس نام کو عمر بن خطاب سے محبت کی وجہ سے باقی رکھا تھا بلکہ یہ احتمال قوی ہے کہ عمر بن ابی سلمٰی حضرت علی کا دوست تھا پس اس عمر بن ابی سلمٰی کی وجہ سے اس نام کو باقی رکھا ہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب خلاف کا احتمال آجائے تو دلیل باطل ہو جاتی ہے پس یہ نام عمر بن خطاب کی محبت کی وجہ سے رکھنا اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا جناب عمر کی اس سے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر ہمارے اہل سنت دوست اپنی ضد پر اڑے رہیں کہ یہ نام تو ابن خطاب کی محبت کی وجہ سے رکھا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ بفرض محال اگر تمہاری بات کو ہم تسلیم بھی کر لیں تو یہ نام جناب امیرؑ کے گھر میں اسی طرح آگیا جیسے عمر کی بیٹی حفصہ رسول اللہؐ کے گھر میں آگئی اور جس طرح حفصہ کے زوجہ نبی ہونے سے جناب عمر کی خلافت، ایمان، اور نجات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کئی عورتیں نبیؐ کی بیویاں ہیں اور اُن کے باپ مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے پس اُسی طرح اگر جناب امیرؑ کے بیٹے کا نام عمر تھا تو اس سے عمر بن خطاب کی خلافت، ایمان اور نجات ثابت

نہیں ہوتی ورنہ ہر عمر نامی شخص کو رسولؐ کا خلیفہ اور رضی اللہ اور نجات کا حقدار اور جناب امیرؑ کا دوست ماننا پڑے گا اور یہ ہرگز درست نہیں ہے اور ہمارے اسی بیان کو جناب ابوبکر کے بارے میں بھی کافی سمجھیں۔

اعتراض :-

جس سے محبت ہوتی ہے اُس کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھا جاتا ہے ۔ لہٰذا شیعوں کے اماموں کو اصحاب ثلاثہ سے محبت تھی اسی لئے تو اپنے بعض بچوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے ۔

جواب ۱ :-

ہم عقول کے حساب سے ثابت کر چکے ہیں کہ مذکورہ نام عربوں میں عام تھے اور بے شمار تھے پس کیا ثبوت ہے کہ فلاں عمر یا فلاں عمر یا فلاں عمر سے محبت کی وجہ سے امام زادوں کے نام رکھے گئے تھے ۔

جواب ۲ :-

جب ایک نام کسی ملک میں عام ہو جائے تو اس نام میں کسی خاص شخص سے محبت کا لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے زید یہ نام عرب میں مشہور تھا اور یہ نام رکھتے وقت کسی خاص زید سے محبت کا اظہار مقصود نہیں ہوتا تھا ابوبکر و عمر و عثمان یہ نام بھی عرب میں عام تھے ایسے لوگ بھی عرب میں موجود تھے جو سن کے لحاظ سے اصحاب ثلاثہ کے دادا تھے پس اُن کے نام ابوبکر و عثمان کس کی محبت میں رکھے گئے ۔

جواب ۳ :-

قرآن و حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی کے ہمنام اپنی اولاد

کے نام رکھنا پہلے شخص سے محبت کا باعث ہوتا ہے البتہ یہ موجبہ جزئیہ ہے اور جزئی سے کلی پر حکم لگانے سے قانونِ عام نہیں بن سکتا۔

جواب ۴ :۔

اگر کسی کے نام پہ نام رکھنے سے محبت کا اظہار ہوتا ہے تو رسول اللہ کو تو ابوبکر و عمر و عثمان سے سخت دشمنی تھی کیونکہ نبیؐ پاک نے اپنے کسی بیٹے کا نام اِن تینوں کے نام پر نہیں رکھا اگر یہ تینوں رسول اللہ کے پیارے یار تھے تو نبیؐ نے اپنے بیٹوں کے یہ نام کیوں نہیں رکھے۔

جواب ۵ :۔

اگر کسی کے نام پہ نام رکھنا دلیلِ محبت ہے تو ہمارے اہلسنت دوستوں کے کئی بزرگوں کے نام ہیں عبدالرحمٰن۔ عبیداللہ۔ غلام احمد وغیرہ حالانکہ عبدالرحمٰن بن ملجم حضرت علی علیہ السلام کا قاتل ہے اور عبیداللہ بن زیاد امام حسینؑ کا قاتل ہے اور غلام احمد ایک جھوٹا نبی ہے پس اہلِ سنت دوست ہمیں جواب دیں کہ جنابِ امیرؑ کے قاتل عبدالرحمٰن سے آپ کو محبت ہے یا عبیداللہ قاتل امام حسینؑ سے آپکو محبت ہے یا اُس جھوٹے نبی غلام احمد سے آپ کو محبت ہے اگر محبت نہیں ہے تو یہ نام کیوں رکھتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اگر کسی نام کا معنی بُرا نہ ہو تو وہ نام اگرچہ پہلے کسی کافر یا منافق کا بھی ہو تو اُسی نام کے رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس نام کی وجہ سے اس کافر یا منافق سے محبت ثابت نہیں ہوتی۔

اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سُنیئے

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تہذیب التہذیب جلد ۱۱ کتاب مذکور میں ایک سو اکیس آدمی اہلسنت کے ایسے بزرگ مذکور ہیں جن کا نام یزید ہے اگر نام محبت کی وجہ سے رکھا جاتا ہے تو کیا قاتل اولادِ رسولؐ یزید بن معاویہ سے اہلِ سنت دوستوں کو محبت ہے اور نیز اسی کتاب تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۳۶۵ میں لکھا ہے شمر بن عطیہ اسدی الکاہلی وکان عثمانیا قال نسائی ثقۃ ذکرہ ابن حبان فی الثقات کہ شمر بن عطیہ عثمانی تھا اور امام نسائی اور امام حبان نے اس کو قابلِ اعتماد تحریر کیا ہے اور نیز اہل سنت کی معتبر کتاب لسان المیزان ج ۲ ص ۱۵۲ میں لکھا ہے کہ شمر بن عکرمہ کو ابن حبان نے قابل اعتماد و وثوق تحریر کیا ہے اور نیز کتاب مذکور میں اہل سنت کا ایک بزرگ شمر بن نمیر بھی لکھا ہے اور اُسے قابلِ اعتماد تحریر نہیں کیا۔

نوٹ :۔

اگر نام رکھنے سے محبت ظاہر ہوتی ہے تو ہم نے اہلسنت کے بزرگ ثابت کر دیئے ہیں جن کا نام شمر تھا تو کیا اہل سنت دوستوں کو اس مشہور شمر کیلئے سے محبت ہے جو کہ دشمنِ آلِ رسولؐ اور قاتلِ امام حسینؑ تھا اسی مشہور شمر بد ذات پلید کا اہلسنت دوستوں نے روایتِ اخبار کی لسٹ میں شمار کیا ہے اور کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو ضعیف لکھا ہے لسان المیزان ملاحظہ کریں نیز مالکِ اشتر پر اہل سنت قتلِ عثمان

کی ذمہ داری ڈالتے ہیں حالانکہ ہمارے ان دوستوں کے جو بھی امام کا نام
اُسی مالک سے محبت کی وجہ سے رکھا گیا جس مالک پر قتلِ عثمان کی
ذمہ داری ڈالی جاتی ہے نیز اہل سنت دوستوں کی کتاب المعارف میں
لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کٹر منافق تھا اور اہل سنت
دوستوں میں عبداللہ نامی اشخاص بھی بے شمار ہیں تو کیا یہ نام اُس
عبداللہ نامی منافق شخص سے محبت کی وجہ سے رکھے گئے ہیں ؟ اور
نیز اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ذکر وفات ابی بکر میں
لکھا ہے کہ وقتِ وفات ابوبکر نے افسوس کیا تھا کہ کاش میں
اشعث بن قیس کو قتل کر دیتا پس معلوم ہوا کہ یہ منافق ابوبکر کی
نظر میں واجب القتل تھا اور اہل سنت دوستوں کے ایک امام
صاحب سنن ابو داؤد کے دادا کا نام بھی اشعث ہے تو کیا یہ
نام اُس اشعث بن قیس منافق سے محبت کے اظہار کی خاطر رکھا
گیا تھا ؟ اور نیز عرب کے کافر بادشاہ کا نام نعمان تھا اور اہلِ
سنت دوستوں کے امام اعظم کا نام بھی نعمان ہے تو کیا یہ نام بھی
اُس کافر سے اظہارِ محبت کی وجہ سے رکھا گیا تھا ۔ نیز فوجِ یزید
کے ایک جرنیل کا نام مسلم بن عقبہ ہے جس نے واقعہ حرہ میں
مدینہ منورہ کو لوٹا اصحاب کی بیٹیوں سے زنا کروایا ایک ہزار
عورت بوجہ زنا حاملہ ہوئی اور اہل سنت دوستوں کے ایک امام
کا نام بھی مسلم ہے جس نے صحیح مسلم جیسی ضخیم کتاب لکھی ہے تو کیا
یہ نام بھی اُسی مذکور ظالم مسلم بن عقبہ کی محبت میں رکھا گیا تھا
ہمارے اہل سنت دوستوں کو اگر تاریخ دیکھنا نصیب ہو تو شرم

سے ڈوب کر مر جائیں ہماری مذکورہ مثالوں کے بعد بھی اگر عمر نام
رکھنے کا اہل سنت دوست رٹا لگائیں تو ہم یہ عرض کریں گے
کہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن ۔

اعتراض :۔

اگر ابوبکر و عمر و عثمان نام رکھنا شرعاً کوئی حرج نہیں
تو اہلِ تشیع اس زمانے میں یہ نام اپنی اولاد کے کیوں نہیں رکھتے ۔

جواب :۔

ایک زمانہ میں ابوبکر و عمر و عثمان نام رکھنا عرب قوم میں
عام تھا جس طرح علی نام رکھنا عرب قوم میں عام تھا اسد الغابہ
میں تیرہ آدمی علی نامی مذکور ہیں لیکن بنو امیہ کے زمانہ میں علی
نام رکھنا جرم قرار دیدیا گیا حوالہ گذر چکا ہے کہ حجاج بن یوسف
ظالم کے پاس ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ میرے گھر والوں نے
مجھ پر ظلم کیا ہے ۔ میرا نام علی رکھ دیا ہے اہل سنت کی معتبر کتاب
تہذیب التہذیب ص۳۱۹ ج۷ ذکر علی بن رباح میں لکھا ہے کان بنو
امیۃ اذا سمعوا بمولود اسمہ علیؓ قتلوہ کہ بنو امیہ
اپنے ظالمانہ دورِ حکومت میں جب سنتے تھے کہ کسی بچے کا نام علی رکھا
گیا ہے تو اُسے قتل کر دیتے تھے

نوٹ :۔

پس جس کا نام علی یا حسن یا حسین ہوتا تھا بنو امیہ کے زمانے
میں اُسے شیعہ سمجھ کر یا تو قتل کر دیا جاتا تھا یا اذیت دی جاتی تھی چونکہ
بنو اُمیہ نے اپنی نادانی کے باعث ہمارے اماموں کے ناموں سے

نفرت کی ہے اُن کے زمانہ میں کسی فوجی یا سول ملازم کا نام علی یا حسن
یا حسین گوارا نہیں کیا جاتا تھا اور ابوبکر و عمر و عثمان کی اولاد میں بھی علی
حسن و حسین کے نام نہیں ملتے اگر ملتے ہیں تو الشاذ کالمعدوم ہیں
بنو امیّہ کے تعصّب نے شیعوں کو مجبور کر دیا کہ وہ بھی ابوبکر و عمر و
عثمان کے ناموں سے نفرت کریں۔

اعتراض :۔

بنو امیہ کا زمانہ تو ختم ہو گیا ہے اب شیعوں کو کیا مجبوری ہے
کہ اصحابِ ثلاثہ کے نام پر اپنی اولاد کے نام نہیں رکھتے۔

جواب :۔

ایک وجہ تو مذکورہ نفرت ہے جس کا دُور ہونا تا قیامت مشکل ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر شیعہ اپنے کسی بیٹے کا نام مثلاً عمر رکھ لیں
تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت سرِ بازار غصّے میں آ کر اپنے بیٹے عمر کو بُرا
بھلا کہیں اور گالیاں دیں اور ہمارے اہلِ سنت دوست کچھ اور سمجھ
کر بُرا منائیں پس بہتر اسی میں ہے کہ شیعہ لوگ اپنی اولاد کے نام اصحابِ
ثلاثہ کے ہمنام رکھنے سے پرہیز کریں۔

عُمر نام کی اصل عمیر ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب نور الابصار صفحہ ۶۳ فصل مناقب عمر

عربی عبارت کا ترجمہ :۔

ایک روز جناب عمر جارود عبدی کے ساتھ نکلے راستے

میں ایک عورت ملی اور اُس نے دونوں کو روک کر کہا کہ
مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب تجھے اے عمر لوگ عمیرا کہتے
تھے اور پھر تو عمر بنا ہے۔ نیز کتاب مذکورہ کے صفحہ ۶۶ پر ہے
کہ جناب عمر نے فرمایا کہ کاش میں دُنبہ ہوتا میرے مالک
مجھے موٹا کرتے پھر مجھے ذبح کرتے اور میرے کباب بنا کر
کھاتے اور مجھے پاخانہ کی صورت میں نکال دیتے اور میں
انسان نہ ہوتا۔

نوٹ :۔

پوری کائنات میں مذکورہ گندی آرزو صرف جناب عمر نے فرمائی
ہے پس ایسے شخص کی سیرت سے متاثر ہو کر اس کی محبت کی وجہ سے
کوئی شریف اپنے بچے کا نام عمر نہ رکھے گا اور ایسا خلیفہ جو وقتِ موت
ایسی گندی آرزو کرے مولوی صدیق کو مبارک ہو شیعہ اس کو خلیفہ
ماننے سے معافی چاہتے ہیں۔

اعتراض :۔

جنابِ امیرؑ کے ایک صاحبزادے کا نام ابوبکر بھی تھا پس
یہ نام بی بی عائشہ کے بابا جی جناب ابوبکر سے محبت کی وجہ سے جنابِ
امیرؑ نے رکھا تھا۔

جواب :۔

اہلِ سنت کے عقیدہ میں نبیؐ پاک نے اپنے ایک بیٹے کا نام
عبد العزیٰ رکھا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر اور مایۂ ناز کتاب سیرۃ النبیؐ صـ۱۹۱ ذکر تزویج خدیجہ مؤلف شبلی۔

مذکورہ کتاب میں تاریخ صغیر امام بخاری کے حوالہ سے علامہ شبلی نے تحریر فرمایا ہے کہ نبیؐ کریم نے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیٰ رکھا تھا۔

نوٹ :-

العزیٰ ایک بت کا نام ہے سورۃ النجم پ۲۷ ملاحظہ ہو۔

افرأیتم اللات والعزیٰ - اور نبی کریم تو بتوں سے نفرت کرتے تھے اور اُن کی مذمت کرتے تھے اور عبدالعزیٰ کا معنیٰ ہے عزیٰ کا بندہ پس وہ کون سا عزیٰ ہے جس کی محبت میں نبیؐ کریم نے اپنے بیٹے کا نام عبدالعزیٰ رکھا اور اگر ہمارے اہل سنت دوست یہ فرمائیں کہ حضور نے یہ نام اُس مشہور بت سے محبت کی وجہ سے نہیں رکھا تھا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر بی بی عائشہ کے بابا جی ابوبکر کی محبت کی وجہ سے نہیں رکھا تھا۔

دوسرا مسئلہ :-

نبیؐ پاک نے جناب عمر کے ایمان کی حکومتِ الٰہیہ سے منظوری لی تھی

مولانا عبدالستار تونسوی نے اپنے رسالہ فاروقِ اعظم صـ۳ میں مذکورہ دعویٰ فرمایا ہے اور مولوی غلام رسول ناروالی نے اپنے کتابچہ نکاحِ ام کلثوم صـ۶ میں تحریر کیا ہے کہ تمام کائنات مُرید محمدؐ ہے اور جناب عمر مُرادِ محمدؐ ہیں - مُراد وہ ہوتی ہے جو حق تعالیٰ سے مانگ کر لی جائے اور وہ حضرت عمر ہیں تونسوی نے ثبوت میں یہ روایت پیش

کی ہے کہ انّ رسولَ اللہ قال اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ہشام کہ رسولؐ نے فرمایا تھا کہ اے خدایا عمر بن خطاب کے ذریعے یا ابوجہل کے ذریعے سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

نوٹ :-

مذکورہ روایت ہمارے اہلِ سنت دوست جنابِ عمر کی فضیلت میں پیش کرکے پھولے نہیں سماتے اور مذکورہ روایت ہی سے وہ جنابِ عمر کو اسلام کا سکندرِ اعظم سمجھتے ہیں اور ہم اپنے قارئین کے سامنے مذکورہ تحقیق کے پیچ و خم پیش کرتے ہیں اور انصاف کرنا انہی پر چھوڑ دیتے ہیں۔

جواب :-

جنابِ عمر اسلام لانے کے بعد کافروں کے ڈر سے اپنے گھر میں کانپ رہے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صـ۵۴۸ باب اسلام عمر بن الخطاب۔

زید بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ قال بینما ھو فی الدار خائفاً اذ جاءہ العاص بن وائل السھمی ابوعمرو وعلیہ حُلّۃ حبرۃ وقمیص مکفوف بحریر وھو من بنی سھم وھم حلفاؤنا فی الجاھلیۃ فقال لہ ما بالک قال زعم قومک انھم سیقتلوننی ان اسلمت قال لا سبیل

الیک بعد ان قالہا امنت الخ ۔

ترجمہ :۔

(حضرت عمر کے خاندان کے راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ) جناب عمر (اسلام لانے کے بعد) اپنے گھر میں ڈرتے بیٹھے تھے اور (عمرو بن عاص کا باپ) عاص بن وائل سہمی ان کے پاس آیا اور اس نے اُمراء والا لباس پہنا ہوا تھا اور وہ بنو سہم سے تھا اور یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے شریک غم تھے پس عاص بن وائل نے کہا کہ تجھے اے عمر کیا ہوا جناب عمر نے کہا کہ میرے اسلام لانے کے باعث تیری قوم مجھ کو قتل کرنا چاہتی ہے ۔ عاص بن وائل نے کہا کہ جب اُس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے عمر بن خطاب کو امان دی ہے تو پھر قوم کی مجال نہیں کہ آپ کو قتل کرے پس عاص چلا گیا اور راستے میں اُس کو لوگ ملے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے لوگوں نے کہا عمر کو مارنے چلے ہیں عاص نے کہا کہ وہ میری پناہ میں ہے تو لوگ واپس چلے گئے ۔

نوٹ :۔

اہلِ سنت دوستو! یہ ہے آپ کے خلیفہ عمر کو دلیر ہونے کی حقیقت جو ہم نے بخاری شریف سے پیش کر دی ہے پس بات انصاف کی ہے کہ اسلام کے غلبہ کی خاطر اگر نبی کریم نے جناب عمر کے اسلام کی منظوری لے لی تھی اور جناب عمر مرادِ محمدؐ تھے تو پھر جناب عمر اسلام لانے کے بعد کافروں کے خوف سے گھر میں بیٹھ کر نہ کانپتے اور اُس کافر عاص بن وائل

کی پناہ لیے بغیر مکے کی گلیوں میں سینہ تان کر پھرتے پس جس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایک کافر سے پناہ لی تھی اُس کے ذریعے اسلام کو غلبہ حاصل ہونا یہ سفید جھوٹ ہے ۔

اعتراض :۔

مذکورہ روایت عمر کے غلبہ والی شیعوں کی کتاب تفسیر صافی میں لکھی ہے۔

جواب :۔

ہم نے کب انکار کیا ہے لیکن رواداری کا تقاضا یہ تھا کہ ہم اس روایت کو منظرِ عام پر نہ لے آتے کیونکہ پوری روایت پڑھتے سے ہمارے اہلِ سنت دوستوں کے دل پر ٹھیس لگے گی ۔ لیکن مولانا عبدالستار تونسوی کی مجرمانہ خیانت نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ صافی کی پوری عبارت قارئین کے سامنے ہم پیش کریں اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑ دیں ۔

تفسیر صافی سورۃ کہف آیت ۵۱ کے ذیل میں یہ عبارت تحریر ہے جسے ہم معذرت کے ساتھ پیش کرنے پر مجبور ہیں ۔

ماکنتُ متخذ المضلین عضدا والعیاشی عن الباقر علیہ السلام انّ رسول اللہ قال اللھم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام فانزل اللہ ہذہ الآیۃ یعنی ہما اقول یمکن التوفیق بین التفسیرین بتعمیم الشیاطین الجنّ و الانس ۔

ترجمہ :-

اللہ فرماتا ہے کہ میں گمراہ کرنے والوں کو (اپنے دین کا) مددگار نہیں بناؤں گا۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے دُعا مانگی تھی کہ اے خدایا ابوجہل یا عمر کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر اس دُعا کے بعد مذکورہ آیت نازل ہوئی کہ میں کسی گمراہ کرنے والے کو اپنے دین کے غلبے کا سبب نہیں بناؤں گا اور مذکورہ آیت میں مراد گمراہ کرنے والوں سے جناب عمر اور ابوجہل ہیں۔ پھر صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ چونکہ اس آیت سے پہلی آیات میں شیطانوں کا ذکر ہے لہٰذا اس سے مراد بھی شیطان ہو سکتے ہیں اور نیز امام نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے مراد جناب عمر اور ابوجہل ہیں پس دونوں معنوں کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے کہ شیطان کے معنیٰ میں تصرف کیا جائے کہ شیطان کا معنیٰ ہے گمراہ کرنے والا خواہ وہ شیطان جن ہو یا شیطان انسان ہو۔ پس اگر مذکورہ آیت سے مراد شیطان بھی لیا جائے اور ابوجہل وغیرہ بھی مراد لے جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ابوجہل وغیرہ بھی شیطانوں میں داخل ہیں۔

اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سُنیئے

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص۱۱ طبوعہ مصر سورہ کہف
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر سورہ کہف۔
۳۔ اہلِ سنت کی معتبر تفسیر خازن سورہ کہف۔

کشاف کی عبارت ملاحظہ ہو :-

ماکنت متخذ المضلین عضدا الشیاطین الذین یضلون الناس اعوانا فوضع المضلین موضع المضمر ذما لھم۔

ترجمہ :-

مراد گمراہ کرنے والوں سے وہ شیطان ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اللہ ان کو دین کے غلبے کا باعث نہیں بنائے گا چونکہ شیطانوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے پس قانونی طور پر لفظِ مضلین کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ضمیر کو لوٹایا جاتا لیکن مقامِ ضمیر میں اسم ظاہر اس لئے لایا گیا تاکہ ان شیطانوں کی مزید مذمت ہو جائے۔

نوٹ :-

مذکورہ روایت کتب شیعہ میں جناب عمر کی مذمت کی خاطر تحریر ہے لیکن اہلِ سنت دوستوں کا اُسے جنابِ عمر کی فضیلت کے لئے پیش کرنا اُن کا کمالِ نادانی ہے نیز مذکورہ روایت بغیر سند کے ہے اور شاذ بھی ہے اور اہلِ سنت کے عقیدہ کے موافق بھی ہے البتہ ان کے عقیدہ کے

موافق اُس وقت ہے جب روایت کے آخری جملے ملحوظ نہ رکھے جائیں۔

خلاصہ :-

اس روایت :- جنابِ عمر کی فضیلت کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتی اور اگر بفرضِ محال نبیؐ نے دعا مانگی بھی ہے تو اُسی طرح جیسے نوح نبیؑ نے اپنے بیٹے کی خاطر دعا مانگی تھی اور اللہ نے منع کر دیا تھا۔

اعتراض :- کیا رسول اللہؐ کو علم نہ تھا کہ ابوجہل اور جنابِ عمر گمراہ کرنے والے ہیں۔

جواب :-

حضورؐ کو تو علم تھا لیکن نبیؐ کریم چاہتے تھے کہ قرآن میں بھی ان کے خلاف گواہی آ جائے کہ یہ لوگ گمراہ کرنے والے ہیں اور حجت تمام ہو جائے تاکہ ان کی کوئی شخص پیروی نہ کرے۔

اعتراض :-

جنابِ عمر مرادِ محمدؐ تھے اور بہت بڑے بہادر تھے اور ان کی فتوحات کے ذریعے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا ہے اگر اب بھی شیعہ لوگ نہ مانیں تو یہ اُن کی بے انصافی ہے۔

جواب :-

اگر جنابِ عمر کو اسلام کے غلبہ کی خاطر نبیؐ کریم نے خدا سے مانگا تھا تو اسلامی جنگوں میں جنابِ عمر جان بچانے کی خاطر بھاگ بھاگ کر اسلام کی توہین کیوں کرتے تھے اور اگر حضرت عمر کے جنگوں سے بھاگنے میں اہلِ سنت دوستوں کو شک ہو تو ہم ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا ص ۱۷۲/۲۔

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المستدرک للحاکم ص ۳۷/۳ کتاب المغازی ذکرِ خیبر۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ص ۱۵۷۹/۲ ذکرِ خیبر۔

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سیرتِ حلبیہ ص ۱۳۶/۳ ذکرِ خیبر۔

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۲۸۳/۵ ذکرِ خیبر۔

۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب معارج النبوۃ رکن چہارم باب ۱۲ ذکرِ خیبر۔

۷۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ ص ۲۲۱/۲ ذکرِ خیبر۔

۸۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب حبیب السیر جزو ۳ ص ۵۶ ذکرِ خیبر۔

مستدرک، ازالہ اور طبری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

سار رسولُ اللہ الی خیبر فلما اتاھا بعث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و بعث معہ الناس الی مدینتھم او قصرھم فلم یلبثوا ان ھزموا عمر و اصحابہ فجاءوا یجبّنونہٗ و یجبّنھم۔

ترجمہ :-

نبیؐ کریم خیبر کو روانہ ہوئے جب پہنچے تو آنجنابؐ نے جنابِ عمر اور کچھ دوسرے اصحاب کو اُن یہودیوں کے شہر کی طرف روانہ کیا پس زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ جنابِ عمر اور ان کے اصحاب بھاگ کر لوٹ آئے اور جنابِ عمر اپنے ساتھیوں

پر بزدلی کا الزام لگاتے تھے اور صحابہ کرام جناب عمر پر ڈرپوک ہونے کا اور بزدلی کا الزام لگاتے تھے۔

نوٹ :-

ہمارے اہل سنت دوست اگر سچائی کا خون کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کریں لیکن خندق - اُحد اور حُنین کی جنگوں میں جناب عمر نے بھاگ کر اپنی جان بچائی ہے اور اہل سنت دوستوں کی تسلی کی خاطر جنگِ خیبر میں بھاگنے کے ثبوت بھی پیش کر دیئے ہیں اور اس کے باوجود پھر بھی وہی رٹ لگائیں کہ اسلام کو غلبہ عمر کے ذریعے ہوا ہے تو پھر ہمارے دوستوں کے ڈھیٹ ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ :-

اگر جناب عمر اچھے آدمی نہ تھے تو حضرت علیؑ نے اُن کے جنگی مشیر ہونیکا عہدہ کیوں قبول فرمایا

اہل حدیث کے مرواں مولوی صدیق نے اپنی کتاب کے صدے میں مذکورہ دعویٰ کیا ہے اور مولوی عبدالستار تونسوی نے بھی اپنے کتابچہ فاروقِ اعظم میں شیعوں کی کتاب نہج البلاغہ سے دو خطبے نقل کر کے یہی جنگی مشیر والا رونا رویا ہے -

جواب :-

جناب امیرعؑ نے ہرگز عمر فاروق کو خلیفہ برحق تسلیم نہیں فرمایا اور یہ دعویٰ کہ جناب امیرؑ عمر کے جنگی مشیر تھے سفید جھوٹ ہے مولا علیؑ

ہمیشہ قرآن و سنت پر عمل کرتے رہے اور اللہ نے قرآن میں اپنے نبی کو یہ حکم دیا تھا کہ

خُذا العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین

الاعراف پ۹ -

ترجمہ :-

(اے رسول نرمی اور) درگذر کرنا اختیار کرو اور ہمیشہ بھلائی کا حکم اور مشورہ دو اور جاہلوں کے رویّے سے مُنہ پھیر لو -

نوٹ :-

جناب امیرعؑ کا جناب عمر کو بعض جنگوں میں مشورہ دینا وامر بالمعرُف کے عنوان سے تھا (کہ ہمیشہ بھلائی کا حکم دو) کیونکہ جناب عمر نے بعض جنگوں میں اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا اور جناب امیرعؑ نے حکم قرآن کے پیش نظر جناب عمر کو صحیح مشورہ دے کر اسلام کو تباہی سے اور اہل اسلام کو رسوائی سے بچا لیا تھا اور جناب عمر کی جہالت سے درگذر فرمایا تھا - پس جناب امیرؑ کا مشورہ آنجنابؑ کی اسلام سے محبت کا ثبوت ہے اور بخاری شریف گواہ ہے کہ حضرت امیرؑ کو جناب عمر سے اس قدر نفرت تھی کہ ان کا مُنہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

جواب ۲ :-

ہمارے نبیؐ پاک اپنی کافر قوم سے مل کر ایک جنگ میں شریک ہوئے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ص ۳۹۳/۲ ذکر شہود الفجار

۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ لیعقوبی ص ۱۳/۲ ذکر الفجار

انّه علیه السلام شهد یوم حرب الفجار فلم یزل یحصر حتی فتح علیهم -

ترجمہ :-

(جنگ فجار، کفار مکہ نے ایک دوسری کفار قوم کے ساتھ لڑی تھی اور نبیؐ پاک نے اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی کافر قوم کی حمایت میں) اُس جنگ میں شرکت فرمائی تھی اور رسول اللہ کے وجود کی برکت سے آنجنابؐ کی کافر قوم نے دشمن پر فتح حاصل کی تھی -

نوٹ :-

کافر قوم کے ساتھ اُس جنگ میں نبیؐ کریم کی شراکت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو اُس قوم کے کفر اور بدکرداری سے بھی محبت تھی اسی طرح جناب امیرؑ نے جناب عمر کو بعض جنگوں میں مشورہ دیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنجنابؑ کو بھی جناب عمر کی غیر اسلامی حرکات سے محبت تھی بلکہ جس طرح نبیؐ پاک نے اُس جنگ میں اس

لئے شرکت کی تاکہ اپنی قوم کے غریب عوام کی حفاظت کریں اسی طرح جناب امیرؑ نے مشورہ اس لئے دیا تاکہ غریب مسلمانوں کی حفاظت کر سکیں۔ بصورت دیگر ہم اہل سنت دوستوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ رسولؐ کافروں کے ساتھ اُن کی حمایت میں شرکت کرتے تھے پس رسول اللہ کو کفار اور مشرکین سے بہت محبت تھی -

جواب ۳ :-

ولا تنس نصیبك من الدنیا واحسن کما احسن الله الیك ولا تبغ الفساد فی الارض ان الله لا یحب المفسدین (القصص پ ۲۰) -

ترجمہ :-

دُنیا سے تُو اپنے حصے کو مت بھول اور تو بھی احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ کر تحقیق اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا -

نوٹ :-

مذکورہ آیت اس سلسلے میں ہے کہ قارون لعین کو اُس کی قوم کے نیک لوگوں نے مشورہ دیا تھا اور یہ مشورہ اس غرض سے نہ تھا کہ اُن کو قارون کی بدکرداری سے محبت تھی بلکہ اس غرض سے تھا کہ ہر شخص کی بھلائی چاہتے ہیں پس اسی طرح جناب امیرؑ نے اسلام اور غریب مسلمانوں سے بھلائی کی خاطر جناب عمر کو جنگوں میں مشورہ دیتے تھے اور اگر حضور مشورہ نہ دیتے تو جناب عمر اپنی جہالت سے اسلام اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کر دیتے جناب امیرؑ کو اسلام کی بھلائی ہر حال میں مطلوب تھی نہ جناب عمر کی ذات سے

تو جناب امیرؑ کو اس قدر نفرت تھی کہ خطبہ شقشقیہ میں جناب امیرؑ نے عمر کا بہت شکوہ کیا ہے ۔

جواب نمبر ۴ :۔

فقالت هل ادلکم علیٰ اهل بیت یکفلونه لکم وهم له ناصحون القصص پ۲۰ ۔

ترجمہ :۔

(موسیٰ کی بہن) بولی میں آپ کو ایک ایسے گھر کا پتہ بتا دوں کہ وہ آپ کی خاطر اس بچے کو پالیں گے اور وہ اس بچے کے خیر خواہ ہوں گے ۔

نوٹ :۔

جب موسیٰ نبی کو اُن کی ماں نے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا تھا اور آگے سے فرعون کی بیوی نے اٹھا لیا تو موسیٰ کی پرورش کا قدرت نے یہ انتظام کیا تھا کہ موسیٰ کی بہن کو اُن کی ماں نے خبر لینے کیلئے بھیجا جب وہ فرعون کے گھر آئی تو دیکھا کہ موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پی رہے تھے اُس وقت موسیٰ نبی کی بہن نے اُس کافر فرعون کو یہ مشورہ دیا کہ فلاں گھر سے فلاں عورت بلائی جائے موسیٰ کی بہن کا یہ مشورہ دینا موسیٰ سے محبت کا ثبوت ہے ۔ فرعون سے محبت کا ہرگز ثبوت نہیں کیونکہ فرعون پر تو موسیٰ کا تمام خاندان لعنت بھیجتا تھا پس جس طرح موسیٰ نبی دشمن کی گود میں چلا گیا تھا اُسی طرح اسلام بھی دشمن کی گود میں چلا گیا تھا اور جس طرح جناب موسیٰ کو دودھ ماں ہی آ کر پلاتی تھی اُسی طرح اسلام کو خطرہ کے وقت

اسلام کا باپ حضرت علیؑ اپنے مشورے سے بچاتا تھا۔ یہ مشورہ اسلام سے محبت کا ثبوت تھا نہ کہ جناب عمر سے محبت کا ثبوت تھا کیونکہ جناب عمر کی ذاتِ گرامی سے تو حضرت علیؑ کے علاوہ دیگر اصحاب کو بھی سخت نفرت تھی ۔

جواب نمبر ۵ :۔

قال اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم یوسف پ۱۳

ترجمہ :۔

(جناب یوسف نے) فرمایا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو میں امانت دار اور سوجھ بوجھ رکھنے والا خزانچی ہوں ۔

نوٹ :۔

جناب یوسف نے مذکورہ مشورہ مصر کے فرعون کو دیا تھا اور یہ فرعون کافر تھا پس یوسف نبیؑ کا یہ مشورہ غریب عوام سے بھلائی کی غرض سے تھا نہ کہ فرعونِ مصر سے محبت کیوجہ سے تھا اسی طرح جنگوں میں جناب امیرؑ کا عمر کو مشورہ دینا یہ بھی غریب اسلام سے بھلائی کی خاطر تھا نہ کہ جناب عمر سے محبت کی وجہ سے تھا ۔

جواب نمبر ۶

عقل کی روشنی میں مشورہ کی حیثیت

بھلائی کے کام میں جو شخص بھی مشورہ طلب کرے عقل کا یہ حکم ہے کہ خواہ وہ دشمن بھی ہو تو بھی اس کی صحیح رہبری کی جائے مثلاً اگر کوئی کافر قرآن مجید چھاپنے کا ارادہ کرے

تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن کے احترام کی خاطر اُس کافر کو قرآن کے چھاپنے سے روکے اور اگر حالات ایسے نازک ہوں کہ اُس کافر کو روکنا ناممکن ہے اور پھر وہی کافر کسی مسلمان سے قرآن مجید کے چھاپنے کے بارے میں مشورہ طلب کرے تو مسلمان کا فرض ہے کہ اس کافر کو صحیح مشورہ دے غلط مشورہ دے کر قرآن مجید کو غلط چھپوانا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اور مذکورہ مشورہ اس بات کا ثبوت ہوگا اس مسلمان کو قرآن سے محبت ہے مذکورہ مشورے سے یہ ثابت نہیں ہو سکے گا کہ اُس مسلمان کو کافر سے بھی محبت ہے۔

دوسری مثال :-

اگر مسلمانوں نے کسی کافر کو اجارہ کر کے کسی مسجد کا نقشہ بنوانے کے لئے کہہ دیا ہے اور پھر وہ کافر انجینئر کسی مسلمان سے خانہ کعبہ کی جہت متعین کرنے کے بارے میں مشورہ طلب کرے تو مسلمان پر فرض ہے کہ صحیح مشورہ دے اور مسلم کا وہ مشورہ دینا اسلام سے محبت کا ثبوت ہوگا نہ کہ اُس کافر سے محبت کا ثبوت ہوگا ان دونوں مثالوں کی روشنی میں مولانا عبدالستار تونسوی کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ سمجھیں کہ جناب امیرؑ کا بعض جنگوں میں جناب عمر کو مشورہ دینا کس قسم کا تھا اگر ہم تفصیل سے عرض کریں گے تو تونسوی صاحب کے دل کو ٹھیس لگے گی۔

العاقل تکفیہ الاشارہ والغافل لا تنفعہ الف عبارۃ

جواب نمبر ۷ :-

ابوبکر و عمر جناب امیرؑ کو کسی معاملہ میں شریک نہیں کرتے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب صفحہ ۲۲ جلد ۳ ذکر معاویہ بن سفیان۔

وابی ما لایشرکانہ فی امرھما ولا یطلعانہ علی سترھما۔

ترجمہ :-

(معاویہ نے جو خط محمد بن ابی بکر کو لکھا تھا مذکورہ عبارت اُسی کا ایک جملہ ہے کہ اے محمد تیرا باپ ابوبکر اور اسکا فاروق) یہ دونوں حضرت علیؑ کو اپنے کسی امر میں شریک نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی راز پر مطلع کرتے تھے۔

نوٹ :-

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ کہ جناب امیرؑ ابوبکر و عمر کے مشیر حکومت تھے بالکل سفید جھوٹ ہے شبلی نعمانی نے سیرت النبی صفحہ ۱۸۲ جلد ۱ میں نبی کریمؐ کے جنگ فجار میں شرکت کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ حضورؐ اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر اور ہمدردی کے لئے اپنی قوم کافر کے ساتھ اُسی جنگ میں شریک ہوئے تھے اور ہم شیعیان حیدر کرار بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ اسلام کی بھلائی کی خاطر کبھی کبھی ابوبکر و عمر کو مشورہ دیتے تھے اور جس طرح نبی کریمؐ کو کافروں سے قوم کی محبت نہیں تھی اسی طرح حضرت علیؑ کو ابوبکر و عمر سے بھی کوئی محبت نہیں تھی

چوتھا مسئلہ

سادات پر حضرت فاروق اعظم کا عظیم احسان

مولوی غلام رسول نارووالی نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۲۲ پر شیعوں کی کتاب کافی شریف سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام زین العابدین کی والدہ شہر بانو جناب عمر کے زمانہ میں قید ہو کر مدینے آئی تھیں اور یہ کنیز جناب عمر نے امام حسینؑ کو عطا کی تھی۔

روایت لکھنے کے بعد سُنی مولانا فرماتے ہیں کہ شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں تو بتائیں کہ عمر کے زمانے کا مال غنیمت ان کے امام پر کیسے حلال ہوا۔

نارووالی کے علاوہ دیگر علماء نے بھی اس مسئلے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں اور یہ حضرت نعمان کے بچے عجیب عجیب قیاس آرائیاں فرماتے ہیں۔

پہلا جواب

وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔ المائدہ پ

ترجمہ اور شکاری جانور جو تم نے شکار کرنے کے لئے سکھا رکھے ہیں اور تم نے ان کو سکھایا ہے اس سے جو تم کو اللہ نے سکھایا۔ پس وہ شکاری جانور جس شکار کو تمہاری خاطر پکڑیں اس کو تم کھاؤ اور (اس جانور کو چھوڑتے وقت شکار کے لئے) اللہ کا نام لیا کرو۔

نوٹ

قرآن مجید کا اٹل فیصلہ ہے اور مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ کتے جیسا

نجس جانور جب سکھا دیا جائے اور پھر اللہ کا نام لے کر کچھ دیگر شرائط کے ساتھ کسی جنگلی حلال جانور کے پیچھے اسے چھوڑا جائے اور وہ کتا جا کر اس جانور کو پکڑ لے تو مسلمان کے لئے اس جانور کا کھانا جائز ہے۔ اور یہ نکتہ یاد رہے کہ وہ حیوان مسلمان کے لئے کھانا جائز ہے لیکن کتا پاک نہیں ہوگا وہ نجس کا نجس ہی رہے گا۔ وہ علماء جو فضول مسئلہ چھیڑ کر ہمارے جگر میں سوراخ کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ مذکورہ مسئلے کی روشنی میں جناب عمر کے زمانے کا مال غنیمت شیعوں کے امام کے لئے جائز تھا۔ اگر ہم نے زیادہ تفصیل دی تو ہماری علماء برادری کو تکلیف ہوگی۔

دوسرا جواب

شیعوں کے عقیدہ میں اگر امام حق کی اجازت کے بغیر کوئی شخص جہاد کرے تو اس جہاد سے جتنا مال غنیمت حاصل ہوگا اس کا مالک امام حق ہے اور جناب عمر کو شیعہ لوگ امام حق نہیں مانتے۔ ان کے زمانہ میں امام حق حضرت علیؑ تھے۔ پس جناب عمر کے زمانہ میں تمام مال غنیمت جناب امیر کی ملکیت تھا اور اپنی ملکیت کھانا اسلام میں جائز ہے۔ پس سادات کرام کو عمر کے احسانات کا طعنہ دینا معاویہ خیل ملاؤں کی بے حیائی ہے۔

تیسرا جواب

کافی شریف کتاب الحجت باب مولا علی بن الحسینؑ سے جو روایت علماء نے شیعوں کے خلاف پیش کرتے ہیں اس روایت پر شیعوں کا اعتماد اور اعتقاد نہیں ہے۔ کیونکہ اس روایت کا راوی عمرو بن شمر بن یزید ہے اور یہ راوی شیعوں کے نزدیک جھوٹا اور کذاب ہے کتب شیعہ جامع الرواۃ اور رجال مامقانی ذکر عمرو بن شمر بن یزید ملاحظہ کریں۔

چوتھا جواب

جناب شہر بانو کے مدینہ میں آنے کے متعلق تاریخ میں تین قول ہیں۔

۱۔ یہ خاتون عمر کے زمانہ میں آئی۔

۲۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں آئی

۳۔ حضرت علیؑ کے زمانہ میں آئی

اور یہی تیسرا قول شیعوں کے نزدیک معتبر ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہل شیعہ کی کتاب ارشاد شیخ المفید ذکر علیؑ بن الحسینؑ

۲۔ اہل شیعہ کی کتاب مرأۃ العقول صہ ۳۹۷/۱ ذکر علیؑ بن الحسینؑ

۳۔ اہل شیعہ کی کتاب ریاحین الشریعہ صہ ۲/۲ ذکر شہر بانو

وکان امیر المومنین علیؑ ولی حریث بن جابر جانبا من المشرق فبعث الیہ بنتی یزجرد فنحل ابنہ الحسین شہرزنان

ترجمہ

جناب امیر علیؑ نے حریث بن جابر کو مشرق کے بعض علاقوں کا حاکم بنایا تھا اور اس نے بادشاہ ایران یزدجرد کی دو لڑکیاں حضور کی طرف روانہ کیں اور جناب امیرؑ نے ان میں سے جو شہرزنان تھی اپنے بیٹے حسینؑ کو عنایت فرمائی۔

نوٹ۔

جناب عمر کا سادات کرام پہ کوئی احسان نہیں ہے اور یہ قول اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ روضۃ الصفا صہ ۳ ذکر علی بن الحسین ملاحظہ کریں۔

پانچواں جواب

جناب عمر کے زمانہ میں جناب شہر بانو کے مدینہ میں قید ہو کر آنے کی اہلسنت کے مایۂ ناز عالم شبلی نعمانی نے پر زور تردید کی ہے۔

شبلی کی کتاب الفاروق صہ ۴۹/۲ "ذکر غلامی کا رواج کم کرنا" ملاحظہ فرمائیں

مذکورہ کتاب میں آپ کو یہ الفاظ صاف صاف ملیں گے کہ عمر کے زمانہ میں شہر بانو کا آنا یہ قصہ غلط مشہور کیا گیا ہے اور جناب عمر کی جس فضیلت کے جھوٹے ہونے کو فاروق اعظم کے مایہ ناز وکیل نے کتاب الفاروق میں مان لیا ہے اس فضیلت پر اس کو غلط ثابت کرنے کی خاطر ہمیں زیادہ جرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پانچواں مسئلہ

جناب امیرؑ نے آرزو فرمائی کہ بروز قیامت میرے پاس ایسا اعمال نامہ ہو جیسا عمر کا ہے

مولوی غلام رسول نارووالی اور مولوی محمد نافع جھنگوی نے اپنی کتاب رحماء بینہم صہ ۲۹۱/۱ میں یہ رونا رویا ہے۔

لما غسل عمر و کفن دخل علی علیہ السلام فقال صلی اللہ علیہ ما علی الارض احد احب الی ان القی اللہ بصحیفتہ من ھذا المسجی بین اظھرکم

ترجمہ

جب عمر کو غسل و کفن دے دیا گیا تو جناب امیرؑ آئے اور فرمایا۔ (ملخص یہ ہے) کہ بروز قیامت عمر کے اعمال نامے جیسا میرا بھی اعمال نامہ ہو۔

پہلا جواب

حضرت علیؑ کی طرف مذکورہ آرزو کی نسبت دینا سفید جھوٹ ہے

مذکورہ عبارت دونوں صاحبان نے شیعوں کی کتاب الشافی سے پیش کی ہے

ہم ان دونوں کی خیانت مجرمانہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے حقیقت واقعہ پیش کرتے ہیں اور انصاف کرنا مسلمانوں پر چھوڑتے ہیں

بات دراصل یہ ہے کہ سید مرتضےٰ شیعوں کے مناظر عالم نے اہلسنت کی رد میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس کا نام ہے "الشافی" اور اس کتاب میں ابوبکر و عمر کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے اہلسنت کی طرف سے پیش کردہ دلائل کو ذکر کر کے ان کا جواب دیتے ہیں اور مذکورہ عربی عبارت کو بھی انہوں نے تحریر کر کے اس کا جواب دیا ہے۔

محاجر قمر دین پیر سیال کی طرح مولوی نافع نے بھی خیانت مجرمانہ کی ہے۔ شافی کتاب کی عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر حضرت عمر کی ایک جھوٹی فضیلت کا اقرار شیعوں کے سر تھوپ دیا ہے اور اس سفید جھوٹ بولنے کا بدلہ ان تینوں کذابوں سے قیامت کے دن خدا ضرور لے گا۔ بے نمازوں کی مشہور دلیل لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح ان ملاؤں نے بھی غلط راہ اختیار کی ہے۔ اگر جھوٹ بول کر ہی فضیلتِ عمر ثابت کرنی ہے تو ملاؤں کو چاہیے کہ اپنے فاروق اعظم کی الوہیت یا نبوت ثابت کریں۔

دوسرا جواب

جناب امیرؑ کا ابوبکر و عمر کی سیرت پر چلنے سے انکار مذکورہ آرزو والے ڈھکوسلے کو جھٹلاتا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایۃ والنہایہ ص ۱۴۶/۷ ذکر شوریٰ مطبوعہ بیروت
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر ص ۹۶ ذکر افضل الناس بعد رسول اللہ مطبوعہ مصر
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب عقد الفرید ص ۲۱۳/۲ ذکر شوریٰ مطبوعہ مصر
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفداء ص ۱۶۶/۱ ذکر قتل عمر

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۱۶۲/۲ ذکر شوریٰ
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۲۵۵/۲ ذکر شوریٰ
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۹۴/۱ و ص ۹۲/۲ مطبوعہ بیروت
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ص ۲۷۹۳/۵ ذکر سنہ ۲۳ھ
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ص ۳۵/۳ ذکر شوریٰ مطبوعہ مصر
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حبیب السیر جزو چہارم از جلد اول ذکر شوریٰ
۱۱۔

البدایہ والنہایہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

قال قم یا علی فوقف تحت المنبر واخذ عبدالرحمن بیدہ وقال ھل انت مبایعی علی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ وفعل ابوبکر وعمر فقال اللھم لا

شرح فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ ہو

فاخذ بید علیؑ وقال علی ان تحکم بکتاب اللہ و سنۃ نبیہ و سیرۃ الشیخین فقال علیؑ احکم بکتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ و اجتہد برائی

دونوں عبارتوں کا ترجمہ

عبدالرحمان اہل مدینہ سے مشورہ کے بعد مسجد نبوی میں آیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور جناب امیر سے کہا یا علی آپ اٹھیں۔ جناب کھڑے ہو گئے اور عبدالرحمٰن نے حضورؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ سے اس شرط پر میں بیعت کروں گا کہ اللہ کی کتاب اور نبیؐ کی سنت اور ابوبکر و عمر کے حکم کی طرح تو بھی حکم کرے۔

جناب امیر نے فرمایا کہ کتاب خدا اور سنت نبی کے موافق حکم کروں گا اور ابوبکر و عمر کی طرح حکم کرنا مجھے قبول نہیں ہے۔

نوٹ

اہل سنت دوستو! کچھ تو خوف خدا کرو۔ کیوں ناحق سچائی کا خون کرتے ہو۔ آپ کے مذہب کے دس علماء جو کسی سبائی اور یہودی کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں بلکہ پکے اہلسنت والجماعت ہیں ان کی کتابیں گواہ ہیں کہ عمر کی موت کے بعد جناب امیر سے اصحاب نے یہ پیشکش کی تھی کہ اگر آپ عمر فاروق کے طریقے پر چلیں تو ہم سب آپ کی بیعت کرتے ہیں لیکن مولا علی کو عمر فاروق کے طریقے پر چلنے سے اس قدر نفرت تھی کہ بادشاہی جیسی چیز کو ٹھکرا دیا اور عمر فاروق کے طریقے پر چلنا گوارا نہ کیا۔

پس معاویہ خیلوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر جناب امیر نے تمہارے اعتقاد کے مطابق موت عمر کے بعد یہ آرزو کی تھی کہ میرا اعمال نامہ عمر جیسا ہو۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ پھر حضرت امیر نے طریقہ عمر سے نفرت کرتے ہوئے بادشاہی کو کیوں ٹھکرایا۔ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ آرزو والا ایک ڈھکوسلا ہے جو بعد میں نام نہاد حق دکھلانے تیار کیا ہے۔ ورنہ صاف بات ہے کہ اگر جناب امیر کو عمر کے کردار سے ذرا بھر بھی محبت ہوتی تو اس کے طریقے پر چلنے سے ہرگز انکار نہ کرتے۔

ایک اشتباہ کا ازالہ

مولوی محمد نافع نے اپنی کتاب رحماء بینہم صفحہ ۸۶ میں لکھا ہے کہ جناب امیر کے ایک کلام سے سیرت عمر پر چلنے کی آمادگی ظاہر ہوتی ہے۔

جواب

مذکورہ عذر مولانا موصوف کا ایک مکر و فریب ہے۔ کیونکہ جناب امیر کے جس کلام سے آمادگی ظاہر ہوتی ہے اصحاب نبی نے یہ آمادگی کیوں نہیں سمجھی۔ کیا اصحاب نبی مولوی نافع جتنی عربی زبان بھی نہیں جانتے تھے۔ اگر جناب امیر طریقہ عمر پر چلنے کے لئے تیار تھے تو عبدالرحمٰن نے یہی بات تو بطور شرط جناب امیر کے سامنے پیش کی تھی۔ پس اگر یہ شرط جناب امیر کو قبول تھی تو عبدالرحمٰن نے جناب امیر کو چھوڑ کر عثمان کو بادشاہ کیوں بنایا۔

جھنگوی صاحب یہی تو ایک نکتہ تھا کہ جناب امیر نے عمر فاروق کے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا تھا اور عبدالرحمٰن کی یہی تو چالاکی تھی اور بہانہ تھا کہ چونکہ حضرت علی عمر فاروق کے طریقہ پر نہیں چلتے پس ان کو خلافت نہ دی جائے اور عثمان کو یہ طریقہ قبول ہے لہٰذا انہیں کو بادشاہ بنایا جائے۔

تیسرا جواب

حضرت علی کی ایک ضربتِ خندق امتِ نبی کے تمام اعمال تا قیامت سے افضل ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۹۴ باب ۲۳

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین صفحہ ۳۲ کتاب المغازی ذکر خندق

ضَرْبَةُ عَلِيٍّ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:

حضرت علی کا مقابلہ کرنا اور وہ ایک ضربت روزِ خندق والی نبی کریم فرماتے ہیں میری اُمت کے تا قیامت اعمال سے افضل ہے۔

نوٹ:-

حضرت عمر بھی اُمت نبیؐ میں داخل ہیں اور جناب امیرؑ کا صرف ایک عمل تا قیامت امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ پس یہ بات کہ جناب امیرؑ نے عمر جیسے اعمال کی آرزو کی ہو۔ اہلسنت کا بنایا ہوا ڈھکوسلا ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ کوئی افضل واعلےٰ اپنے سے ادنٰی کے اعمال کی آرزو کرے

چوتھا جواب

جناب عمر علۃ المشائخ کے مریض تھے

اہلسنت بھائیو! آپ کا فاروق اعظم اور اس کا اعمالنامہ آپ کو مبارک رہے دنیا کا ہر غیور روزخ میں جانا گوارا کرے گا لیکن اعلحضرت عمر فاروق کی طرح علۃ المشائخ کی مرض میں مبتلا ہونے کی آرزو نہیں کرے گا۔ تفسیر روح المعانی سے حوالہ گزر چکا ہے کہ یہ مرض حضرت عمر میں تھی۔ پس شرم وحیا کرو حضرت عمر کے اس عمل کی آرزو تو کوئی دشمن بھی نہیں کرے گا۔

پانچواں جواب

اہلسنت دوستو! کیوں ناحق سچائی کا خون کرتے ہو آپ کے جناب عمر نہ تو شیخ الحدیث تھے اور نہ ہی حافظ یا مفسر یا قاری قرآن تھے اور نہ ہی بہادر تھے اور نہ ہی عالم و فاضل تھے اور نہ ہی سخی تھے نہ ہی عبادت گزار اور پرہیز گار تھے۔ پس وہ ذات جس کا کردار اتنا بلند تھا کہ جس کی ایک ضربت تمہارے ابوبکر و عمر و عثمان تو کیا تمام امت نبیؐ کی تا قیامت تمام عبادت سے افضل ہے انہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے ایک بخیل بزدل ان پڑھ بے ہنر کے اعمال جیسی آرزو کی ہو

ایک بات انصاف کی

جناب عمر دنیاوی جوڑ توڑ میں استاد تھے اور اسی فن کی بدولت مسلمانوں کی ایمانی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور جوڑ توڑ کر کے ابوبکر سے اپنے نام خلافت کرنے کا حکم نامہ لکھوا لیا اور یہ حکم نامہ بھی اس وقت تحریر کروایا عثمان کے توسط سے کہ جب ابوبکر آدھا مر چکا تھا اور آدھا زندہ تھا اور پھر بند لفافے پر لوگوں سے بیعت کروائی اور پھر حکمرانی کی کرسی پر قابض ہو گئے اور اس طرح جوڑ توڑ سے چند دن حکومت کی کرسی پر بیٹھ جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور اس کی تاریخ میں کئی مثالیں موجود ہیں اور کئی جابر مسلمان بادشاہ گزرے ہیں تو کیا صرف ان کی بادشاہی اور ظالمانہ فتوحات کی وجہ سے ہم ان کو خدائی نمائندہ اور خلیفہ رسول مان لیں۔

تاریخ خمیس ذکر ولید بن یزید بن عبدالمالک میں لکھا ہے کہ مذکورہ ولید نے خلافت اور بادشاہی کی مٹھاس کو چکھا ہے اور اسی ولید نے اپنی بیٹی سے بھی زنا کیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ —— یہ تھے وہ اولی الامر جن کی خاطر اہلحدیث کے ٹولے اپنا دین اور ایمان قربان کرتے ہیں۔

چھٹا مسئلہ

خطبہ للہ بلاد فلان اور حضرت عمر کی تعریف جناب علیؑ کی زبانی

مولوی نافع جھنگوی نے اپنی کتاب رحماء بینہم ص۱۳۱ ج۲ میں یہ رونا رویا ہے کہ جناب عمر کی حضرت علیؑ نے مذکورہ خطبے میں تعریف کی ہے۔ پس شیعہ لوگ جناب عمر کو خلیفہ مان لیں۔